THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222662
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—556—13-7-71—4,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٥ ٣٢١ ش Accession No. U 1817

Author شاہجہان بیگم شریف

Title دیوان شریف

This book should be returned on or before the date last marked below.

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

دیوان شیرین

باهتمام حاجی غفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور تربیت یافته حضرت استاذ معظم محمد مصطفی خان مرحوم

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۶

سرکولر ہاے پولیس
ممالک مغربی و شمالی
رخصت کے بیان مین

قواعد رخصت انسپکٹران و عہدہ داران غیر معتمد

ماشاء الله لا قوة الا بالله

بہ تیسیر ناظم دیوان کائنات از نتائج افکار پرستاران گاہ ملکات واقف دقائق سخن جہانگیر فتح سخنوری

دیوان شیفتہ

سحر بیان شیرین مقال جناب نواب

باہتمام ملتجی غفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور تربیت یافتہ خدمت نواب معظم محمد مصطفی خان مرحوم

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۸

U 1817

CHECKED 1965

CHECKED 1965

U 891.431
Sh

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف کی

خالق ہی خدا ہی سحر و شام ہمارا
مشہور اوسی نے یہ کیا نام ہمارا

پیدا ہوے ہم امت محبوب خدا ہین
برتر نہو کیون رتبۂ اسلام ہمارا

آتی ہی ہوا سرد گھٹا اوٹھی ہی گھنگھور
منگوالو صراحی می و جام ہمارا

بیتابی دل اوسکے بھی تو دل مین اثر کر
مدت سے یہی تجھسے ہی پیغام ہمارا

پہلی سی رکاوٹ نہین اب ہی نظر لطف
آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا

ای بادِ صبا تو ہی تنِ زار کو لیچل
گلزار مین آیا ہی وہ گلفام ہمارا

ہم کرتے ہین حج کوچۂ دلدار کا اپنے
ہی جامۂ تن جامۂ احرام ہمارا

فرقت مین تری ساتھہ دیا اپنا اسی نے
کام آیا بہت اب دلِ ناکام ہمارا

کافر کیا مجکو بھی تری زلف نے کافر
اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا

دنیا مین پڑا شور ہی شکر شکنی کا
شیرین جو تخلص مین ہوا نام ہمارا

اوس بیوفا کو عشق جتایا تو کیا ہوا
ظلم اور ستم بھی ہمنے اوٹھایا تو کیا ہوا

خورشید وار روزنِ دیوار سے کبھی
غرفے سے تمنے مُنہ کو دکھایا تو کیا ہوا

صورت تمھاری آینۂ دل پہ ہی عیان
پردے مین تمنے مُنہ کو چھپایا تو کیا ہوا

اوس شاہِ حسن کے لب و دندان کے عشق مین
لعل و گہر بھی ہمنے لٹایا تو کیا ہوا

تم وہ نہین رہے ہو تو ہم بھی نہ وہ رہے
اسوقت مین جو ہمکو بلایا تو کیا ہوا

یعقوب کیطرح ہمین بو اوسکی آگئی
یوسف نے پیرہن نہ سونگھایا تو کیا ہوا

لاکھون تمھارے عشق مین جی سے گذر گئے
ہمنے بھی اپنے جی کو گنوایا تو کیا ہوا

خوش کرنے کو رقیب کے کل تمنے آکے یان
محفل مین ہمکو منہ نہ لگایا تو کیا ہوا

جو پیشتر تھے اب بھی نظر مین وہی ہو تم
بولے نہ منہ سے منہ کو بنایا تو کیا ہوا

کچھ کی نہ التفات مرے حالِ زار پر
قدمون سے مین نے سر کو لگایا تو کیا ہوا

باتین تو اختلاط کی اونے ہمین نہ کین
منہ اپنا تو نے مجھکو دکھایا تو کیا ہوا

حسن و جمالِ یار جو ہر دل عزیز ہی
شیرین کی بھی نظر مین سمایا تو کیا ہوا

جب سے کہ لٹو مین ترے ہی دل میرا ہی لٹکا
شانے سے پہونچتا ہی نہایت اوسے جھٹکا

معدوم کمر اونکی ہی ہمکو ہی یہ حیرت
آتے ہین وہ کسطرح سے باندھے ہوئے پٹکا

غارتگرِ ایمان تجھے کہتے ہین مسلمان
زاہد نے ترے پائون پہ سر اپنا ہی پٹکا

ہم سر سے قدم کرکے یہان آئے ادب سے
اور آپ سمجھتے ہین تماشا ہی یہ نٹ کا

بلبل ہو نہین اوس باغ کا غنچے کی چٹک سے
دھوکا ہی کہ ہی آمدِ صیاد کا کھٹکا

ساقی نہ سمجھ مجکو تنک ظرف جو بہکون
ساغر کی عوض منھ سے لگا دے مرے مٹکا

شیرین کو نہ منظور تھی آوارگی اوسکی
خسرو کے سبب کوہ مین فرہاد ہی بھٹکا

سرخرو ہونے کے قابل کیا خطا تھی مین نہ تھا
آپ کے قدمون کے نیچے اوسکو جا تھی مین نہ تھا

دیکھتے کیا ہو ادھر گر زلف برہم ہو گئی
یہ سراسر حرکتِ بادِ صبا تھی مین نہ تھا

جل گئے اغیار سب محفل مین آنے سے مرے
ای پری یہ گرمیِ آہِ رسا تھی مین نہ تھا

نشۂ مے مین پڑا جو ہاتھ میرا پانون پر
دخترِ رز کی یہ ای صاحب خطا تھی مین نہ تھا

کیون نہ اس حسرت سے میرا شیشۂ دل چور ہو
باغ تھا ساقی تھا سبزہ تھا ہوا تھی مین نہ تھا

شب کو مین تھا بے تکلف شوخ سے تھا ہمدوش
وصل کی مانع فقط اوسکی حیا تھی مین نہ تھا

محفل جانان مین شب شیرین عجب ہنگام تھا
زہرہ خصلت تھی کوئی لیلی ادا تھی مین تھا

خیال وصل کی آتا ہی جبکہ راتون کا
تو سہپرون رہتا تصور ہی اونکی باتون کا

کرے نہ شوق محبت کا بوالہوس کوئی
نہ عشق کام ہی واللہ بے ثباتون کا

اوگے گا خاک سے میری درخت منہدیکا
ہوا ہون بسمل و کشتہ حنائی ہاتون کا

عبث ہی وصل کی امید بیوفاؤن سے
کہ ملنا غیرون سے جو ہی انکی ذاتون کا

ادا و ناز و کرشمہ اگرچہ ہی شیرین
ہوا ہی شوق نیا اونکو تلخ باتون کا

آج محفل مین نہ آیا اوس صنم کو کیا ہوا
اوٹھ گئے کیون سب کے سب بزم ارم کو کیا ہوا

نوح سا طوفان ہوگا دیکھیے جوش اشک سے
ابر سان جاری ہوئی پھر چشم نم کو کیا ہوا

حال دل کہنے کے قابل ہی نہین ہم کیا کہین
تم کہو اپنی نہ پوچھو ہمسے ہمکو کیا ہوا

دلمین جو داو تمہاری آنکھون سے آنسو گر پڑے
ہے تعجب مجکو اسد میرے دم کو کیا ہوا

قابل پابوس بھی کیا ہم نہین ہین آپکے
کیا خطا کی ہمنے گر چہ پا قدم کو کیا ہوا

نیمجان لاکھون کیے بیجان ہزارون کر دیے
سچ بتا قاتل تری تیغ دو دم کو کیا ہوا

ہر گھڑی کھاتا ہے کیون شیرین کے سر کی تو قسم
مان لین اس قسم کی تیری قسم کو کیا ہوا

کرون کیون نہ شکوہ مین اس بات کا
کہ بچھڑا ہے وہ مجسے شبرات کا

نہین نذر کرنے کو جز نقد دل
وہ ہدیہ تھا پہلی ملاقات کا

ملا دے مجھے اوس سے جلد اے خدا
بھروسا ہے مجکو تری ذات کا

لگی چشم سے اشک کی وہ جھڑی
خجل جس سے موسم ہے برسات کا

کبھی ہجر ہے اور کبھی وصل ہے
نہین بندہ پابند اوقات کا

لیے بارہ بوسے تو اوسنے کہا
نہ دعوی رہا پانچ اور سات کا

تو شیرین کلامی سے اوسکو بلا
یہی طور بے شبہہ ہی گھات کا

پوچھتا ہی مہر کو کوئی قمر کو کیا ہوا ‌ ‌ ‌ ہمنے بھی چاہا جو تجھسے نامور کو کیا ہوا
دل دیا ہمنے اگر تجھسے بشر کو کیا ہوا ‌ ‌ ‌ کردیا مشہورِ عالم اس خبر کو کیا ہوا
ہوگئی بارش خجل دریا بہائے اشک کے ‌ ‌ ‌ کچھ نہین کھلتا ہماری چشمِ تر کو کیا ہوا
عرش پر جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہین ‌ ‌ ‌ ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
رات بھر اختر شماری تھی تمھارے ہجر مین ‌ ‌ ‌ صورتِ خورشید گر آئی سحر کو کیا ہوا
ہاتھ جوڑے منتین کین آرزوی وصل مین ‌ ‌ ‌ رات بھر قدمون پہ رکھا ہمنے سر کو کیا ہوا
کچھ پتا اوسکا نپایا لاکھ ڈھونڈھا زلف مین ‌ ‌ ‌ ایسا پوشیدہ ہوا موی کمر کو کیا ہوا
اوسکے رخ کو دیکھکر کہتا ہی یہ ہر اک بشر ‌ ‌ ‌ آنکھ جمتی ہی نہین یارو نظر کو کیا ہوا
تھا نہالِ آرزو کیا بارور وقتِ وصال ‌ ‌ ‌ اب خزانِ ہجر مین برگ و ثمر کو کیا ہوا

کیا نتیجہ ہمسری کا اوسکے دندان سے ملا　　　آب خجلت مین رہا دیکھو گہر کو کیا ہوا

دلبر نازک ادا کیا خوب شیرین کو ملا
اوسنے بھی چاہا جو اپنے نام کو کیا ہوا

ہمین دم ہی دم مین رکھا کیجیے گا　　　کوئی دم تو وعدہ وفا کیجیے گا

بہرحال ہم تو ہین راضی رضا کے　　　بھلا کیجیے یا برا کیجیے گا

نہ غم سے کسیکے سروکار رکھو　　　شب و روز ہمسے ہنسا کیجیے گا

وہ بہتر ہی کرتا ہی بندے کے حق مین　　　بہرحال شکر خدا کیجیے گا

یہان آپ آئین وہان یا بلائین　　　کسی جا تو ہمسے ملا کیجیے گا

تکلم تغافل تبسم ترحم　　　ہمین سے یہ ناز و ادا کیجیے گا

نہین ہمسے غم کھایا جاتا ہی اب تو　　　اگر زہر کھا لین تو کیا کیجیے گا

رقیبون سے رغبت جو کرتے ہو صاحب　　　تو کیا ہمسے الفت بھلا کیجیے گا

اگر کچھ بھی ہی تمکو پاس محبت
نہ شیرین کو اک دم جدا کیجیے گا

کیا ہی سلطان جہان کو یہ بندھایا سہرا
لعل و گوہر سے بہت خوب سجایا سہرا

سرخ جوڑے پہ ملا عطر سہاگ اور حنا
مشک چین عنبر سارا مین بسایا سہرا

دھوم محفل مین عجب سہرے کی ہی واہ جی واہ
کیا ہی انداز و ادا سے یہ بندھایا سہرا

محاسی سارے پھلے پھولے خوشی کے باعث
شاخ گل پھول سے چہرے نے دکھایا سہرا

دین دعائین یہ سبھون نے کہ جیو لاکھ برس
پی تسلیم یہ کیا خوب جھکایا سہرا

نقد دل سب نے کیا تمپہ خوشی سے قربان
نغمہ سنجون نے عجب دھوم سے گایا سہرا

دین و دنیا مین کرے حق یہ مبارک تمکو
رغبت دل سے یہ شیرین نے بنایا سہرا

آج کس شوق سے بنڑکو بندھایا سہرا
سمن و زنبق و نازو سے گندھایا سہرا

دیکے انعام مین مالن کو در سرخ و سفید
اچھے پھولون کا تر و تازہ منگایا سہرا

رو نمائی مین دلھن دولہ کی اک عالم نے
سر سے آنکھون سے کلیجے سے لگایا سہرا

بنا بنڑی کو مبارک ہو بنی بنڑے کو
حق نے دونون کا ہمین آج دکھایا سہرا

رقص مین کوئی ہوا وجد مین کوئی آیا
واہ کیا خوب یہ شیرین نے بنایا سہرا

واہ واہ کیا ہی نیا یہ آپ کا چالا ہوا
دل ہمارا لے لیا اک عمر کا پالا ہوا

بڑھتے بڑھتے تا کمر آنے لگا گیسو ترا
دشمن جان پھر ہمارے حق مین یہ کالا ہوا

عاشقی کا غیر دم بھرتے ہین ہین بلہوس
جان و دل سے مین تمھارا چاہنے والا ہوا

ہمت و جرأت پر اپنی آفرین صد آفرین
بار غم کیا ہی اوٹھایا عشق کا ڈالا ہوا

تمنے اکدن بھی یہان آکر نہین دیکھی بہار
داغ فرقت کا ہمارے رشک گل لالا ہوا

مین نے دکھلایا اونھین جب اپنے نالون کا اثر
ہلگیا چرخ برین عالم تہ و بالا ہوا

ایک تو تھا بانی ظلم و ستم وہ شعلہ رو
عشق سے شیرین کے اور آتش کا پرکالا ہوا

دیا دل تمھین سے تمنے رسوا کیا
کیا ہمنے کیا تمنے یہ کیا کیا

محبت جو کی تمسے اے جان جان
برا کیا کیا بلکہ اچھا کیا

گذرتا ہی جو کچھ ترے عشق مین
کہین کس سے پیش آیا اپنا کیا

دیا دل کیا سر قدم پر فدا
ہمین ہین جو ایسا و ایسا کیا

ولا پھر تو اوس بیوفا سے ملا
عبث مین نے تیرا بھروسا کیا

چھپانے سے چھپتا نہین عشق و مشک
یہ کھل ہی گیا گرچہ اخفا کیا

کیے لاکھ تمنے جفا و ستم
نہ ہمنے کبھی ایک شکوا کیا

جیے یا مرے کوئی ایسے ہو تم
کہ جسوقت جو دلمین آیا کیا

عجب عشق شیرین کو ہی تیرے ساتھ
سہے ظلم لیکن نہ چرچا کیا

دل کا جو مطلب تھا وہ بر آ گیا
شکل وہ اپنی مجھے دکھلا گیا

وصل کی شب مجھ سے وہ شرما گیا
نشہ مین جسدم اوسے ہوش آ گیا

پیچ جو اوس زلف کا یاد آ گیا
سانپ میرے سینے پر لہرا گیا

چونک اوٹھا نیند سے وہ یک بیک
بوسون کے لینے سے جو گھبرا گیا

بزم مین بٹھلایا نہ محبکو کبھی
روز تیرے گھر مین مین آیا گیا

[illegible]ین اوس غیرت خورشید کے
عرش کے اوس پار یہ نالا گیا

طنز سے شیرین کے یہ اوسنے کہا
دل کا تیرے مدعا مین پا گیا

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
دیکھیے ادنا کو کیا اعلا کیا

کیا کہون الفت نے مجھے کیا کیا
دل کو شعلہ آنکھہ کو دریا کیا

قد رعنا روی زیبا نے ترے
[illegible]ے عالم کو تہ و بالا کیا

زخم کا ٹانکا مرے ٹھہرا نہ آہ
سوزنِ عیسی نے گو بخیا کیا

کر دیا بیچین اوسکے کان کو
میرے دل نے جب کبھی نالا کیا

شیشہ پتھر کو بھی دیتا ہی کوئی
دل دیا اوسکو بہت بیجا کیا

شب کو ٹھوکر نے تری ہنگامِ رقص
فتنۂ محشر عرش برپا کیا

ناصحا تقدیر پر کیا اختیار
تجکو دانا مجکو دیوانا کیا

اوٹھ گیا پردہ زمین سے تا بعرش
دیدۂ دل ہمنے جسدم وا کیا

دید کی حسرت مٹی مرنے کے وقت
زیرِ خنجر خوب نظارا کیا

شکر ہر دم اوسکا کرنا چاہیے
جسنے ای شیرین تجھے گویا کیا

کون ہی جو رخِ محبوب پہ مائل نہوا
کون وہ دل ہی جو نظارے سے بسمل نہوا

دھجیان چاک گریبان کی اوڑا دونگا مین
حشر کو ہاتھ مین گر دامنِ قاتل نہوا

روشنی مہر کی ذرّے سے بھی کم ہو جاتی
خیر گذری جو ترے رخ کے مقابل نہوا

قیس کہتا تھا یہی ناقۂ لیلی سے کہ ہاتھ
پردۂ چشم مرا پردۂ محمل نہوا

زلف نے میرے پھنسانے مین نکی کوتاہی
شوق آزادی سے پابند سلاسل نہوا

خاطر یار مین کسطرح گرہ رہجاتی
اپنے قبضے مین مگر عقدۂ انامل نہوا

عشق کی راہ مین ڈالا ہی قدم شیرین نے
چشم آئندہ تو ہی گو ابھی کامل نہوا

جلوہ گر جب کان کا اوسکے بالا ہو گیا
شعلہ میرے شوق خاطر کا دوبالا ہو گیا

منزل مقصد کو پہنچا کر کے طے دشت طلب
شاہد عادل ہر اک پانونکا چھالا ہو گیا

اب رہائی میرے دلکی اوس سے بھی دشوار ہی
حلقۂ زنجیر مجکو اوسکا بالا ہو گیا

کوچۂ دلدار کی جب سے گدائی مینے کی
فیض در سے اوسکے کمل کا دوشالا ہو گیا

جلوہ فرما جب ہوا وہ مردم چشم جہان
دیکھا اندھے نے تو وہ بھی انکھون والا ہو گیا

اوسکی فرقت مین پوچھو دیدۂ گریان کا حال
جس جگہ رویا وہان اشکون کا تھالا ہو گیا

اسقدر رویا غم دوری مین اوس دلدار کے
آنسوؤن کا سلسلہ موتی کا مالا ہو گیا

میری جانب سے جو مُنہ موڑا تو حلقہ کان کا
پڑ کے عارض پر قمر کے گرد ہالا ہو گیا

گل نہ تنہا چہرۂ زیبا سے تیرے ہی خجل
داغ در دل وہی رشک مہ سے لالا ہو گیا

غمزۂ خونریز سے شیرین ہو جانبر کسطرح
ہر مژہ اوس گل کا میرے حق مین بھالا ہو گیا

جب سے وہ غیرت قمر دیکھا
غیر کو پھر نہ اک نظر دیکھا

آنکھ اوس سے پری نے جھپکائی
کسنے ایسا کہین بشر دیکھا

ثمرۂ زندگی ہے قد اوسکا
سرو کو کسنے بارور دیکھا

کان رکھکر سنی نہ ایک صدا
ہمنے کیا آہ کا اثر دیکھا

نظر آیا نہ زلف سے رخسار
شام سے لے کے تا سحر دیکھا

گرچہ صندل ہی دردِ سر کی دوا / لیک گھسنا ہی دردِ سر دیکھا
اوس سے خالی نہین ہی کوئی مقام / ہر جگہ یار جلوہ گر دیکھا
آب و آتش سے کچھ نہین ہی ہراس / اپنے ہی دل کا یہ جگر دیکھا

کام شیرین کا آگیا رونا / خوب آنسو کو خوش گہر دیکھا

یار کو ہمنے اک نظر دیکھا / جلوۂ حق کو طور پر دیکھا
کسکو تاب آئے اوسکے جلوے کی / ہوشیارون کو بیخبر دیکھا
تیغ جبدم میان سے نکلی / سینہ عشاق کا سپر دیکھا
شور ہی اوسکی لن ترانی کا / حشر برپا ہوا جدھر دیکھا
ہٹگئی زلف منہ نظر آیا / رات گذری رخ سحر دیکھا
لب معشوق تیر تھا اوسکا / خستہ ہر ایک کا جگر دیکھا

محفل یار میں بجز شیرین
جسکو دیکھا شگفتہ تر دیکھا

پاس گر مجکو نہ بٹھلائیے گا	آپ ہی تنہائی سے گھبرائیے گا
سر مرا آپ نہ سہلائیے گا	بھیجا اس جہل سے کیا کھائیے گا
کیجے آزردہ مجھے جی بھر کے	پر خفا مجھسے نہ ہو جائیے گا
نوش سب نعمت دنیا کیجے	رحم مجپر نہ کبھی کھائیے گا
ہی اشارہ ہی کفایت مجکو	بات کچھ منہ سے نفرمائیے گا
کیا کدو آپ نے ٹھہرایا ہی	میرے سر کی نہ قسم کھائیے گا
لے گئے باغ نہ ہمراہ مجھے	اپنی کرتوت کا پھل پائیے گا
گھر میں جو آئے تو آنے دیجے	گھر کسی کے نہ کبھی جائیے گا
غیر کے ہاتھ سے ملوا کے حنا	خون مری آنکھوں سے برسائیے گا

خانہ آباد ہو لو جاتا ہون — پھر مجھے گھر سے نہ بلوائیے گا
سیرِ بازار مبارک ہووے — روز دس بیس لگا لائیے گا

دل تو دوے بیٹھے ہو شیرین لیکن
کہین پیچھے کو نہ ہٹ جائیے گا

ردیف بے کی

لباسِ سبز جو اب تمنے پہنا ہی کیا خوب — سجا ہی جسم پہ یہ اپنے گہنا ہی کیا خوب
معاف مین نے کیا جب سے اپنا خون تجھے — تو اوٹھا قتل پہ یون ہاتھہ دہنا ہی کیا خوب
نہ جاؤ لا تو مرا ہاتھہ چھوڑ کر اسدم — ابھی تو ظلم و ستم اوسکا سہنا ہی کیا خوب
یہ لوگ کہتے ہین چشمان تر کی گردش سے — مقابلے مین وہ دریا کا بہنا ہی کیا خوب
نجاؤ تم ابھی دامن چھڑا کے جلدی سے — ابھی تو باتین بہت تمسے کہنا ہی کیا خوب
نہین ہی جامہ تو ہی پردہ پوشِ دامنِ دشت — یہ کون کہتا ہی مجنون برہنہ ہی کیا خوب

کلام کرتے رقیبوں سے ہین وہ بت شیرین
تو پاس غیروں کے منظور رہنا ہی کیا خوب

پاس آتا نہین مدت سے تمہارے وہ اب
دیگا تسکین دل بیتاب کو اپنے وہ کب

ہوگا دل شاد مرا بار خدایا کس دن
جلوۂ حسن خداداد دکھائے وہ کب

جب محبت سے لیا نام تمہارا مین نے
دوست جتنے تھے مرے ہوگئے دشمن وہ سب

وصل بت کی مین شب ہجر مین کرتا ہون دعا
سن ہی لیویگا کبھی عجز کو میرے وہ رب

رخ سے شرمندہ ہی مہ چشم سے نرگس ہی خجل
کیا صفت لب کی ہو شیرین ہین عجب سے وہ لب

یہ دل ہی مراد یار محبوب
جان پر بھی ہی اختیار محبوب

رخسار ہین گل تو زلف سنبل
خوشرنگ ہی یہ بہار محبوب

سینے مین رہا مدام بسمل
جو دل ہوا شکار محبوب

ناحق ہی شکایتِ تظلم | دنیا مین یہی ہی کارِ محبوب
گژدم ہی وہ ابروِ خمیدہ | یہ زلفِ سیہ ہی مارِ محبوب
آنکھین نہ کھلینگی حشر کے دن | ماریگا جو انتظارِ محبوب

شیرین سے ہی صاف دل زمانہ
لیکن نہ گیا غبارِ محبوب

قاصد اب تک جو نہین لایا جواب | بالیقین اوسنے نہین پایا جواب
وصل کا طالب مین اک مدت سے ہون | تمنے خاموشی کو ٹھہرایا جواب
کچھ تواب فرمائیے لا و نعم | ہی مناسب آپ کو دینا جواب
بوسہ مانگا مین نے وہ کہنے لگا | دون تری اس بات کا مین کیا جواب
کیون نہو اوس شوخ کو اتنا غرور | سارے معشوقون مین ہی وہ لاجواب
خوش نفس نہین آئینہ ہردم دیکھنا | ہی تبختر کا یہی پیدا جواب

نام شیرین ہی کروا سپر لحاظ
تلخ پہر دیتے ہو کیون میرا جواب

زنجیر مین نے در کی ہلائی تمام شب
گھر سے صدا نہ یار کی آئی تمام شب

تڑپا کیا مین درد غم انتظار مین
صورت نہ بیوفا نے دکھائی تمام شب

کل غیر سے اونھون نے کلائی جو نکو کی
اس رشک سے نہ مجکو کل آئی تمام شب

جس گل کی آرزو مین سر شام سو رہا
شکل اوسکی خواب مین بھی نہ آئی تمام شب

اللہ رے صبح عید کی زینت کا اہتمام
پھولون مین محرم اونسے بسائی تمام شب

دیدار کا خیال رہا مجکو خواب مین
پر طرفہ یہ کہ نیند نہ آئی تمام شب

ہرچند مین نے اوس سے لگاوٹ بہت سی کی
کرتا رہا وے وہ رکھائی تمام شب

ہنستے ہوے رقیب کو دیکھا جو اوسکے ساتھ
اشکون کی مین نے ندی بہائی تمام شب

آنکھین خیال یار مین در سے لگی رہین
شیرین نہ اونسے شکل دکھائی تمام شب

دل ہوا تمپہ مبتلا صاحب
یہ بھی قسمت کا تھا لکھا صاحب

بیمزہ تم جو رہتے ہو سو بلا
دوستی کا نہ مجھے مزا صاحب

جانتے تھے کہ باوفا ہو تم
دیکھ لی آپ کی وفا صاحب

یک بیک غیر کے لگانے سے
ہو گئے مجھسے تم خفا صاحب

غیر سے میرے ہی جلانے کو
آپ ملتے ہین برملا صاحب

پاس غیرون کے شوق سے بیٹھو
لو مین جاتا ہون اب اٹھا صاحب

بے تکلف ہر ایک سے ہین آپ
دیکھ لی آپ کی حیا صاحب

ساتھ غیرون کے تمنے کی جو ادا
سر پہ آئی مرے قضا صاحب

ق

آپ سے آپ ہی خفا شیرین
اوس سے رہتے ہو کیون خفا صاحب

کیا قدیمون کی قدر ہو تمکو
تم ہو بیگانہ آشنا صاحب

تھا یہی عہد و قول شیرین سے
اس طرف دیکھیے ذرا صاحب

میٹھے بیٹھے وہ بگڑ جاتے ہین آپ سے آپ
پھر خوشامد مین خوشی آتی ہی کب آپ سے آپ

جان نکلی ہوئی آجائے تن بیجان مین
گر بلا دیوین یہان آکے وہ لب آپ سے آپ

گالیان دینے لگے جانکو وہ تیار رہو
ایسے رنجیدہ ہوئے مجھسے وہ شب آپ سے آپ

معتقد تب مین تیرے صدق کا ہونگا اے دل
کام جب میرے سنو جائینگے سب آپ سے آپ

ہی گنہگار شئے دل مین ہی نور ایمان
بخش ہی دیگا شیرین کو وہ رب آپ سے آپ

مہربان ہوگا جو وہ رشک قمر آپ سے آپ
دیکھنا آئیگا بیشک مرے گھر آپ سے آپ

گر مجوشی سنے جو اوس کی ہی تاثیر
خشک ہونے لگے اب دیدۂ تر آپ سے آپ

آتش عشق کو سینے مین چھپائین کب تک
دلمین ہی سوز تو نکلینگے شرر آپ سے آپ

اس سبب سے مین اونھین شمس و قمر کہتا ہون
میرے گھر آتے ہین شام و سحر آپ سے آپ

اشک باقی نہ رہا ہجر مین روتے روتے
اب نکلتے ہین مرے لخت جگر آپ سے آپ

اختلاط آپکا بڑھتا ہی رقیبون سے مدام
دیکھو مرجائے نہ یان کوئی بشر آپ سے آپ

شعر شیرین کی وہ بندش ہی کہ کٹتے ہین عدو
کسکو ملتی ہی بھلا ایسی ظفر آپ سے آپ

قاتل خلق ہی تمھاری بات
تیغ بران ہی یا کٹاری بات

تیر کی طرح چھید کر سینہ
دل مین کرتی ہی زخم کاری بات

پھرون سرگوشیان ہین غیرون سے
ایک سنتے نہین ہماری بات

کاٹ کرنے مین ہی زبان تلوار
میرے قاتل کی ہی کٹاری بات

دب گیا مین سنا جو بت کا سخن
کوہ ہندو ہی یا کہ بھاری بات

بوسہ دینے مین عذر کرتے ہین
بیوفائی کی ہی یہ ساری بات

کیا ہی صانع کا ہی یہ فضل و کرم
جسنے شیرین کی ہی سنواری بات

دخل اغیار سے بگڑی ہی ہوا آج کی رات
گھر مین اوس بت کے نہ لیجائے خدا آج کی رات

بوسہ دیکر مسی آلودہ لبون کا اوسنے
نقد ایمان کو مرے لوٹ لیا آج کی رات

وصل کے چاہنے والون کو شب قدر ملی
دیکھیے کسکی ہو مقبول دعا آج کی رات

پیچ مین لائی اوسے جسکی خطا کچھ بھی نتھی
یار کی زلف سنے اندھیر کیا آج کی رات

سیج پھولونکی بچھاتا ہون باُمید وصال
چاندنی چھٹکی ہی چلتی ہی ہوا آج کی رات

لامِ گیسوی سیہ پر ہی کیا دل مائل
شیخ بھی تارکِ اسلام ہوا آج کی رات

شام سے اوس لبِ شیرین کا تصور جو بندھا
آبِ شیرین بھی نہ شیرین نے پیا آج کی رات

بارہا درمیان مین آئی بات
اوسکے دل کی کبھی نہ پائی بات

کی بناوٹ بہت سی باتون مین
پر کہین چھپتی ہی بنائی بات

فتنہ انگیز ہی وہ شوخ ایسا
شہد کی زہر کر دکھائی بات

دیکھو اوسکی زبان درازی کو — ایک کے بدلے سو سنائی بات
وہ نشیب و فراز کیا جانے — کسی عیّار نے سکھائی بات
بوسہ مانگا تو سارے عالم مین — خوب اوسنے مری نچائی بات

تجھپہ شیرین ہوئی متانت ختم
دل کی لب تک کبھی نہ آئی بات

ساغر چلا اودھر تو دمادم تمام رات — رویا ادھر مین صورت شبنم تمام رات
ہمکو تو ایکدم بھی رسائی نہو نصیب — جلسے رہے رقیبون کے باہم تمام رات
کانٹونپہ لوٹتا مین رہا فرط رشک سے — سویا وہ ساتھ غیر کے باہم تمام رات
انصاف سے بعید ہی ای سنگدل یہ بات — ہم رنج کھینچین تو رہے خرم تمام رات
تم خندہ زن تھے غیر سے باہم تمام شب — گذری مجھے بدیدۂ پرنم تمام رات
تم جس جگہ ہو شمع کو واں کب فروغ ہو — محفل تھی تمسے نور کا عالم تمام رات

شیرین سے درد سر تھا جو تمکو سو وہ چلا
اب سوئیے گا چین سے بیغم تمام رات

ساقی چمن میں آکے تری یاد ہی بہت
ساغر ہی مے ہی سرو ہی شمشاد ہی بہت

بعد فنا بھی ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپکو
خاک لحد مری ہوئی برباد ہی بہت

ہو گی خراب بستی معمورہ ایک دن
ویران ہی عاقبت کو جو آباد ہی بہت

ابرو کی تیغ خنجر مژگان سنبھال کر
آمادہ میرے قتل کو جلاد ہی بہت

نام خدا وہ حسن گلوسوز ہی ترا
حیران تری شبیہ میں بہزاد ہی بہت

اولجھا جو تیری کاکل پرخم کے پیچ میں
مایوس چھوٹنے سے وہ آزاد ہی بہت

بلبل نہ شاخ گل پہ تو کر اپنا آشیان
پھرتا تری تلاش میں صیاد ہی بہت

بہر خدا غرور نہ شیرین سے کیجیے
مانا کہ تمکو حسن خداداد ہی بہت

افسانہ ہجر کا بھی اوسے یاد ہی بہت
جو آرزوی وصل مین دلشاد ہی بہت

بے موت اوسپہ مرتے ہین جانباز سیکڑون
وہ قاتل جہان ستم ایجاد ہی بہت

تاخیر کیجیے نہ شب وصل مین صنم
مضطر ہمارا یہ دل ناشاد ہی بہت

بچتی ہوئی نظر نہین آتی ہی جان زار
سرگرم قتل آج وہ جلاد ہی بہت

دلچسپ شعر ہوتے ہین کیا ہی بفضل رب
شیرین تو شعر گوئی مین استاد ہی بہت

دکھاتا ہی ہمین کیا اپنی اب بہار بسنت
پھلاتا سرسون ہی آنکھون مین بشمار بسنت

عجب بہار کا موسم یہ ابکی سال آیا
کہ صوفی کرتے ہین ہمراہ بادہ خوار بسنت

بنے ہین سب در و دیوار زعفرانی آج
زہے نصیب کہ گھر میرے لایا یار بسنت

کہین سمن ہی کہین نازبو کہین صدبرگ
کھلی چمن مین ہی کیا خوب پر بہار بسنت

لباس زرد نہ پہنا کے ہمکو میلے مین
دکھایا تمنے نہ لیجا کے ایک بار بسنت

بشکل برق پلک مارتے مین جاتا ہی — ہوا کے گھوڑے پہ آیا ہی کیا سوار بسنت

تم ابکی فصل مین پکھراج کا سجو گہنا — کہان یہ حسن کہان پھر پری نگار بسنت

صبا یہ کہنا تو اوس گل سے تیری دوری مین — ہماری آنکھون مین کھٹکے ہی ہوکے خار بسنت

عجب نہین ہی کہ اپنی بہار تازہ کی
گلے مین شیرین کے پہنانے لاگے ہار بسنت

دل پر رہی جو اونکی کلائی تمام رات — کیا ہیکلی کو میری کل آئی تمام رات

بیخود کیا جو ساغر صہبائی چشم نے — زلف عنبر اوسنے سونگھائی تمام رات

اوس شعلہ رو کو غیر سے تھین گرمجوشیان — فرقت مین ہمنے جان جلائی تمام رات

رو رو کے دن تو کٹ گیا فرقت مین یار کی — نالون نے میرے دھوم مچائی تمام رات

پہلو مین تھا جو یار تو یہ محو ہم ہوے — اپنی کہی سنی نہ پرائی تمام رات

کیفیتین وہ تمہین ترے ساتھ ہمنے خواب — بیخود کیا شراب پلائی تمام رات

ہم تو شب فراق مین اختر گنا کیے
افشان جبین پہ اوسنے جائی تمام رات

تقریر بڑھتے بڑھتے شب وصل گھٹ گئی
مطلب کی بات اوسنے اوڑائی تمام رات

تھا ہمکنار ہمسے جو شیرین وہ ماہرو
چھوٹی عدو کے منہ پہ ہوائی تمام رات

ردیف تای ہندی

شب کو وہ شوخ مرے پاؤنکی پاکر آہٹ
بولا گھبرا کے کہ ہی ہی دہی مین کدھر جاؤن ہٹ

غیر کے سینے پہ کھلا کے نہ مجھے رکھا پاؤن
فرط غیرت سے جگر کیون نہ مرا جاوے پھٹ

وہ رخ و زلف نہ مجھے جلد دکھاوے یارب
سحر و شام لگی رہتی ہی اس بات کی رٹ

منع ہر کام مین تعجیل ہی لیکن بجز ا
عمل خیر کی تعمیل ہی واجب جھٹ پٹ

کیون نہ دن رات کرون سجدہ مین اوسکے در پہ
قبلہ و کعبہ ہی دلدار کی مجھکو چوکھٹ

شنا شانے کا ہونا ہی نہین لف سے خوب
لاکھون جی جاتین نکل ایک بھی کھلجاوے جو لٹ

دیکھو آئینے کا رو و پشت ہی یکساں صاحب
صاف باطن نہیں رکھتے ہیں کسی سے بھی پٹ

دل کے انداز صفائی کو میں کیونکر مانوں
رات کے وقت جو لے میری طرف سے کروٹ

سارے انداز و ادا خوب ہیں اوسکے شیرین
پیار سے شب کو گلے میرے گیا آ لپٹ

ردیف ثای مثلثہ

عشق میں تیرے ہوا جی مرا برباد عبث
تو نے الفت سے کسی دن نہ کیا یاد عبث

صدمۂ فرقت شیرین تھا مناسب سہنا
مر گیا تیشے سے سر پھوڑ کے فرہاد عبث

گر تمھیں جانتے ای جان جہان دشمن جان
آہ و نالے سے نکرتے کبھی فریاد عبث

کسی عاشق کی ہے معشوق کو کچھ قدر ہوئی
وای صد وای کسی نے بھی نہ دی داد عبث

قدر عاشق نہیں معشوق کو بھلا شیرین
واجب الرحم پہ یہ کرتے ہیں بیداد عبث

کیا کرتے ہو اولٹی ہمسے تم تقریر کیا باعث
رہا کرتے ہو ناحق ہمسے کیون دلگیر کیا باعث

مہیا سب طرح کا عیش ہی پر اونکے آنے مین
ہماری انہین چلتی کوئی تدبیر کیا باعث

مرے دلبر کی صورت دیکھکر بہزاد و مانی
رہے ہیں محو دبستان صورت تصویر کیا باعث

حکایت اونکی لکھنے مین زبان خامہ ہی عاجز
کہ بڑھتی جاتی ہی گھٹتی نہین تحریر کیا باعث

کمال عشق شیرین ہو گیا مشہور عالم مین
ولے اوسکی نگہ مین کچہ نہین توقیر کیا باعث

رنج اوٹھائے دل پھنسا کر الغیاث
جا ملا دشمن سے دلبر الغیاث

تیغ ابرو سے تو ہون مین خستہ تن
اوسپہ ہین مژگان کے خنجر الغیاث

تیر غمزہ نے ترے ناوک فگن
میرے سینے مین کیا گھر الغیاث

جی پر اپنے سیکڑون صدمے سہے
دل تجھے دے کر ستمگر الغیاث

اوسکے کوچے مین سدا پرگاروا
سیکڑون کرتا ہون چکر الغیاث

ناصحا تیری نصیحت ہی فضول
ہوگیا دل مثل پتھر الغیاث

ٹالتا ہی میری باتون کا جواب
دیدہ و دانستہ سُنکر الغیاث

خاک مین ملجائین یہ غمّاز یان
وہ ہوا مجسے مکدّر الغیاث

رسم ہی یہ مذہبِ عشاق کی
کرتے ہین شیرین یہ اکثر الغیاث

ردیف جیم کی

آمد کی ہی یہ کسکی مسرت چمن مین آج
پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن مین آج

تنہا دھوان نہ اوڑنے لگا اوسکے چہرے پر
ہی رنگ وہی شمع سپید انجمن مین آج

بولی یہ بوی گل جو ملا تمنے عطر گل
مدت کے بعد پونہچی مین اپنے وطن مین آج

کس زلفِ مشکبو کی ہی اسدرجہ بوی خوش
جسکا کہ شور روز و رہی شہر ختن مین آج

کسطرح ہو یقین کہ وہ ہی مجسے صاف دل
سو سو شکن ہی جبہۂ سیمین بدن مین آج

گلشن مین کسکا قامتِ زیبا نظر پڑا
ہی جسکا شور سرو مین اور نارون مین آج

کب یہ کلام مین کسی شاعر کے ہی مزہ
شیرین جو ذائقہ ہی تمھارے سخن مین آج

حسن ہی نہار نہین لعل و گہر کا محتاج
کب ہی رخسار ترا وصف بشر کا محتاج

ہر بن مو سے نکلتے ہین شرارے خون کے
سوز پنہان نہین کچہ دیدۂ تر کا محتاج

روی روشن ہی ترا جب سے مرے پیش نظر
مین نہین نام خدا شمس و قمر کا محتاج

نگہ لطف و غضب سے ہی مری موت و حیات
قتل کو میرے نہو تیر و تبر کا محتاج

جسکو معشوق بنائین وہ مرے اور ن پہ
ہووے نہان نہ کبھی ایسے بشر کا محتاج

صبر ہی حد کیا اب ضبط نہین ہو سکتا
تا بکی رہیے دعاؤن کے اثر کا محتاج

یاد ہین ظلم و ستم غمزہ و انداز و ادا
میرا معشوق نہین کوئی ہنر کا محتاج

آرزو دل مین کسیطرح کی باقی نہ رہی
ہان مین ہون تجہسے عنایت کی نظر کا محتاج

ہی سخن مین یہ خداداد حلاوت پیدا
قول شیرین نہین کچہ شہد و شکر کا محتاج

بگڑا ہی کس سبب سے نہایت ترا مزاج
سچ کہہ کہ مجھسے کسلیے تو نے کیا مزاج

لاکھوں دعائین سیکڑوں کین ہمنے منتین
لیکن نہ ہمسے آپ کا سیدھا ہوا مزاج

نادم ہوے تھے ہمسے بہت کل بگڑکے تم
بیوجہ آج آپ کو پھر آگیا مزاج

اک ہو تو کہیے کرتے ہین کیا کیا وہ سیر ساتھ
ناز و کرشمہ عشوہ و غمزہ ادا مزاج

بہر خدا قصور ہمارا معاف ہو
سیدھا رہے ہماری طرف سے سدا مزاج

شیرین کو تیری الفت ظاہر نہین پسند
باطن مین رکھیے صاف برای خدا مزاج

بیہوش اسقدر ہون فراق صنم مین آج
نے جان ہی میری جان مین نے دم ہی دم مین آج

ای وای ہم تو بھول گئے لطف زندگی
کیفیت اجل ہی تمھارے ستم مین آج

باتون مین اختلاف بیانی عیان ہوئی
کیون ہمکو شک نہو ترے قول و قسم مین آج

تاثیر عشق نام اسیکا ہی دیکھ لو
غمگین زیادہ مجھسے ہو تم میرے غم مین آج

دونون تمھارے عشق مین خانہ خراب ہین
نے گبر دیر مین ہی نہ زاہد حرم مین آج

کیا پوچھتے ہو ہمدمو ن بیتابیان مری
ہون مبتلا فراق کے رنج والم مین آج

ہر ہر قدم پہ جاگ اوٹھے خفتگان خاک
دیکھا نیا اثر یہ تمھارے قدم مین آج

شیرین لکھا ہی چہرۂ رنگین کا کسکے وصف
گل ہین کھلے ہزار جو شاخ قلم مین آج

ردیف جیم فارسی

دلِ وحشی تھا ترے زلف پریشان کے بیچ
ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین کوہ و بیابان کے بیچ

شاد کیون جنبشِ ابرو سے نہو جانِ حزین
تیغِ بُرّان ہی مرے کام مین اس آن کے بیچ

رخِ انور کا ترے دھیان نہین ہی دل مین
شکلِ یوسف نظر آجاتی ہی کنعان کے بیچ

جلوۂ حسن ترا دیکھکے ای ماہِ منیر
جان آجاتی ہی میرے تنِ بیجان کے بیچ

خالِ مشکین یہ نہین مصحفِ رخ پر اونکے
قدرتی نقطے نظر آتے ہین قرآن کے بیچ

سرخیِ پای حنائی لہو رلواتی ہے
ہاتھ ململ کے مین رہ جاتا ہون ارمان کے بیچ

غیر کے ہاتھ کا بیڑہ نہین کھانا ہرگز
ہمکو شک ہی کہ نہ دیدے کوئی کچھ پان کے بیچ

چشم بد دور عجب حسن ہی ماشاء اللہ
قدرت حق نظر آتی ہی تری شان کے بیچ

کہین فرہاد نے تیشہ نہو سر پر مارا
آئی ہی درد صدا شیرین کے کچھ کان کے بیچ

ردیف حے کی

شمس و قمر نہین رخ دلدار کیطرح
شمشاد ہی نہ سرو قد یار کیطرح

مشتاق دید رہتے ہین ہر وقت سیکڑون
مجمع ہی کوی یار مین بازار کیطرح

ہی یہ اثر تمھاری ہی آنکھون کے سحر کا
بیمار رہون مین نرگس بیمار کیطرح

بوسے کے اشتیاق مین حسرت کی آنکھ سے
ہم اونکے منہ کو تکتے ہین ناچار کیطرح

مرتے ہین ہم نہ جیتے یہ وعدے ہین آپکے
اقرار کی طرح ہی نہ انکار کیطرح

حیران ہین مثل آینہ تقریر سے تری
طوطی کہان سے لائے یہ گفتار کیطرح

جسدن سے عشق اک بت بیدین کا ہوا
سبحہ گلے مین ہی مرے زنار کیطرح

ہر اک قدم پہ گنج شہیدان بناتے ہین | کیا خوب آپ چلتے ہین تلوار کیطرح
نکلے ہی کب نکالے سے موی مژہ ترا | دل مین کھٹک رہا ہی مرے خار کیطرح
ہی اشتباہ کاہکشان اونکی مانگ پر | گیسو مین آگئی ہی شب تار کیطرح

چھو کر کے زلف یار کو شیرین نے جو چھوا
ہی پیچ و تاب مین وہ ابھی مار کیطرح

وہ شوخ میرے گھر مین نہ آیا کسیطرح | مجھکو بھی اپنے گھر نہ بلایا کسیطرح
گو اشتیاق دید مین ہم جان سے گئے | برقع سے اوسنے منھہ نہ دکھایا کسیطرح
کھینچی ہزار طرح کی تکلیف پر کبھی | اوسکا مزاج ہمنے نہ پایا کسیطرح
اوس قد رشک سرو بہشتی کے سامنے | شمشاد باغ مجھکو نہ بھایا کسیطرح
خمیازۂ خمار سے حالت ہوئی تباہ | اک جام مے نہ مجھکو پلایا کسیطرح
چاہا کہ مجھکو جیت کے خدمت مین اپنی لائے | چوسر کا بھی نہ کھیل جمایا کسیطرح

رکھی نہ آستین مری آنکھون پہ رحم سے
روتا بھی دیکھکر نہ ہنسایا کسیطرح

دنیا کی چیزین شوق سے کھاتا ہی بربلا
حاشا کہ مجھپہ رحم نہ کھایا کسیطرح

اے وائے حق خدمت شیرین مٹادیا
اوسکا ملال دل نہ مٹایا کسیطرح

ردیف خے کی

آئتین ابرو ہین تل نقطے ہین قرآن ہی وہ رخ
ان دلیلون سے تو بیشک مرا ایمان ہی وہ رخ

برگ گل ہونٹھ ہین گل گوش ہین آنکھین نرگس
زلف سنبل ہی دہن غنچہ گلستان ہی وہ رخ

روئے جانان کی یہ تشبیہ نئی دی ہمنے
سروسے قد پہ عجب اک گل خندان ہی وہ رخ

اوڑتے ہین ہر طرف افشان کے سنہرے ذرے
اسلیے کہتے ہین ہم اوسکو زرافشان ہی وہ رخ

شمع کیطرح سے مُنہ چار طرف ہی اوسکا
عاشقون کے لیے کیا صاحب احسان ہی وہ رخ

کیون نہ ہو داغ سویدا مرا رشک خورشید
مہر و مہ سے بھی فزون لمعہ درخشان ہی وہ رخ

کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہی وہ
دیکھہ آئینے مین ہمشکل کو حیران ہی وہ رخ

جان آجاتی ہی دیکھے سے تن بیجان مین
ہان مری جان ہی مری جان ہی مری جان ہی وہ رخ

یہ سب آبادی اوسکی ہی اوسی سے رونق
شہر ویران ہی اگر سوی بیابان ہی وہ رخ

تل ہین بت ابرو ہی محراب چلیپا ہی زلف
معبد ہندو و ترسا و مسلمان ہی وہ رخ

دن کو خورشید اوسے کہتے ہین شب کو مہتاب
مہر رخشان ہے گہے گاہے مہ تابان ہی وہ رخ

مجھسے تعریف نہین ہو سکتی ہی اوسکی شیرین
چشم بد دور عجب قدرت یزدان ہی وہ رخ

جب نکالے ہی وہ پیرون کی کرامات مین شاخ
پھر بھلا کیون نہ نکالے مری ہر بات مین شاخ

باتین اولٹی ہی وہ عیاری سے کرتا ہی صریح
شاخ مین بات تو دیکھی نہ سنی بات مین شاخ

کب کہا مین نے کہ مجسا نہین دنیا مین کوئی
آپ ہو جب نکالے ہین مری ذات مین شاخ

دل بسمل کے سوا تحفہ ہو کیا پاس مرے
سو نکلنے لگی اب ایسی بھی سوغات مین شاخ

کب ہرا خشکی کے ایام مین ہوگا دل زار
جبکہ نکلی ہی نہین موسم برسات مین شاخ

غیر تسلیم و تواضع نہین اپنا معمول	کیا غضب ہی جو نکالے وہ مدارات مین شاخ
کسطرح اوس سے ملون کیا کرون شیرین ہی پر	شو نکالے ہی وہ حرف ملاقات مین شاخ

ردیف دال مہملہ

نہ پاس رہنے سے خوش اور نہ اوسکو دور پسند	عجب ہی فتنہ زمانے کا وہ فتور پسند
ہمارا کعبہ مقصد ہی کوچہ محبوب	پسند کعبہ کسیکو کسیکو طور پسند
کوئی تو چاند کو پوجے ہی کوئی سورج کو	نہین تمھارے سوا ہمکو اونکا نور پسند
خطائین کرتے ہین لاکھون وہ بخشدیتا ہی	خدا کا شکر ہی کرتا ہی وہ قصور پسند
جو ساتھ میرے تو فردوس مین ہووےگا	تو پھر کرونگا نہ مین حور اور قصور پسند
تو ترک کو چھوڑ تکبر نکر بدولت حسن	نہین خدا کو کسیکا ہوا غرور پسند
مین اونکی نذر کو لایا ہون نقد دل اپنا	یقین ہی وہ کرینگے اسے ضرور پسند
زبان سے کچھ تو کہو دیکھو چشم الفت سے	ہی دل سے آپکے الطاف کا وفور پسند

نہ آفتاب کی تابش نہ ماہتاب کی تاب
ہوا ہی تیرا ہمین نور او نہ ظہور پسند

نہ کاہشِ غمِ ہجران سے خوف ہی مجکو
مین ایسے غم مین بھی خوش ہون کہ ہون سرور پسند

دکھا کے دل اوٹھین ہر بار ہم یہ کہتے ہین
یہ جنبشِ شیرین ہی کر لین اسے حضور پسند

بہار مین تو نکر قصدِ گلستان صیاد
روا نہین ہی تجھے صیدِ بلبلان صیاد

قیام باغ مین ہی پانچ روز بلبل کا
لگا ہی پھر وہی اندیشۂ خزان صیاد

اسیر ہونے مین یہ دغدغہ ہی دلکو لگا
پھرائے دیکھیے قسمت کہان کہان صیاد

ضعیف ہی وہ بہت قید کا خیال نکر
سزای دام نہین صیدِ ناتوان صیاد

تو اپنے ہاتھون سے ملتا ہی ہر گھڑی گلکو
نہ کیون ہو آنکھ سے بلبل کی خون روان صیاد

عجیب طور اسیری کا تو نے سیکھا ہی
لگا تا راتون کو ہی دام تو نہان صیاد

کیا ہی دام کو زیرِ زمین نہان تو نے
پڑیگا تجھپہ مگر قہرِ آسمان صیاد

چمن مین تو نے جو بلبل کا آشیان پھونکا | خدا کرے کہ جلے تیرا خانمان صیاد
کمائی جی کے ستانے کی کیا پھلے گی تجھے | نہ نفع دیگا تجھے صید نیمجان صیاد
وفا بہار سے کیا بلبلون نے دیکھی ہی | کہ تجھسے ہوگا وفا عہد بوستان صیاد
اسیر دام جو بلبل ہوئی تو رو کے کہا | گلو ہی اور ہی اب تیغ جانستان صیاد

ہی انس بلبل و گل سے زیادہ شیرین کو
نہ مثل اپنے سمجھ مجکو سخت جان صیاد

ہی اگر آپ کا یہ صدق و صفا میرے بعد | تازہ پھر کیجیے گا رسم وفا میرے بعد
سادہ روئی کے سبب سے ہی جو تو عاشق جہان | خط سے پھر کوئی نہ پوچھیگا ذرا میرے بعد
چشم بد کا مجھے اندیشہ لگا رہتا ہی | ہونا اسطرح نہ تم جلوہ نما میرے بعد
مجھ تلک ناز فروشی ہی تمھاری صاحب | مجھسا عالم مین خریدار کجا میرے بعد
جانکر مجھسا نہ ہر شخص سے کرنا گاہے | شوخی و غمزہ و انداز و ادا میرے بعد

ہی دعا خالق جان سے یہ مری صبح و مسا
منہ نہ دکھلائے تجھے رنج و عنا میرے بعد

تجسے تمسے مین یہ کہتا ہون کہ ای سادہ رخو
نام میرا نہو انگشت نما میرے بعد

نیک بد لاتھین دیویگا خدا ای عالم
کیجیو میری شفاعت کی دعا میرے بعد

منہ دکھانا تو تکلف ہی مرے سر کی قسم
تم دکھانا نہ کسیکو کف پا میرے بعد

نیکنامی مری تا زیست ہی عالم مین
کیجیو یار خدا اوس سے سوا میرے بعد

کیا عجب ہی کہ مرے رتبۂ عالی سے سبب
ہڈیان کھائے مری آکے ہما میرے بعد

جان جائے اگر اوس گل کی وفا مین شیرین
خار دیگا اثر مہر گیا میرے بعد

دعا سے لب نکر ای بیخبر بند
سن ای نادان در روزی نکر بند

نکر اندیشۂ روزی خدا را
کھلین دس در اگر ہوا ایک در بند

ہنر تب تیرے ہونگے آشکارا
زبان عیب جوئی ہو اگر بند

نماز فجر کب تجھسے ادا ہو
اگر تو آنکھ رکھے تا سحر بند

وہ ہو دیدار دلبر سے مشرف
کرے جو سیر دنیا سے نظر بند

کھلے تجپر دو عالم کا تماشا
نظر رکھے اگر تو بیشتر بند

تجھے شیرین میسر کب ہو وصلت
تری گر آہ کا ہووے اثر بند

ردیف دال ہندی

تجکو ہی ای شوخ اگر تیغ آزمائی کا گھمنڈ
اسطرف مجکو بھی ہے اپنی سمائی کا گھمنڈ

تا نہ چہرے کی صفائی پر اگر ہی آپ کو
مجکو ہے ای سیمبر دل کی صفائی کا گھمنڈ

دلمین میرے چوٹ ہے تو عشق ہی کی چوٹ ہے
تم عبث کرتے ہو صاحب مومیائی کا گھمنڈ

روکنے سے کب کسیکے رکتے ہین ہم سرفروش
چڑھ رہا ہے ہمکو بھی اپنی رسائی کا گھمنڈ

خاک ہین ناچیز ہین معذور ہین محجوب ہین
کس زبان سے کر سکین ہم آشنائی کا گھمنڈ

دلکو دیکھینگے پشیمانی کو دیکھینگے وہان
کہدو ای زاہد نکر نہ پارسائی کا گھمنڈ

حسن ظاہر پہ نہ بھولو حسن باطن چاہیے
اے بتو بیفائدہ ہے خودنمائی کا گھمنڈ

دینے والا رزق کا ہے سب کا وہ پروردگار
ہے عبث ہر شخص کو اپنی کمائی کا گھمنڈ

اک ندامت سو عبادت سے ہے سب سے بلند
کر نہ اے شیرین تم اپنی جبہ سائی کا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

خط کے لکھنے کو جو لے بیٹھا وہ دلبر کاغذ
ہو گیا عکس سے رخ کے ورق زر کاغذ

پرتو رخ سے وہ کاغذ مین صفائی آئی
بنگیا غیرت آئینہ سراسر کاغذ

چاند سورج کیطرح ہو وہ چمکتا شب و روز
بلکہ ان دونون سے درجے مین ہے بہتر کاغذ

عرض کرتا ہے مرا حال وہ سب بے کم و کاست
پیر و مرشد ہے مرا بلکہ پیمبر کاغذ

کچھ بھروسے مین قاصد نکرونگا اوسکو
میر الیجائیگا دلسوز کبوتر کاغذ

مجھکو کاغذ سے سروکار نہو کیون ہردم
کام آتا ہے کچہری مین تو اکثر کاغذ

ایکدم مین نہین کاغذ کو جدا کرتا ہون
میرا دلدار ہے دلسوز ہے دلبر کاغذ

قدردان مجسا نہوئیگا کوئی کاغذ کا — خوب دکھلاتا ہی اپنا مجھے جوہر کاغذ

میرے کاغذ سے ہی احوال جہان کا روشن — کرتا آئینہ جو پاتا یہ سکندر کاغذ

جانتے ہو کہ مین کس شمع کا پروانہ ہون — ہاتھ مین میرے نکیونکر ہو منور کاغذ

نسخہ اکسیر کا کیا تجکو ملا ہی شیرین
تیری صنعت سے ہوا سونے کا پتر کاغذ

کانون مین میرے آکے کوئی بات کر لذیذ — گفتار اوپری ہی تری بیشتر لذیذ

بھولا ہون قوت سننے سے تازہ ہوا ہی دل — قاصد نے جب کہی ہی تمہاری خبر لذیذ

سیب ذقن کے بوسے کا کیا ذائقہ کہون — جنت مین بھی نہوویگا ایسا ثمر لذیذ

کس کس مزے سے کھاتے ہین جھڑکی ہوکے رات دن — دشنام یار کی ہی ہمین کسقدر لذیذ

جیسا ہی بوسہ لب جانان مین ذائقہ — ہوگا نہ ایسا قند نہ شہد و شکر لذیذ

بھولے گا ذائقہ تو جہان کے طعام کا — باتین سنے جو شیرین کی اکدم اگر لذیذ

ردیف رے کی

مائل نہو جہان کے نقش و نگار پر
قائم یہ بیوفا نہیں اپنے قرار پر

دنیا کا اور شراب کا ہی ایک ہی حساب
کرتے ہین آرزو سب اسی اعتبار پر

محفل مین سبکو دیتے ہین بھر بھر کے جام وہ
ذرہ نظر نہین ہی ہمارے خمار پر

کس آرزو پہ اپنی کرے کوئی جان نثار
امید فاتحہ بھی نہو گر مزار پر

بلبل کو گل کے ساتھ ہو ہر دم کنار و بوس
لوٹون مین اس حسد سے بھلا کیون نہ خار پر

فرقت مین ناتوانی کا اظہار کیا کرون
گل سنگ سے سوا ہی مرے جسم زار پر

ٹھوکر لگانے مجکو بھی شاید وہ رحم سے
رہتا پڑا ہون اسلیے مین رہگذار پر

دیکھے گا اسطرف بھی کبھی چشم لطف سے
ثابت اگر وہ شوخ ہی اپنے قرار پر

شیرین نے داغ دل ہی گوارا کیا تو پھر
کیا کام ہمکو باغ سے گر ہی بہار پر

رہتی ہی اگر تیغ ستمگر کی کمر پر
تو ہم بھی کفن باندھے ہوے پھرتے ہین سر پر

اوس ماہ نے اپنا رخ پرنور دکھاکر
کیا داغ خجالت کا لگایا ہی قمر پر

کرتے ہو کبھی دن کا کبھی رات کا اقرار
وعدے کو یونہین ٹالتے ہو شام و سحر پر

ہیرے کیطرح دیکھنا گڑ جائینگے اکدن
پیشانی رگڑتے ہی گزرتے ترے در پر

بے فائدہ کیون ہمکو جلاتی ہی عبث تو
ای آہ بھروسا ہی کسے تیرے اثر پر

فرقت مین یہی کرتا ہون دونون کی تسلی
رکھتا ہون کبھی دل پہ کبھی ہاتھ جگر پر

کس کس پہ عمل ہم کرین ناصح ہوے ہمدم
سودا کا بڑا زور رہی اور شور ہی سر پر

کیا تو نے گرایا ہی ہمین اشک سمجھکر
چڑھتے نہین افسوس جو ہم تیری نظر پر

دولت کی تمنا ہی نہ کچھ خواہش نعمت
ہم نام پہ جان دیتے ہین مرتے نہین زر پر

پھرتا ہون وہی گل کے تجسس مین صبا وار
بلبل کیطرح ٹھہرا نہ اک گل کے شجر پر

پھر ہنس کے ہمین آپ دکھائین لب و دندان
کیا آب ہی کیا تاب ہی اس لعل و گہر پر

آتا نہیں جسدن سے وہ خورشید جہان تاب
اک غم کا فلک ٹوٹ پڑا ہی مرے گھر پر

جان لیتے ہو بوسے کی عوض ہیان تو کیجے
اسمین تو بہت ہمکو ضرر ہوگا ضرر پر

اب ویسا حسین کوئی جہان مین نہین شیرین
کیون ہم نکرین جی کو فدا ایسے بشر پر

گمان مہر درخشان کا ہوا ہی روی روشن پر
تعجب ایک عالم کو ہی کیا کیا اونکے جوبن پر

پڑھی جب فاتحہ تو پٹ پڑھتے ہنس دیا گویا
گرا ہی آن کے بجلی جب آئے میرے مدفن پر

رہا کرتا ہی جو ہر دم ہمارا قیس دل اسکا
گمان ہی محمل لیلی کا اسکو تیری چلمن پر

حرم اس سے چھوڑایا اور کلیسا اوس سے چھینا ہی
ہوا ہی عشق وہ غالب ترا شیخ و برہمن پر

کشیدہ تیغ ابرو دیکھکر مین آپہ مرتا ہون
چڑھا تھا آج بیشک پھیرین مین اپنی گردن پر

ہمارا دل دکھایا کچھ ہنسی یا کھیل سمجھے ہو
سمجھ بیکڑ و جوان ہو اب بچاؤ تم لڑکپن پر

بلا کا کاٹ ہی آفت کا دم ہی قہر کا خم ہی
تری تیغ نظر کتنی نہین ہی سنگ و آہن پر

شب فرقت نے برپا کر دیا عالم قیامت کا
صدا ای صور کا شک ہی جہان کو میرے شیون پر

سخن کو آپکے ای حضرت دل کسطرح مانون
کسیکو اعتبار آتا نہین ہی قول دشمن پر

کہان چھڑکا ہی خون مجھ عاشق جانباز نے قاتل
شہادت نامہ یہ مین نے لکھا ہی تیرے دامن پر

نہ سمجھو خاکساری اسکو یہ اکسیر خالص ہی
ملا کرتے ہین جو خاک در جانان کو ہم تن پر

ہماری آنکھ سے گرتے نہین شبنم کے قطرے
نچھاور کرتے ہین موتی تمہارے روی روشن پر

نظر مین جب سے شیرین کی تمہارا روی رنگین ہی
نہین پڑتی ہی آنکھ اوسکی گل شاداب گلشن پر

فصل گل ہی ہر طرف چھایا ہی ابر
مژدۂ عشرت مگر لایا ہی ابر

ظاہرا گو رعد ہر بیابان پر ذرا
رحم کھا کر کر رہا سایا ہی ابر

میکشون کو تھا نہایت انتظار
بعد مدت حق نے دکھلایا ہی ابر

ساقیا لا ساغر صہبا شتاب
دیکھ تو کس لطف سے آیا ہی ابر

سچ ہی شیرین بہر اطفال نبات
حکم ایزد سے بنا دایا ہی ابر

خدا جانے کیا اوسکو ہی مجھسے بیر	کہ سنتا ہی ہر وقت وہ قول غیر
کہون کسطرح جسے مین اب حال دل	کہ مطلق نہین اوس سے امید خیر
غم و رنج اتنا دیا ہی ہمین	خوش آتا ہی کھانا نہ بھاتی ہی سیر
بہت چاہا مانی نے کھینچون شبیہ	ہی اوس سے مطلق نہ تصویر پیر
صفت پھر ہوا حمد کی کس سے بیان	ہوئی جبکہ عاجز زبان زُبر

نہین ہند شیرین ہی رہنے کی جا
حرم کو چلو اور چھوڑو یہ دیر

اوٹھ گیا ہی مجھے تنہا ستمگر چھوڑکر	چشم کو تر چھوڑکر اور دل کو مضطر چھوڑکر
زخم غم سینے مین داغ ہجر دل پر چھوڑکر	صاف وہ چلتے ہوے مجکو مکدر چھوڑکر

روز محشر تشنہ تیرے شربت دیدار کا
دیکھتا تجکو پھر گیا آب کوثر چھوڑ کر

پہلے جانے مین تمہارے دل مرا جاتا رہا
جان جائیگی جو جاؤ گے مکرر چھوڑ کر

چشم و رخ سے تیرے حیران ہیں عدم کو چلدیے
جام کو جم اور آئینہ سکندر چھوڑ کر

دیکھ لینا دیکھنے والا جو مجسا او بھہ گیا
روؤ گے آرائش پوشاک و زیور چھوڑ کر

وصل کی شب اس تکلف سے وہ آئے میرے گھر
پان کھا مسی لگا زلف معنبر چھوڑ کر

سانپ کے کاٹے کی لہرین یاد دلوانے لگا
تا کمر گیسو کو وہ ماہ منور چھوڑ کر

روتے روتے فرقت دلدار مین ہم مر گئے
عین بارش مین ہم آوارہ ہوئے گھر چھوڑ کر

کیا ہوا کس سمت کس جانب کدھر جاتا رہا
نیمچے کا ہاتھ وہ مجپر برابر چھوڑ کر

خسرو و غزہ نہوا کدن جدا ہو جائینگے
جان کو تن اور تن کو سر اور سر کو افسر چھوڑ کر

مین ہوں طائر کہ پھنسکر صاف وے پر اڑ گیا
بہر تسکین ہاتھ مین صیاد کے پر چھوڑ کر

عاشق جانباز مقتل مین کوئی مجسا نہ تھا
دو قدم آگے رہا دھڑ کو ادھر سر چھوڑ کر

بارہا دیکھا ہی مین نے سخت جانی سے مری
دست قاتل کو نکل جاتا ہی خنجر چھوڑ کر

بیڑیان پہنی تھین مجنون نے غم لیلی مین یون
دشت کا پابند ہو ہر دم کا چکر چھوڑ کر

ہست ہے اک ذرای شیرین سبھی ہووینگے نیست
جسقدر موجود ہی وہ سب مقدر چھوڑ کر

ہین ڈہلے سانچے مین سب اعضای یار
سرو موزون ہی قد رعنای یار

ہی تمنای رخ زیبای یار
کاش پھر صورت مجھے دکھلای یار

سر پہ رکھون تلوے آنکھون سے ملون
ہاتھ آجائین جو میرے پای یار

ہای اب مجھکو نظر آتا نہین
خواب مین بھی چہرۂ زیبای یار

نالۂ جانسوز کی تاثیر سے
کیا عجب ہی گھر مین میرے آی یار

پھر مری دیکھو زبان آرائیان
سامنے اپنے اگر بلوای یار

خون کیونکر دل رقیبون کے نہون
پان میرے ہاتھ سے جب کھای یار

سیر بازار و چمن کیا اوسکو بھاے
سر مین ہو جس شخص کے سودای یار

عالم تجرید بھایا ہی مجھے
غیر سے مطلب نہ کچھ پروای یار

کام کیا اکسیر سے عشاق کو
کیمیا ہی خاک نقش پای یار

کیون نہ اوٹھے دل سے حاسد کے دھوان
جبکہ محفل مین مجھے بٹھلای یار

شاعری شیرین جو کھائین ہم تمھین
اک غزل ہمسے اگر کہلاے یار

زرد رنگ یاسمن ہی تیری رنگت دیکھکر
گل کے دلمین خار ہی تیری نزاکت دیکھکر

چاندنی کی تاب تیرے جسم کو آتی نہین
خلق ہی محو تماشا یہ نزاکت دیکھکر

صانع مطلق نے عالم کو بنایا ہی طلسم
عقل کیون حیران نہو دنیا کی صنعت دیکھکر

خاک سے خلقت ہی تیری متصل ہی خاک سا
پانون کو لغزش نہین ہی با صعوبت دیکھکر

مجھسے رکھتا ہی تلمذ کا ارادہ اب ہما
رشک آتا ہی اوسے میری قناعت دیکھکر

گنج قارون کیطرح قعر زمین مین جائیگا
اسقدر نخوت ہی کیون دنیا کی دولت دیکھکر

چشم عبرت سے ذرا تو بستی مرقد کو دیکھیہ
ہوش ہوا کرتا ہی کیا ایوان کی رفعت دیکھکر

رات دن سکتے مین رہتا ہون یہ صورت ہی مری
آئینہ حیران ہوا ہی میری حیرت دیکھکر

گوہر مضمون چلے آتے ہین بحر فکر سے
جوش دریا گرد ہی جوش طبیعت دیکھکر

حاسدان بتنذل کا آج دعوی ہوا
بحر مین اشعار شیرین کی سلاست دیکھکر

کاش اسسال منہ دکھاے بہار
خوب جی بھر کے دل اڑاے بہار

خوب نام بہار کو ترسا
مژدہ وصل گل سناے بہار

صورت گل کہین نظر آوے
داغ دل سے کے مرے مٹاے بہار

جی ترستا ہی باغ جانے کو
ہی تمنا یہی کہ آے بہار

ابھی ہوتا ہون رنج سے آزاد
سر وسے میرے گر ملاے بہار

سارے غنچے کھلے زمانے مین
دل کا غنچہ کہین کھلاے بہار

ہون خمارِ خزان سے سخت تنگ
جامِ عشرت مجھے پلاے بہار

جل رہا ہون فراق مین گل کے
آگ دل کی مرے بجھاے بہار

گل و بلبل سے وصل ہو شیرین
ہم رہین بے نصیب واے بہار

ردیف رای ہندی

زلف خمدار کو ای شوخ دل آزار نہ چھیڑ
جی نکل جائینگے عالم کے خبردار نہ چھیڑ

چھیڑنے سے مرے کیا فائدہ ہوگا تجکو
تنگ ہون زیست سے اپنی مجھے ہر بار نہ چھیڑ

دل مرا شیشے سے بھی بڑھکے ہی نازک جانان
شوق سے چھیڑ مجھے پر یہ دل زار نہ چھیڑ

دل ستانا کسی بیکس کا نہین ہی اچھا
تجھسے تجھسے مین یہ کہتا ہون بتکرار نہ چھیڑ

گالیان لاکھون جو تنہائی مین دے عذر نہین
سامنے غیرون کے ای بیخبر از کار نہ چھیڑ

چھیڑنا زلف کا کیا سہل ہی سمجھا ہی شیرین
کاٹ کھاتی ہی یہ ناگن اسے زنہار نہ چھیڑ

تند خوئی عاشقون سے ای بت بے مہر چھوڑ
عاشق صادق سے اپنے رشتۂ الفت نہ توڑ

ایک بوسے کی طلب ہے اور کچھ کہتے نہین
دے زکات حسن ای رشک قمر منہ کو نہ موڑ

زخم دل مجھسے ہوا وہ غیرت حور جنان
کہ رقیب روسیہ اپنا سر پتھر سے پھوڑ

کیا غریبون کو دکھاتا ہے تو اپنا زور دست
ہے اگر قوت تجھے ابلیس کا پنجہ مروڑ

ایک سے ملنا بگڑنا دوسرے سے واہ واہ
کسنے سکھلائے ہین ای شیرین تجھے یہ توڑ جوڑ

ضبط نے گرچہ کہا مجھسے گریبان کو نہ پھاڑ
دست وحشت نے کہا کیا ہے ترا اسمین بگاڑ

کسطرح میری جدائی مین بسر اوقات
دن قیامت ہے غم ہجر مین اور رات پہاڑ

جھانک لیتا تھا کبھی چوری سے چھپکر مین اوسے
تاک کر بند کی اوس شوخ نے ہر ایک دراڑ

ہے جو ہشیار وہ دنیا سے الگ رہتا ہے
جب پھنسا اسمین تو پھر چھوٹتی ہے کب یہ کھلاڑ

سامنے اپنے ہے ہر دم وہ بت پردہ نشین
در دل تو ہے کھلا لاکھ اگر پیش ہو آڑ

پہلوان ایسا بھی عالم مین نہوگا کوئی
نفس سرکش کو جو دے اپنے کوئی شخص پچھاڑ

ہجر مفقود ہوا وصل ہی شیرین جو
اوسکے انداز تو جب سے گیا صفا مین تاڑ

دل کو کھانا عاشقون کا ای بت عیار چھوڑ
باز آ جور و ستم سے شیوۂ آزار چھوڑ

یاد رکھ تو ایک دن ذلت اوٹھائیگا ضرور
مان لے کہنا یہ میرا صحبت اغیار چھوڑ

ای دل شوریدہ تنہا چھوڑ کر مجکو نہ جا
ساتھ اک مدت کا میرا تو نہ ای غمخوار چھوڑ

راہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے اچھا کہے
کجروی بہتر نہیں ای شوخ یہ رفتار چھوڑ

خشک بلبل کی زبان گرمی سے ای صیاد ہی
رحم کر پانی کا قطرہ کھول کر منقار چھوڑ

صورت یوسف خریدارون نے گھیرا ہی تجھے
روی انور پر سیہ گیسو سر بازار چھوڑ

ای برہمن توڑ کر دو تار بت پر ہو فدا
شیخ سے سبحہ چھٹا تو رشتۂ زنار چھوڑ

کچھ اثر کرتا نہیں کرتا عبث ہی تو علاج
ای مسیحا اب خدا پر عشق کا بیمار چھوڑ

بد مزاجی سے تجھے حاصل ہی کیا اے شکر
ساتھ شیرین کے مرچیان تلخی گفتار چھوڑ

ردیف زای معجمہ

بلبلون کے آشیان کرتا ہی یہ برباد روز
صید کو جاتا ہی اب گلزار مین صیاد روز

باغ جنت کو نہ بھولا ہون نہ بھولونگا کبھی
کوی جانان ہو وی جانان کی کرونگا یاد روز

پھول کہتے ہین چمن مین عندلیب ارسے
حق سے کرتا ہی دعا پھل کے لیئے شمشاد روز

دن اسیرون کے مگر دو چار دن ہین بھرے
ایک قیدی کو کیا کرتے ہین وہ آزاد روز

زندگی کوی بتان مین ہمتے روتے کٹ گیئی
صورت ناقوس مین کرتا رہا فریاد روز

سخت حیرت ہی نہ آیا ایکدن شیرین کو رحم
سنگ خارا کوہ پر کاٹا کیا فرہاد روز

بخت شیرین کا ستارا عرش کا تارا ہوا
اوسکے ویرانے کو وہ کرتے ہین آباد روز

گولائی پری زمزمہ حور کی آواز
کافور ہوئی سُنکے تری نور کی آواز

کہتے ہین مغنی یہ کہ گانا نہین تنہا
ہی سحر و فسون اوس بت مغرور کی آواز

وہ کان دباتے ہین نزاکت کے سبب سے
نزدیک کی آواز ہو یا دور کی آواز

گر بات نکلتی ہی تو آہستہ زبان سے
باہر نہین جاتی ترے رنجور کی آواز

کھینچینگے سر دار تو فریاد کریگا
تا عرش برین جائیگی منصور کی آواز

پیدا ہین کہان طالب دیدار جہان مین
موسی کے سوا کسنے سنی طور کی آواز

قلقل کی جو شیشے سے صدا کان مین آئی
شیرین ہی یہی دختر انگور کی آواز

ہی مجھے دل سے قدم رنجۂ دلدار عزیز
جیسے یعقوب کو یوسف کا ہو دیدار عزیز

اوسکو کھٹکا نہ سر مو ہی پریشانی کا
جسکو رہتا ہی بدل طرۂ دلدار عزیز

نہ غرض لعل سے ہی ہمکو نہ یاقوت سے کام
فرقت یار مین ہی دیدۂ خونبار عزیز

آنکھ ہی میری تری آنکھ پہ ہر دم پڑتی
دل سے ہر شخص کو ہی مردم ہشیار عزیز

جان بلب ہون ترے پرہیز ملاقات سے مین
رکھے کس طرح سے پرہیز کو بیمار عزیز

ایسا اک ہاتھ لگاؤ کہ دو پارہ کر دے
میرے سر کو ہی بدل آپ کی تلوار عزیز

نوش جان آپ کرین سب اک رحم نکھا مین
مجکو بھی خون جگر اپنا ہی ای یار عزیز

کوئی انداز نہین ناز و ادا سے خالی
کیون نہ ہر دل کو ہو وہ شوخ طرحدار عزیز

کوئی شیرین ہے یہ کہدے کہ بجز شکر خدا
نہین عالم مین کوئی چیز ہی زنہار عزیز

ختم اوس شوخ پہ ہی جلوہ گری کا انداز
طرہ اور اوسپہ ہوا خوش نظری کا انداز

اوسکے جلوے سے ہوئی آنکھ بشر کی حیران
ہی عجب نام خدا اوسکا پری کا انداز

چال طاؤس کو ہوتی ہی کہان انصیب
اوسکی رفتار مین ہی کبک دری کا انداز

حور فردوس کی کیا قدر ہی آگے اوسکے
سیکھے اوس سے کوئی عشوہ گری کا انداز

میٹھی باتون سے کیا خلق کو بندہ اپنا
اوسکے لب سے ہی عیان گلشکری کا انداز

عشق کی دردسری ہے مجھے بس راحت ہی / یاد ہے دلکو مرے بخیہ گری کا انداز
دل ہوا چاک اگر ہجر میں کیا غم شیریں / اوسکو معلوم ہے سب بخیہ گری کا انداز

ردیف سین مہملہ

وفا کر بیوفائی ہو چکی بس / ادا کر کج ادائی ہو چکی بس
نہ بن اے بت بس اتنا زاہد خشک / خدا سے ڈر رکھائی ہو چکی بس
جدا سر تن سے کر اکبار قاتل / تری تیغ آزمائی ہو چکی بس
کدورت کی ہوئی دیوار قائم / تجھے مجھسے صفائی ہو چکی بس
غریبون کو بھی چشم لطف سے دیکھ / صنم یہ خود نمائی ہو چکی بس
اکڑ کب ناتوانون سے بجا ہے / تمھاری میرزائی ہو چکی بس
نہ چھوٹون گا تری زلفون سے باہر / قیامت تک رہائی ہو چکی بس
بس اے ظالم ستم سے اپنے باز آ / گلے لگ جا لڑائی ہو چکی بس

کلیجا چھن گیا شیرین کا غم سے
نہین طاقت سمائی ہو چکی بس

قفس تنگ ہی صیاد ستمگار کے پاس
جز خدا کوئی نہین منع گرفتار کے پاس

طور سے بام کے کیا جلوہ دکھائینگے کبھی
ید بیضا نہین مجھ طالب دیدار کے پاس

سانپ کے ساتھ ہین بچھو بھی محبت کرتے
زلف کو دیکھ کے اوس ابروِ خمدار کے پاس

سرو بھی گل کی ملاقات کریگا اک دن
قمریان بیٹھتی ہین بلبل گلزار کے پاس

کیون نہ آتے ہی وہ اوٹھ جاتے مرے پہلو سے
بیٹھنا دیر تلک منع ہی بیمار کے پاس

زلف سے مانگ لیا مشک دلِ شیدا نے
جا ہی عنبر کے لیے طرۂ طرار کے پاس

کعبۂ دل کو ہی منظور مدینہ نہ چھٹے
روح شیرین کی رہے احمدِ مختار کے پاس

ہو دل ہین میرے یار کے دیدار کی ہوس
بر آئے ای خدا یہ دلِ زار کی ہوس

زلفون کی بو سے تیری معطر ہوا دماغ
اب کچھ نہین ہی نافہ تاتار کی ہوس

اکسیر کی طرف شہ کرے التفات کب
ہو جسکے دل مین خاک در یار کی ہوس

جب سے خدا نے گنج قناعت عطا کیا
دل مین ہی نہ کم کی نہ بسیار کی ہوس

لیجائے آکے اس مرے دیوان سے بیخطر
شیرین اگر کسیکو ہو اشعار کی ہوس

آج اوس شکر لب نے سرخ جو پہنا لباس
عاشقون کے دل ہوے خون جبکہ وہ دیکھا لباس

دلمین لالہ کے نہ کیون غیرت سے ہو داغ سیاہ
کیا کھلا ہی سرخ رنگت پر تری سوہا لباس

کیون نہ سب عشاق تجکو ای صنم اچھا کہین
شکل اچھی رنگت اچھی اور یہ ہی اچھا لباس

وصف خوش وضعی کا تیری ہو سکے ممکن نہین
جسم نازک پر ہی تیرے کسقدر زیبا لباس

تیرے قامت پر ہوا ہی قطع جامہ حسن کا
ایسا حوران جنان نے بھی نہین پایا لباس

جسنے دیکھا اوسکو محویت کا عالم ہو گیا
کب کسیکے اسطرح زیب بدن ہوگا لباس

سچ بتا شیرین تجھے ہی جان کی میری قسم — کسکی فرمایش سے تو نے ہی یہ بنوایا لباس

ردیف شین معجمہ

نہ مجھے تخت کی خواہش ہی نہ افسر کی تلاش — ہان مگر دلکو مرے رہتی ہی دلبر کی تلاش

یان بھی ہی حلق کو آب دم شمشیر کا ذوق — ہی جو وان قاتل بیدرد کو خنجر کی تلاش

قفس تن مین مقید ہی اسی باعث سے — طائر دل کو مرے رہتی ہی شہپر کی تلاش

شرق سے غرب تلک ڈھونڈھتا پھرتا ہی کسے — نہین کھلتی ہی کسی پر شہ خاور کی تلاش

سنگ ہی بالش سر فرش زمین ہی بستر — مجھسے دیوانے کو کیا چاہیے بستر کی تلاش

چاہیے سر کو مرے یار کے در کا پتھر — مجکو کچھ خاک نہین تاج سکندر کی تلاش

دل دیوانہ کو خواہش ہی پریرویون کی — ہی کتان کو مرے مہتاب کی چادر کی تلاش

چاہتا ہون دل سوزان سے محبت کا درد — راکھہ کے ڈھیر مین کرتا ہون مین اخگر کی تلاش

جو کہ پابند قناعت ہین وہی اچھے ہین — خاک کر دیتی ہی انسان کو بہت زر کی تلاش

یون نہین ہونے کا زخم دل سوزان بحال
بہر مرہم مین کرون بال سمند کی تلاش

کیسے الفاظ و مضامین بہم پہنچائے
غور تو کیجیے شیرین دل مضطر کی تلاش

آکے قاصد نے سنایا مژدۂ دلخواہ خوش
دہر مین پھیلے پھلے رکھے اوسے اللہ خوش

جان حربا جلوۂ خورشید سے ہی کن کوشان
دل چکورون کا کیا کرتا ہی شب کو ماہ خوش

دست بستہ سامنے اونکے نہ مین کیون نکر رہون
کسنے دیکھا ہی گدای بے ادب سے شاہ خوش

تارک عشق بتان جب سے دل شیدا ہوا
ہمسے رہتے ہین زمانے مین جو آگاہ خوش

رنج کے بعد از دیا کرتا ہی رحمت کیسے گا
ماہ کنعان کو زلیخا کی کرگئی چاہ خوش

روزن دیوار سے کرتے رہینگے تاک جھانک
خواہ ناخوش ہو وہ اپنے عاشقون سے خواہ خوش

اوسکو رہتا ہی بہت مضمون عالی کا خیال
کیون نہون اشعار شیرین سنکے سب بیگاہ خوش

رہتی ہی ہر شخص کو دنیا کی حشمت کی تلاش
نیک وہ ہی جسکو ہی عقبی کی دولت کی تلاش

جو گدا ہی دوست کے در کا وہ ہی سلطان وقت
اوسکو پھر بے سود ہی سامان و شوکت کی تلاش

آسمان سے ہی مقرر رزق ہر مخلوق کا
پھر عبث دونی ہین پر ہی معیشت کی تلاش

جو کہ ہی یان فکر سے آزاد وہ آباد ہی
کیونکہ بہتر ہی تعلق سے فراغت کی تلاش

صحبت اوباش سے ہر دم کنارہ ہی ضرور
ہی اگر انسان تو کر نیک صحبت کی تلاش

عہد پیری مین تبع مرشد سے ہین سب کرتے رجوع
کر جوانی مین دلا پیر طریقت کی تلاش

ہاتھ خالی قبر مین جاتا غنی ہی او فقیر
ہین برابر دونون پھر بیجا ہی ثروت کی تلاش

جستجو کرکے ہوا شیرین مین اک در کا غلام
دیکھنا انصاف سے میری طبیعت کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ہر لحظہ ہی گفتگوی اخلاص
ہر آن ہی جستجوی اخلاص

بندہ اخلاص کا ہون جو اسے
کرتا ہون عزیز خوی اخلاص

اخلاص سے کے نام پر ہون مرتا
پھرتا ہون بہ آرزوی اخلاص

ہی خار سے بھی زبون و بدتر
جس گل مین نہو نئے بوی اخلاص

سو چاک پڑین اگرچہ دل مین
کیا غم ہی جو ہو رفوی اخلاص

مدت سے ہون دل سے آرزومند
اللہ دکھائے روی اخلاص

کسطرح نہ جاؤن اوسکے گھر مین
فردوس برین ہی کوی اخلاص

کیونکر نہ ہون مین عزیز سب کا
رکھتا ہون مین آبروی اخلاص

نیک اوسکی نماز ہووے شیرین
کرتا ہے جو وضوی اخلاص

محفل مین اوس پری کی کرے آکے حور رقص
دل کو جگر کو جان کو بخشے سرور رقص

انداز ہی جو تیر تو شمشیر ہی ادا
عاشق کے قتل مین نہین کرتا قصور رقص

طاؤس وار ناچتے ہین مست و ہوشیار
ہولی مین ہو رہا ہی جو نزدیک دور رقص

ایسا ہو بزم مین سراپای ادا کو آج
مینا ی دل کو میرے کرے چور چور رقص

بسمل کیطرح صاف تڑپتی ہی چاندنی
جلوہ تمھارا دیکھہ کے کرتا ہی طور رقص

چکرا رہا ہون گردش لیل و نہار سے
فرقت مین کیتا ہی دل ناصبور رقص

گھنگرو کسیکے خواب مین دیکھے ہین رات کو
شیرین کے سامنے کبھی ہوگا ضرور رقص

قابو مین وہ آتا نہین تدبیر ہی ناقص
سودا مرا جاتا نہین تقدیر ہی ناقص

باتین تو بناتا ہی بہت قاصد جانان
مطلب کی سناتا نہین تقریر ہی ناقص

بہزاد نے کھینچا ہی کسی غیر کا نقشہ
اوس گل کو دکھاتا نہین تصویر ہی ناقص

زرگر سے کہو اور بنادے کوئی ہیکل
گردن مین سماتی نہین زنجیر ہی ناقص

شیرین نے بہت وصل کی مانگی ہین دعائین
آنکھین وہ ملاتا نہین تاثیر ہی ناقص

گرچہ خوش تر ہو بگمان اخلاص ‌ ‌ پر زمانے مین اب کہان اخلاص

پھول جاتا ہون شادمانی سے ‌ ‌ دیکھتا جسمین ہون جہان اخلاص

دشمنون کو کہان میسر ہی ‌ ‌ ہی مگر رسم دوستان اخلاص

کسطرف جاکے مین تلاش کرون ‌ ‌ اب جہان مین ہی بے نشان اخلاص

گر نہ مانو برا تو مجھسے سنو ‌ ‌ تم کرو سب سے مہربان اخلاص

ہوتا راضی ہی اپنے بندون سے ‌ ‌ جنمین پاتا ہی حق سبحان اخلاص

کیا کرون ہاے اسکی مین تدبیر ‌ ‌ مجھسے رہتا ہی سرگران اخلاص

بلبلون کو نہ منع سیر سے کر ‌ ‌ ہی اگر تجھہ مین باغبان اخلاص

دے یہ شیرین کو ایخدا توفیق ‌ ‌ وہ کرے سب سے جاودان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ ہمکو غیر سے مطلب نہ آشنا سے غرض ‌ ‌ فقط ہی اپنے ہی وس شوخ مہ لقا سے غرض

یہ دردِ عشق ہے راحت اسی مین ہے ہمکو
نہ کچھ طبیب کی حاجت نہ کچھ دوا سے غرض

خوشی جو اوسکی ہے راضی اوسیمین ہین ہم بھی
فراق کی نہ شکایت نہ کچھ جفا سے غرض

جب اپنے دل مین یہ ٹھانی کہ بس رضا بالقضا
تو پھر مراد کی خواہش نہ مدعا سے غرض

یہ کس زبان سے کہون کچھ غرض نہین مجکو
جو کچھ غرض ہے تو بیشک ہے کبریا سے غرض

سلوک عالمِ فانی مین کر ہر ایک سے تو
جو سود کی ہے تجھے عالمِ بقا سے غرض

جہان و اہل جہان سب سے کرکے قطع نظر
ہر ایک حال مین شیرین تو رکھ خدا سے غرض

کیون کسیکو سر چڑھاوین کیا غرض
بار غم سر پر اوٹھاوین کیا غرض

تہمت عشق اپنے ذمے دھر کے ہم
آنکھ سے آنسو بہاوین کیا غرض

محرمیت سے کے کوئی قابل نہین
حال کیون اپنا سناوین کیا غرض

اپنے گھر کے آپ ہین ہم بادشاہ
کیون کسیکے در پہ جاوین کیا غرض

ہم تو ہین وابستۂ ذات خدا | زلف مین کیون دل پھنساوین کیا غرض
کوس رحلت کا ہی ڈنکا بس ہمین | گھر مین کیون نوبت رکھاوین کیا غرض
شربت دیدار جانان چھوڑ کر | خون دل بے سود کھاوین کیا غرض
بس ہی مالک کی رضامندی ہمین | خلق عالم کو رجھاوین کیا غرض
خاک سے ہین خاک ہی مین جا بسینگے | مسند اطلس بچھاوین کیا غرض
اپنی پیاری جان کو ہم بے سبب | آتش غم مین جلاوین کیا غرض
دوست کے اپنے ہین شیرین بیان مین | لب پہ ذکر غیر لاوین کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کہتے ہین دنیا کا ہی دھندا غلط | سچ جو پوچھو ہی یہ خود دنیا غلط
اسکا سیم و زر دہی لڑکون کا کھیل | آگے عاقل کے ہی سرتاپا غلط
دوست جو رکھتے ہین دنیا کو بدل | اونکا یہ اخلاص ہی سارا غلط

گو موافق ہو بظاہر یہ دنی
غور کیجے تو ہو فی المعنی غلط

دنیا و عقبی ہین دو بہنین سگی
شرع مین ہی اجتماع انکا غلط

ایک ہی کو دوست کہہ ای مہربان
سو وہ عقبی ہی شریک اسکا غلط

ذکر کر شیرین او سیکا رات دن
ہی بجز عقبی کے سب چرچا غلط

مجھے تیرے ملنے کا غم ہی فقط
یہی ایک دل مین الم ہی فقط

ہوا بھیگ کر اشک سے خط خراب
جو ہاتھون مین دیکھا قلم ہی فقط

خدا جانے آہ رسا کیا ہوئی
جو خونبار اک چشم نم ہی فقط

جو بیمار ہجران کی پوچھے خبر
تو کہنا کہ سینے مین دم ہی فقط

ملو غیر سے ہم جلین رشک سے
اسی بات کا ہمکو غم ہی فقط

مرے ساتھ اشکون کی بھی فوج ہی
نہ اک آہ ہی کا علم ہی فقط

گئے بھول دونون جہان یکقلم
تصور مین شیرین صنم ہی فقط

ردیف ظای معجمہ

پڑ گیا دل کو محبت کا مزا ای واعظ
اب نہ مجھے پند و نصیحت نہ سنا ای واعظ

بزم رندان مین تو بیخوف نہ جا ای واعظ
آبرو اپنی نہ دے بہر خدا ای واعظ

چاہتا ہون کہ کرون تیری نصیحت پہ عمل
دل تو مطلق نہین قابو مین مرا ای واعظ

گرمی عشق بتان ہمکو سزاوار ہے
ہو مبارک تجھے سردی کا مزا ای واعظ

در جانان پہ ہمیشہ تو کیا کر سجدہ
تجکو ہو جائیگا دیدار خدا ای واعظ

ترک اسباب محبت کی کیا کر تو پند
ہم نہ مانینگے کبھی اس سے برا ای واعظ

بھول جاویگا اسی وقت بہار جنت
کوی جانان کی جو کھاویگا ہوا ای واعظ

بیخودون کو نہین ہوتا ہی سخن سے کچھ سود
ہوش کی اپنے تو کر جا کے دوا ای واعظ

سنکے باتین تری ہوتا ہون پریشان خاطر
کیون مجھے کرتا ہی ہر وقت خفا ای واعظ

منع کرتا ہی ہمین عشق بتان سے ہر دم | تو بھی کچھ جانتا ہی راہ خدا ای واعظ

ق

میکدے مین جو ہوا پیر مغان کا تو مرید | اور جام مے گلرنگ پیا ای واعظ

کیا تعجب ہی کہ ہو عشق خدا مین واصل | آب کوثر کا ملے تجکو مزا ای واعظ

عشق خالق کا وسیلہ ہی کلام شیرین
شعر پڑھ اوسکے تو اور اوکی جا ای واعظ

کیجیے عاشق مضطر سے نہ ای یار لحاظ | چھوڑیے پھر خدا وصل مین اکبار لحاظ

ساتھ غیرون کے کھلا اور ملا ہی اوسکو | ہمسے کرتا ہی بہت وہ بت عیار لحاظ

گوہر اشک کی بارانی بیجد سے مری | دیکھو کرتا ہی بہت ابر گہر بار لحاظ

ہاتھ مین ہاتھ رہا لبونکے دم سیر اپنا | نہ کیا غیرون سے اوسنے سر بازار لحاظ

آج تک ہمنے نہین میان سے دیکھی باہر | ہمسے کرتی ہی ستمگر تری تلوار لحاظ

پڑ گیا وصل مین جسوقت ہمارا قابو | ای پری پھر تجھے ہو جائیگا دشوار لحاظ

افعیِ زلف سے کسطرح ہو توبہ کی ہوس
کاٹنے مین نہین کرتا ہی کبھی مار لحاظ

گھورتی ہی سر بازار حسینون کو مدام
تجکو آتا نہین ای چشم بد اطوار لحاظ

خم کے خم ہونگے تہی دیکھنا ای پیر مغان
میکدے مین نہین کرنے کے قدح خوار لحاظ

آج تک ہمنے کسی سے نہین ہنستے دیکھا
یار کے دل مین ہی بسیار سے بسیار لحاظ

کہہ سناتا ہی ہر اک بات بُری ہو کہ بھلی
کب ہی دلمین ترے ای یار دل آزار لحاظ

میری جانب نہین گردن تو اوٹھاتا ہی کبھی
ہی گلے کا ترے ای غیرت گل ہار لحاظ

زیر کاکل نہ چھپے کا رخ روشن تیرا
نہین کافر سے کبھی کرتا ہی دیندار لحاظ

جان فدا کرنے مین اندیشۂ رسوائی ہی
رہتا اس بات کا شیرین کو ہی ای یار لحاظ

ردیف عین مہملہ

ہرگز نہ تمکو ہوگی مرے غم کی اطلاع
جاویگی جان ہوگی نہ ماتم کی اطلاع

کچھ اعتبار زیست نہین زاد آخرت
طیار رکھہ کہ کسکو ہی اکدم کی اطلاع

صیاد بد جو اس ہو آنکھہ دیکھکر
اور کچھہ رہی نہ آہوون کے رم کی اطلاع

مرجانے پر وہ چست ہی جینے سے تنگ ہی
ہی جسکو اوسکی چستی محرم کی اطلاع

کیا جرم ہی جو بھول گئے ورنہ پہلے آپ
کرتے تھے دمبدم مجھے ہرزم کی اطلاع

گلشن مین ابر چھایا ہی اور رعد کا ہی شور
ساقی کو جاکے دے کوئی موسم کی اطلاع

اس ناگنی سنے ڈس لیے صدہا جوان وقت
ناصح کو ہی نہ کاکل پر خم کی اطلاع

لیلی سنے اپنا خیمہ کیا اسلیے سیاہ
شاید ہوئی ہی قیس کے ماتم کی اطلاع

اتنا ضرور رحم اوسے میرے حال پر
کرتا اوسے جو کوئی مرے غم کی اطلاع

غیرت سے پانی پانی جو گردون پہ ابر ہی
شاید ہی اوسکو دیدۂ پرنم کی اطلاع

شیرین وہ بت عجیب ہی نازک مزاج ہی
اوس سے نہ کیجیو غم پیہم کی اطلاع

جان پروانے کی کھو دیتی ہی شمع
دل گھلتا ہی تو رو دیتی ہی شمع

موم کو کافور کو چربی کو روز | غم کے دریا مین ڈبو دیتی ہی شمع
پھول ہو سوسن کا ہو یا موتی کا ہار | ہم وہ لے لیتے ہین جو دیتی ہی شمع
دیکھکر اوس سے وہی آتش رنگ کو | جان اپنی جلکے کھو دیتی ہی شمع

شہد سے ہو کر جدا آیا ہی موم
بزم شیرین مین جلوہ دیتی ہی شمع

بزم مین جب سامنے اوس شوخ کے آتی ہی شمع | پردۂ فانوس مین غیرت سے چھپ جاتی ہی شمع
آگے اوس گل کے دھوان اوڑتا ہی منہ پر شمع کے | آتشین رخسار اوسکا دیکھ اگر پاتی ہی شمع
روشنی جو اوسکے منہ پر ہی کہان وہ شمع مین | زرد ہو جاتا ہی چہرہ ایسی شرماتی ہی شمع
ہو رہی ہی بزم اوس مہ کے نہ آنے سے اداس | شام سے تا صبح خون آنکھونسے برساتی ہی شمع
اس سبب سے اوسکے تک لوٹتی ہی آگ پر | داغ اہل بزم کو جب اپنے دکھلاتی ہی شمع
نام لیتا ہو جو شیرین اوسکے آگے کا کوئی | خوف سے اوس مہر وش کے خوب تھراتی ہی شمع

ردیف عین معجمہ

فرقت جانان مین ہی شب کو مرا ہمدم چراغ
سوزش دل کا کیا کرتا ہی ہر دم غم چراغ

روشنی مہر منور کی نظر آئے سیاہ
حسن کا تیرے جو دیکھے عیسیِ مریم چراغ

غم کیا لیلی کا مجنون نے جو شب دشت مین
داغ دل کا ہو گیا روشن دم ماتم چراغ

سوز دل نے جب سے بخشا ہی زمانے مین فروغ
شمع رویون کی نظر مین ہو گئے ہین ہم چراغ

دور ہو جاتی یہ سوزش نیند آجاتی ابھی
زخم شیرین پر جو رکھتا تیل کا مرہم چراغ

نہین آتا کچھ تجکو مجپر دریغ
سکھایا تجھے کسنے مت کر دریغ

مری بیقراری پہ اے دلربا
کیا کرتے ہین لوگ اکثر دریغ

وہ سنتا نہین آہ و نالہ مرا
جو آجاے فریاد سنکر دریغ

شب و روز ہی دل کو کھانے سے کام
نہین تجکو کچھ اے ستمگر دریغ

مہیا ہی سامانِ عیش و سرور — نہین بزم مین آج دلبر دریغ

نہین کچھ ہوا آپ سے فائدہ — کیا ہمنے کب عشق مین زر دریغ

تعشق مین مژگان کے ای فتنہ گر — کٹاری چلی میرے دلپر دریغ

مرے بعد پھر کوی جانان کی خاک — اوڑائی نہ تونے بھی صرصر دریغ

کسی روز مانند خورشید کے — نہ دیکھا وہ روی منور دریغ

نہ چوسے وہ دندان و لب وصل مین — دیے ہاتھ سے لعل و گوہر دریغ

شب وصل مین دل کی دل مین رہی — نکل آیا خورشید خاور دریغ

دریغا وہ بت ہی بہت سنگدل — اثر کچھ نہین اوسکے دل پر دریغ

تری یاد مژگان مین ای سیمتن — ہر اک بال ہی تن پہ نشتر دریغ

تری جستجو مین مری جان کبھی — نہ ہرگز کیا سیم اور زر دریغ

نہ دھویا کبھی اوسکے دل کا غبار — یہ بہیری ای دیدۂ تر دریغ

جز اشرط الفت کی مجکو ملی — کہ ہی میری رسوائی گھر گھر دریغ

نظر میری ہر دم رہی غیر پر — اوٹھایا یہ سب آپنے شر دریغ

گیا عشق ابرو مین جی سے گذر — کٹا مفت شمشیر سے سر دریغ

کیا ساقیا بزم مین خُم تھی — نہ ہمکو دیا ایک ساغر دریغ

کسی رات کو خواب مین بھی دلا — نہ دیکھی وہ زلفِ معنبر دریغ

نتیجہ ملا تجسے کیا عشق کا — بجز رنج و غم اے ستمگر دریغ

تمھاری محبت مین اے خوش خطو — بدن ہوگیا تار مسطر دریغ

گذرتا سوِ کوے جانان ضرور — نہین مرغ دل کے مرے پر دریغ

مرض کی مرے لے خبر اے مسیح — نکر مجسے بہر پیمبر دریغ

مرے گریے پر آب ہوتا ہی سنگ — نہین تجکو آتا ہی کیونکر دریغ

سوا اونکے فریاد کس سے کرین — کرینگے کبھی وہ مقرر دریغ

بہت جستجو کی نہ پایا کہین
ترے مار کاکل کا ہی نشتر دریغ

نہین ہی ہمیشہ کو فصل بہار
ہی دو دن کو نازان گل تر دریغ

خدا جانے مجھسے ہوئی کیا خطا
گیا یار ناراض ہو کر دریغ

نہ رہتا کبھی میرے دل مین خمار
کیا سب مجھسے یون ایک ساغر دریغ

ق

نہین میری گردش پہ تجھکو نظر
کیے تیرے کوچے مین چکر دریغ

کسی روز مرقد پہ ای رشک گل
چڑھائی نہ پھولون کی چادر دریغ

عبث اوسپہ ہم جان شیرین کو دین
کبھی جسکو آوے نہ ہم پر دریغ

نبی اپنی امت سے شیرین کبھی
کرینگے نہین آب کوثر دریغ

چھوڑے عجب آپنے تالاب مین چراغ
دیکھے نہ یہ خیال مین نے خواب مین چراغ

پانی مین ہمنے آگ لگائی ہی دیکھ لو
لخت جگر ہین دیدۂ پر آب مین چراغ

اوس شمع رو کو دیکھکے یکبارگی ہوے
سب بیفروغ محفل احباب مین چراغ

ہوتے ہین اوسکے حسن سے شرمندہ سب حسین
شرمائے جیسے جلوۂ مہتاب مین چراغ

ٹیکا جبین پہ دیکھکے شیرین نے یہ کہا
رکھا ہوا ہی کاسۂ مہتاب مین چراغ

ردیف فا

دیکھا کرو کبھی تو مری جان اسطرف
ہردم نہین سہی تو کوئی آن اسطرف

بکھرے ہین بال چہرہ پہ زلفین ہین دوش پر
آئے ہو آج کیسے پریشان اسطرف

ای جان جلد آکہ فقط تیری دیر ہی
موجود سب ہی عیش کا سامان اسطرف

سب ہمسے پھر گئے ہین صنم تیرے عشق مین
کافر ہین اوسطرف تو مسلمان اسطرف

وان عیش مین رقیب کی کٹتی ہی روز و شب
گردش مین ہم ہین بے سر و سامان اسطرف

غیرون سے ہنستے دیکھ اوسے مین نے رو دیا
بجلی وہان تھی بارش باران اسطرف

مدت کے بعد آئے ہو تشریف لائیے
ای مہربان بیٹھو کوئی آن اسطرف

بوسون مین تمکو دیتے ہین ہم عوض بہا
جب چاہو لے لو لےکے دل و جان اسطرف

مقتل ہی یا کہ گنج شہیدان ہی کوی یار
بسمل ہی اوسطرف کوئی بیجان اسطرف

تیر نظر تمہارا کلیجے کے پار ہی
سوفار اوسطرف ہی تو پیکان اسطرف

کب دخل ہو رقیب کا شیرین کی بزم مین
دربان اوسطرف ہین نگہبان اسطرف

حزن و ملال و یاس کا لشکر ہی برپا اک طرف
ہی اک طرف سارا جہان مین خستہ تنہا اک طرف

محفل مین غیر و آشنا سب پاس اوسکے جا بیٹھے
عیش و خوشی سے تھے قہقہے مین تھا اکیلا اک طرف

گل باغ مین جو وہ گئے ہمرہ عدو بھی ہو گئے
مجکو تڑپتا خاک پر چھوڑا اکیلا اک طرف

کیونکہ مین ساتھ اوسکے رہون کسطرح جان اپنا کہون
کب تک یہ جور و غم سہون بیٹھون کہان جا اک طرف

مجھسے خفا وہ یار ہی غیرون کا اب دلدار ہی
جینا مرا دشوار ہی وصل دلارا اک طرف

ہر دم ہی اوسکی جستجو دل کی کہون کیا آرزو
امید بوسہ اک طرف شوق تماشا اک طرف

شیرین کی ہی یہ آرزو جہین یہی ارمان ہی
وہ تو جہان میں رہے ہان اور ہوے گوشا کیطرف

...اس نظر پہ جاے جسکی روی جانان کیطرف
پھر نہ دیکھے وہ کبھی مہر درخشان کیطرف

وحشت دل نے دکھایا مجکو صحرای جنون
پاون کے چھالے چلے خار مغیلان کیطرف

...رشک مجنون حشیان دشت نے سمجھا اوسے
تیرا دیوانہ گیا جسدم بیابان کیطرف

...طاقت رفتار کھو دی ناتوانی نے مری
لیچلو مجکو عزیزو کوی جانان کیطرف

...قمریان قد پر فدا ہون بلبلین رخسار پر
گر وہ گلرخ سرو قد جائے گلستان کیطرف

...اف کے گرداب سے جان حزین جو بچگئی
موج کاکل لیچلی چاہ زنخدان کیطرف

...زلف مین چہرہ چھپایا شمع ہی فانوس مین
یا ہجوم ابر ہی اوس ماہ تابان کیطرف

...ون نہ دامنگیر ای قاتل ترا ہووے کہین
قتل کرکے تو نہ جا گنج شہیدان کیطرف

...ر و غلمان و پری کی کچھ نہین پروا مجھے
اب تو میل دل ہی شیرین ایک انسان کیطرف

پھر دل کھنچا ہی زلف گرہ گیر کیطرف
زندان مین ہی نظر مری زنجیر کیطرف

تسکین دل کو صورت اصلی کے دھیان مین
ہر بار دیکھتا ہون مین تصویر کیطرف

قمری کو شاخ سرو سے چھیڑا ہی یار نے
پھینکا ہی پھول بلبل دلگیر کیطرف

اصلاح بدسرشت کی ممکن نہین کبھی
زنگی حسین ہو جا کے نہ کشمیر کیطرف

آنکھین کھلی ہین دید کی حسرت مین ابتلک
مرکر تو دیکھو کشتۂ شمشیر کیطرف

تقدیر کے لکھے پہ کسیکی نظر نہین
ہر اک بشر کو ناز ہی تدبیر کیطرف

شیرین کے اعتقاد مین تدبیر ہیچ ہی
اوسکو فقط نیاز ہی تقدیر کیطرف

ردیف قاف کی

کیونکر اوٹھے گا اب مجھسے ترا صدمۂ فراق
مجکو خدا دکھلائے نہ اب فتنۂ فراق

اک عمر ہو گئی ہی غم ہجر مین بسر
اب وصل دائمی ہو نہو صدمۂ فراق

ممکن ہی صور چھوڑ سرافیل بھاگ جاے
پہونچے جو آسمان پہ مرا نالۂ فراق

نکلا نہیں مین گھر سے کبھی چھوڑ کر وطن
دکھلائیو خدا نہ مجھے جادۂ فراق

مرتا نہیں ہون ہجر مین جلتا ہون روز و شب
نار سقر سے بنتا ہی کیا شعلۂ فراق

نے زلزلہ زمین کو نہ لرزہ فلک کو ہی
کیا ہو گیا اثر کو ترے نالۂ فراق

ممنون حشر تک ہون پیک صبا کا مین
دے اوس پری کو جاکے اگر نامۂ فراق

شیرین شراب کیا ہمین ساقی کی ہجر مین
ہی زہر سے زیادہ ہمین بادۂ فراق

جب سے ہی دل کو مرے یار کے دیدار کا شوق
نرہا تب سے مجھے گلشن و گلزار کا شوق

کیون جدا یار سے ہون تجھ سے ملون اے ناصح
چھوڑ کے گل کو کیا کسنے بھلا خار کا شوق

آ گئے ہین وہ بدل سلسلۂ الفت مین
شیخ و ہندو کو نہین سبحہ و زنار کا شوق

ہم سے ہوتے رہین ابرو کے اشارے اے ترک
وہ سپاہی نہین جسکو نہو تلوار کا شوق

کیا مسلسل مرے اشکون کی لڑی ہی طیار
لو ہمین اسکو اگر تمکو ہی کچھ ہار کا شوق

روز اک تازہ بلا جان پہ یان آتی ہے ۔۔۔ دل پھنسا جب سے کیا گیسوی خمدار کا شوق

ہے تمنا کہ قدم رکھین مری آنکھون پر ۔۔۔ ق ۔۔۔ کیونکہ ہے اونکو بہت اندنون رفتار کا شوق

گرم بازاری یوسف کی ترقی نہوئی ۔۔۔ اور بڑھتا ہی گیا اوسکے خریدار کا شوق

عاشقانہ نئے مضمون کی ہے آمد ہر وقت
ایک مدت سے جو شیرین کو ہے اشعار کا شوق

ہم جب سے ہوے زلف گرہ گیر کے عاشق ۔۔۔ ہین پانون دلا حلقۂ زنجیر کے عاشق

اکسیر سے بڑھکر ہے ہمین خاک در یار ۔۔۔ کیا خاک ہون ہم نسخۂ اکسیر کے عاشق

خالق نے تری شکل بنائی ہے وہ نادر ۔۔۔ معشوق بدل ہین تری تصویر کے عاشق

آواز مزامیر ہے ناقوس کی آواز ۔۔۔ ہم جب سے ہوے اک بت بے پیر کے عاشق

الفت ہے ہمین یار کے بیساختہ پن کی ۔۔۔ ہیکل کے نہ عاشق ہین نہ زنجیر کے عاشق

ہے خال تہ زلف سے تسکین دل زار ۔۔۔ ہم اسلیے ہین دانۂ زنجیر کے عاشق

باتون مین ٹپکتی ہی وہ شیرینی تسخیر
ہوجاتے ہین سب یار کی تقریر کے عاشق

سر کاٹ کے کرتا ہی فزون روشنی شمع
پروانے ہین اسوجہ سے گلگیر کے عاشق

تدبیر سے کچھ خاک بھی ہوتا نہین شیرین
ہین ہم تو فقط خواہش تقدیر کے عاشق

آنکھون سے اوس اشک ہین جاری شب فراق
شبنم کی بند ہوگئی زاری شب فراق

جانے مین ہی یہ تیز قدم اور وہ دیرپا
ہلکی شب وصال ہی بھاری شب فراق

آواز آہ آہ جو دل کو پسند ہی
توڑی اوٹھا کے ہمنے ستاری شب فراق

چہرہ اوداس رنگ بھی فق ہوش بھی غلط
صورت بگڑ گئی ہی ہماری شب فراق

کوئی پری جو آگئی دھوکے سے سامنے
شیشے مین دل کے ہمنے اوتاری شب فراق

صورت سے اسکی بخت سیہ کو بھی ننگ ہی
وہ کون ہی کہ جسکو ہی پیاری شب فراق

دیتی ہی جان زار کو ایذا یہ شام سے
شیرین ہی یہ بلا کی سنواری شب فراق

ذکر کا تیرے ہی سخن مشتاق — تیری توصیف کا دہن مشتاق

حلقۂ گوش رشکِ گل کا ترے — ہی بصد دل درِ عدن مشتاق

تیرے رخسارِ شمع غیرت کا — آرزومند گل سمن مشتاق

دلنوازی ہی آپ کو لازم — ہی قدم رنجہ کا چمن مشتاق

کچھ صنوبر نہین ترا شائق — سرو و شمشاد و نارون مشتاق

جلد محفل مین لائیے تشریف — دیر سے ہی سب انجمن مشتاق

زندگی سے گذر گیا افسوس — وصلِ شیرین کا کوہکن مشتاق

عید کا دن ہی فیض لینے کو — آپ کے تن کا پیرہن مشتاق

ایک دن آؤ گھر مین شیرین کے — وہ بھی ہی خادمِ کہن مشتاق

ردیف کاف تازی

مرا خون تجکو اے قاتل مبارک — تڑپنا صورتِ بسمل مبارک

برنگِ شمع تجکو قطع کرنا / سرِ عاشق سرِ محفل مبارک
غرض تھی خونِ دل سے میرے تجکو / ہوئی یہ آرزو حاصل مبارک
کیا طی راستے مین نے دشتِ مطلب / ہوئی آسان یہ مشکل مبارک
پہونچنا منزلِ مقصد کا بارے / مبارک ہو تجھے اے دل مبارک
ہوا صد شکر بحرِ رنج سے پار / پس از مدت لبِ ساحل مبارک

بہت راہِ خطر طی کی ہے شیرین
بس اب آرامش منزل مبارک

صدمے پہ صدمے ہمنے اوٹھائے یہان تلک / وے بیٹھے ای پری تری الفت مین جان تلک
پھرتے رہے ہے تلاش اثر مین کہان کہان / آہِ حزین سے لے نہ گئی آسمان تلک
نالے سے میرے تجکو نہین جنبش و دیکھ تو / اک زلزلہ زمین سے ہے آسمان تلک
قربان اپنے ہاتھو نپہ مین جان و دل کرون / پونچین جو اونکے گیسوِ عنبر فشان تلک

دل اور جگر پھنکا ہی تپ عشق سے مرا
یہ ضبط ہی کہ آہ نہ آئی زبان تلک

جب عرض حال کرنے لگا بیٹھے رہے چپ ہو
اکبار سن چکے ہین سنین ہم کہان تلک

سے آئین چلکے تا لب فرش اوسکو سرکے بل
آوے کبھی جو یار ہمارے مکان تلک

بسمل نمط ہی حال تمھارے مریض کا
تم بھی تو آؤ پھر عیادت یہان تلک

شیرین مکان یار مین ہم پہونچکے جائینگے
بنوائی ہی سڑک یہان سے وہان تلک

سوز الفت کے نہ اوٹھین گے شرارے کب تلک
آگ یہ پنہان ہے دل مین ہمارے کب تلک

چھیڑنا اچھا نہین ہوتا ہی ہر دم سانپ کو
بال زلفون کے ترے کوئی سنوارے کب تلک

چشم بد دور سے آئی ہو ٹیکے کی گرد فشان جما
ہمکو دکھلاؤ گے یہ تم چاند تارے کب تلک

گیسوے مشکین مین تیرے غیر شانہ کرتے ہین
دل پہ ہم پھیرا کرین حسرت کے آرے کب تلک

تیر پر وہ تیر ہمکو مارتے ہین بے سبب
دیکھیے کرتے ہین غمزون سے اشارے کب تلک

وصل کی شب ہی چلو بستر کو فرو تو ذرا
دور سے یہ آپکے جانان نظارے کبتلک

پانون قاتل کے پڑا کرتا ہون لیکن دیکھیے
بوجھ گردن کا مرے سر سے اوتارے کبتلک

تلخ باتین ترشروئی سے عبث کرتے ہو تم
طنز کے فقرے سنے شیرین تمھارے کبتلک

تجکو دل دیکے بہت ہم ہین پشیمان ابتک
تجسے نکلا نہ مرے دل کا کچھ ارمان ابتک

عشق مین جسکے فضیحت ہوئے بدنام ہوئے
حیف صد حیف وہ ہی ہمسے گریزان ابتک

قیس پر بادیہ گردی مین بھی ہی فخر مجھے
ہین مرے پانون مین بس خار مغیلان ابتک

تیرے چہرے کی عجب شان ہی سبحان اللہ
ہمنے دیکھا نہین ایسا کوئی انسان ابتک

دیکھ لے ہمکو نظر بھر کے اوٹھا کر چلمن
شام سے در پہ ترے بیٹھے ہین حیران ابتک

استخوان ہی کی تمنا مین مرے مدفن پر
جنگ کرتا ہی ہما سے سگ جانان ابتک

چاک سینے کو کیا تب بھی خلش ہی باقی
دل سے نکلا نہ ترے تیر کا پیکان ابتک

بعد مدت کے یہان آج قدم رنجہ کیا
مجھسے کیون بات نکی تمنے مری جان اب تک

روز بوسے لب شیرین کے لیا کرتے ہین
پھول دیتا ہی ہمین اوسکا گلستان اب تک

مرضِ عشق سے صحت ہمین ہونی مشکل
ہاتھ آیا نہ وہ لے سیب زنخدان اب تک

اوسکو اللہ نے کیا حسن دیا ہی شیرین
جسکے دیکھے سے مہ و مہر ہین حیران اب تک

ردیف کاف پارسی

سوز فراق سے جو لگی میرے تن مین آگ
اغیار کے حسد سے لگی انجمن مین آگ

تنہا نہ گل کی آگ سے ہی لالہ داغدار
فرقت مین اوسکی لگ گئی سارے چمن مین آگ

اوس زلفِ مشکبو کی جو ہر سو ہوا اوڑی
سرکش ہوئی تمام خطا و ختن مین آگ

کی بعد مرگ میرے رقیبون نے اوسسے آن
اس سوز سے لگے نہ مرے کیون کفن مین آگ

مجنون نے سوز و ساز مرا سنکے دشت مین
وہ آہ کی کہ لگ گئی غیرت سے تن مین آگ

مجکو جلا جلا کے کیا آہ تو نے خاک
لگ جائے اے فراق ترے تن بدن مین آگ

شیرین کلام سوز بھرا میر اجب بنا
بھڑکی حسد سے محفل اہل سخن مین آگ

اب چرخ نے ہاے کر دیا تنگ	ہی عیش کا ابتو قافیا تنگ
کب مین نے گلہ کیا تھا تیرا	کیون اتنا فلک نے مجھے کیا تنگ
رہ رہ کے نہ دل کو میرے تو پیس	کر مجکو نہ ہنسکے آسیا تنگ
مسند پہ تو بیٹھتا ہی اک سو	جلسے سے ہی میرے بوریا تنگ

شیرین کی برائی سارہی مہید
آغوش مین اوسکو جب لیا تنگ

بزم مین شب کو جو اوس شوخ نے سرگی آہنگ	زر و غنیا گر دولت کا ہوا رشک سے زنگ
زخم عشاق کا تا حشر رہیگا سرسبز	کیا ہی تھا زہر بھرا یار کی مژگان کا خدنگ
بھید مجکو نہ کبھی اوسکی طبیعت کا ملا	فکر صائب کی بہر اک راہ سے دوڑائی سرنگ

غیرت عارض گلرنگ سے اوس دلبر کے
اوڑ گیا رنگ حسینان جہان مثل پتنگ

آگے اوسکے جو نہ کچھ غنچے کے منہ سے پھوٹا
کیون نہ اوس تنگ دہان سے ہو دل خوبان تنگ

پہلوان تھام سکے اپنی نہ کمر بیٹھہ گئے
چرخ بھی دیکھہ کے بیتاب ہوا اوسکی شلنگ

کیا ہو نوشی کا اوسنے مزہ حریفان مین
نہ چغانہ ہو جہان زمزمہ پرداز نہ چنگ

تندی بادۂ گلرنگ کا ظاہر ہی اثر
چہرۂ یار ہوا غیرت رخسار فرنگ

کسکا شیرین سخن سنج سے ہمسر ہو کلام
سب جہان کے شعر سے ہی جدا اوسکا ڈھنگ

روشن جہان پر ہی بت مہ لقا کا رنگ
بخشا ہوا ہی خالق ارض و سما کا رنگ

جو ہن کہان یہ سنبل باغ بہشت مین
پایا ہی تیری زلف دوتا نے بلا کا رنگ

کشتہ ہوئے ہنود مسلمان ہوئے شہید
کسکی حیات کو نہین کھوتا حنا کا رنگ

آتا ہی یاد سنبل تر زلف یار کا
جبدم مین دیکھتا ہون فلک پر گھٹا کا رنگ

یہ رنگ ہی پری مین نہ حور بہشت مین | کیا خوب خوشنما ہی مرے دلربا کا رنگ
ہولی مین خون خلق دم رقص ہوگیا | کرتا ہی قتل عام یہ ناز و ادا کا رنگ
شیرین نظر مین اوسکی کوئی رنگ کیا سمائے | بھایا ہو جسکے دل کو رسول خدا کا رنگ

ردیف لام

اوس غیرت پری سے نہ کیونکر لگاؤن دل | مضطر ہون کسطرحسے نہ قابو مین لاؤن دل
لپکا ہی دلبری کا اونھین اندنون بہت | کہیے مین اپنے سینے مین کب تک چھپاؤن دل
قربان مین جان نثار کرون خط و خال پہ | زلف سیہ مین شوق سے جا کر پھنساؤن دل
پروا نہین ہی میری تو پروانے کیطرح | اوس شمعرو کے عشق مین کب تک جلاؤن دل
خواہش نہ وصل کی نہ شکایت ہو ہجر کی | ایسا کہان سے واسطے تیرے مین لاؤن دل
ہی جیمین یہ کہ خود ہی مین کردون نثار چشم | تیر نظر سے اونکے کہان تک بچاؤن دل
ہو اضطراب اونکو بھی ملنے مین غیر کے | گر مین شب فراق مین اپنا ہلاؤن دل

میرے سوا نہین ہی کوئی خستہ و نزار پہلو کو چیر کر کسے اپنا دکھاؤن دل

سو ہنستون سے بیٹھ کے اک دور سامنے
شیرین سخن سے اوسکا مین شیرین لبھاؤن دل

نہ جاؤ یان سے تم عاشق کو اپنے چھوڑ کر اکیل پریشان سینہ بریان چاک داماں مضطرب بیکل
سراپا یار کا جو دیکھتا ہی وہ یہ کہتا ہی قیامت قامت آہو چشم گل رخسار خط جدول
کرین ہم سیر کسکی ہیچ ہی سب ہجر جانان مین حرم بازار دریا کوہ بتخانہ چمن جنگل
مریض عشق کو لب خال کاکل خاک پا تیری یہ یاقوتی وہ عنبر لخلخہ وہ ہی یہ ہی صندل
خیال آوے جو مجکو میکشی کا تو ابھی آوے گزک ساقی صراحی جام مے مینا ہوا بادل
شب وصل اونکو آرایش کا اتنا چاہیے سامان مسی آیینہ گہنا شانہ پان افشان حنا کاجل

دکھاوے اوسکو شیرین کوئی قاتل ہو جو ناواقف
عدم گنج شہیدان کربلا دار فنا مقتل

فراق یار مین ہر لحظہ گھبرانے سے کیا حاصل
نہو جب مونس اپنا پھر تو غم کھانے سے کیا حاصل

نہ باطن مین کوئی گر صورت تسکین نظر آوے
تو ہر جانب بظاہر جی کے بہلانے سے کیا حاصل

نہ پھینکا سنگ بھی میری طرف اللہ رے استغنا
مجھے ای عاقلو دیوانہ بنجانے سے کیا حاصل

توقع جب نہو ٹھوکر کی اوس بانکے نگارین سے
تو پھر اوسکی گلی مین پانون پھیلانے سے کیا حاصل

گل بازی سمجھکر جو نظر کو پھیر دے اپنی
پھر ایسے سنگدل کو داغ دکھلانے سے کیا حاصل

امید فاتحہ بھی جب نہو اوس بیمروت سے
غم ہجران مین اوسکے ہارکے مرجانے سے کیا حاصل

عبث شانہ دل صد چاک کا اپنے بناؤن مین
اولجھتی ہو جو پھر تم زلف سلجھانے سے کیا حاصل

اکیلا پا کے سر پاؤن پہ رکھدینا مناسب تھا
گیا وہ وقت جب ابکے ٹکرانے سے کیا حاصل

نہو گر خاکساری طینت انسان مین ای شیرین
اوسے پوشاک پھر مٹی کی رنگوانے سے کیا حاصل

تنہا نہ اوسکے رخسے ہے رنگ سحر خجل
ہے بلکہ اوسکے سامنے روئے قمر خجل

عنبر کو تاب کیا جو کرے اوس سے ہمسری
اوس زلف تابدار سے ہی مشک تر خجل

لعل اوسکے لب کے رشک سے کھاتا ہی خون دل
دندان آبدار سے اوسکے گہر خجل

اوس حسن لن ترانی پہ کیا ڈالے کوئی آنکھ
نظارۂ جمال سے اوسکے نظر خجل

اکسیر آگے ہمت عالی کے خاک ہی
خاک در نگار کے آگے ہی زر خجل

تو اپنی تیغ رانی سے ظالم نہ باز آ
عشاق کے ہی سینے کے آگے سپر خجل

شیرین خجل ہی سامنے اوس مہ جبین کے
کیون باہنر کے آگے نہو بے ہنر خجل

کیا رنگ دل کا کہتے ہین کیسی ہی بوی دل
چارون طرف جہان مین ہی گفتگوی دل

عکس رخ نگار کی رکھتا ہی آرزو
رہتا ہی سوی یار اسی دھن مین روی دل

مدت سے وصل یار کا ارمان ہی اسے
کب دیکھیے بر لاتی ہی یہ آرزوی دل

سودا ہوا اس شوخ سے یہ خستہ کا کس طرح
ہمگر سے بھی درست نہ آیا رفوی دل

ظاہر مین گرچہ سرو صنوبر کی ہی شبیہ
آزادگی مین انسے بھی خوشتر ہی خوی دل

ہر دم کی اشکباری کا باعث ہی یہ کھلا
منظور دیدہ ہی کہ کرے شستشوی دل

اوس زلف تابدار مین شاید الجھہ گیا
کرتا ہون بار بار عبث جستجوی دل

ہو اہل دل کی آنکھہ مین اسکی بھی منزلت
یارب تو اپنے فضل سے رکھہ آبروی دل

یہ دل مرے خلاف نہین گو کہ ظاہرا
منہ اسکا اور سو ہی مرا منہ ہی سوی دل

شیرین یہ اک شگوفہ باغ بہشت ہی
کیا گل کا منہ جو ہوسکے کبھی ہمبوی دل

ردیف میم

کھا چکے خار ابتو گل کھاتے ہین ہم
عشق کا فرمان بجا لاتے ہین ہم

داغ دل ہر اک کو دکھلاتے ہین ہم
یہ خزانہ پاکے اتراتے ہین ہم

وصل کی شب کا نہ کچھہ سامان کیا
یاد وہ دن کرکے پچھتاتے ہین ہم

اپنے ہنسنے اور رونے پر نہ جا
دل کسی صورت سے بہلاتے ہین ہم

جب نہ حاصل ہی ہوا خط کا جواب | کہدے اے قاصد کہ خود آتے ہین ہم
آرزو ہی سر کو اوسکے سنگ کی | آپ سے دیوانہ بنجاتے ہین ہم
زندگانی کا نہ پھل ہمکو ملا | جیتے جی خجلت سے مرجاتے ہین ہم
پاگئے عالم کے دل کا مدعا | پر مزاج اوسکا نہین پاتے ہین ہم
شاید اس حیلے سے ہوجاوے نجات | اوسکے در پر سر کو ٹکراتے ہین ہم
ہم گئے پر وہ نہ آیا پوچھنے | جیمین یہ حسرت لیے جاتے ہین ہم
ہوتے ہین بیتاب قیس و کوہکن | جلکے جب صحرا مین چلاتے ہین ہم
آستین بھی جب نہین باقی رہی | خون عبث آنکھون سے برساتے ہین ہم
یاد کر کے اوسکی ٹھوکر غیر کو | سر پکڑ کر اپنا رہ جاتے ہین ہم
آکے وہ وحشت مین ہی اوٹھ بھاگتا | پاس اپنے جسکو بٹھلاتے ہین ہم
کھل نہ جاوے عشق کا پردہ کہین | آنسوؤن کو اپنے پی جاتے ہین ہم

کام کیا عقبیٰ کا ہمسے بن پڑا　　　جی ہی جی مین اپنے شرماتے ہین ہم

کچھ تو شیرین زار کا بھی ہو خیال
تیرے ہی ای دوست کہلاتے ہین ہم

کہین کس مُنہ سے آشنا ہین ہم　　　خاک ہین بلکہ خاکِ پا ہین ہم

تمسے ظاہر مین گو جدا ہین ہم　　　غائبانہ و لے فدا ہین ہم

کیا کہین تمسے ہم کہ کیا ہین ہم　　　زار و بیمار و لا دوا ہین ہم

زلف کے دام مین تڑپتے ہین　　　قید صیاد بیوفا ہین ہم

خون پیتے ہین اُف نہین کرتے　　　کشتۂ خنجر جفا ہین ہم

خاک پیشانی کی ہے شاہد حال　　　تیری چوکھٹ پہ جبہہ سا ہین ہم

دلسے چاہت ہے تیری ای بدظن　　　صاف کہتے ہین بیریا ہین ہم

شاہ ہین کشورِ قناعت کے　　　صدر آرائے بوریا ہین ہم

ہی سفر در وطن ہمارا کام
نہ فقط نام کے رسا ہین ہم

آفتابی ہین سارے عالم مین
گرچہ ہم صورت سہا ہین ہم

خلق آنکھون پہ کیون نہ ہمکو بٹھائے
مردم دیدۂ وفا ہین ہم

سہو خاطر ہین دوست دشمن کے
قابل رحم و اعتنا ہین ہم

کلمہ گو ہین ہم آپ کے ہر جا
خبر جملہ مبتدا ہین ہم

نہ کر ہمپہ اتنی جور و جفا
ای صنم بندۂ خدا ہین ہم

نہین کہتے کسی سے شیرین حال
قفل گنجینۂ حیا ہین ہم

ہمنشین کس سے کہون حال دل زار تمام
قصہ درد نہین ہونے کا زنہار تمام

لے خبر بہر خدا آکے مسیحا اکدم
ہی کوئی دم مین وگرنہ ترا بیمار تمام

حسن جانسوز نے تیرے یہ دکھائی شورش
کہ حسینان جہان ہوگئے بیکار تمام

گھر سے نکلا پی تفریح جو وہ غیرت گل
ہو گئے رشک چمن کوچہ و بازار تمام

سیر نظارۂ رخ سے یہ نہین ہوتے ہین
چشم عاشق ہین ترے روزن دیوار تمام

دخل کیا باد سحر جسم سے اونکے چھو جاے
گل سے نازک ہی نہایت بدن یار تمام

کچھ کسیکو نرہا دیر و حرم سے مطلب
شیفتہ تجھپہ ہوے کافر و دیندار تمام

غم فرقت نے مرا کام کیا آخر کار
ہاتھ ملتے رہے سب مونس و غمخوار تمام

ہی مگر مبدا فیاض سے یہ فیض سخن
پرمزہ ہوتے ہین شیرین کے جو اشعار تمام

اولجھے ہین اب تو ایک بت بیوفا سے ہم
کیونکر دعا ای خیر نہ مانگین خدا سے ہم

کیا جانتے تھے خنجر قاتل کریگا قتل
زائر کے ساتھ آئے عبث کربلا سے ہم

چھوڑا ہی اپنے کوچۂ جانان کو بے سبب
آزردہ دل ہین اسلیے باد صبا سے ہم

داخل ہوا ہی کوچۂ زلف سیہ مین دل
چھوٹے شب فراق کی کالی بلا سے ہم

بخت رسا نے باب اجابت کیا ہی بند
ای دل تنگ آگئے ہین اپنی دعا سے ہم

کیونکر کہین کہ روزن دیوار کھولدو
محجوب خود ہین آپکی شرم و حیا سے ہم

شکر خدا کہ زندگی مستعار ہین
شیرین ہین شاد یار کی شیرین ادا سے ہم

دولت دنیای فانی پر نہ کچھ مائل ہین ہم
ای مسیحا اب تیرے وصل کے سائل ہین ہم

جانتے ہین ہر طرحکے ہم ترے مکر و فریب
ایسے کیا بیہوش نادان بیخبر غافل ہین ہم

سینہ چاک و دلفگار و مضطر و خستہ جگر
تیغ ابرو تیر مژگان کے ترے گھائل ہین ہم

گھر کیا گھر مین عدو نے ہم کہینگے دل مین گھر
بوالہوس ہی مدعی اور عشق مین کامل ہین ہم

بے سبب تم ہمسے روٹھے ہو یہ کیا انصاف ہی
کہتے ہو پھر کسطرح تم منصف و عادل ہین ہم

گو کہ ہم نادان ہین پر تیری طرح کیا ناصحا
بیوقوف و بیشعور و احمق و جاہل ہین ہم

تیغ ابروی خیال یار سے کاٹا گلا
واہ وا کیا خوب اپنے آپ ہی قاتل ہین ہم

لے لیا بے اذن بوسہ جو تمھارا ایکدن — بخشدے تجھے اس خطا کے آج تک قائل ہین ہم

فضل خالق سے سلیمان ہم ہین اپنے عہد کے — جب سے تیرے ای پری وکشتہ و بسمل ہین ہم

گو کہ ہم بیچین ہین بیتاب ہین بیحال ہین — پر تصور مین تمھارے صبحدم شاغل ہین ہم

ہو کے شیرین سے خفا در پردہ غیرون سے ملے
اوسپہ دعوی ہے وفا و عہد مین کامل ہین ہم

جو تمپر فدا کرتے ہین جان ہم — تو ہوتے ہین خوش دل مین ہر آن ہم

جو بوسہ دیا تمنے از راہ لطف — نہ بھولینگے ہرگز یہ احسان ہم

بگھرنا جو زلفون کا یاد آگیا — تو اوسدم ہوے کیا پریشان ہم

تمھاری شکایت جو ہمسے ہوئی — ہوے دل مین اپنے پشیمان ہم

جو پوری ہماری کرو آرزو — تو دین جان و دل اور ایمان ہم

وہ غم تمنے فرقت کا ہمکو دیا — بیان کیا کرین جسکا پایان ہم

رقیبون سے ملتے ہو یہ درد و غم — اوٹھائینگے کیونکر مری جان ہم
خلافِ رضا کچھ نہ ہمنے کیا — اوٹھاتے ہین اس بیچ پہ قرآن ہم
رہا یون ہی غیرون سے گر اختلاط — تو دیکھینگے پھر شوکت و شان ہم

سُنا شاعرون نے جو شیرین کلام
تو بولے چھپائینگے دیوان ہم

رقیبون سے ملکر جلاتے ہو کیون تم — عبث ہمکو ناحق ستاتے ہو کیون تم
نہین ہی اگر ساتھ میرے عداوت — مرے دشمنون کو بلاتے ہو کیون تم
ستانا مرا گر نہین چاہتے ہو — جلے دل کو ناحق جلاتے ہو کیون تم
مرے بیٹھنے سے جو ناخوش نہین ہو — غضبناک باتین سناتے ہو کیون تم

اگر عشق شیرین کا ہی پاس تمکو
تو پھر اور سے دل لگاتے ہو کیون تم

گرچہ یکمشت استخوان ہین ہم / پر ہما کے عزیز جان ہین ہم

روز خلقت سے طفل اشک کیطرح / تا بہ پیرانہ سر جوان ہین ہم

آدمی کیا ہماری جانے قدر / نور چشم فرشتگان ہین ہم

چھوڑ بیٹھے تعلقات جہان / قاتل حرص نفس جان ہین ہم

عجز سے ہین اگرچہ خاک نشین / لیک سر تاج آسمان ہین ہم

در دلدار سے نہین اوٹھتے / گویا سنگ آستان ہین ہم

دولت ظاہری سے ای شیرین / یکقلم آستین فشان ہین ہم

ردیف نون

مرا وصل گر تمکو بھاتا نہین / تو دل مین بھی تمسے لگاتا نہین

رقیبون سے ملتے ہو اسطرح کا / اوٹھانا ہمین ناز آتا نہین

عبث مجکو جانان ستاتے ہو تم / ستائے کو کوئی ستاتا نہین

جو در پردہ کرتے ہو سب مجھسے کلام
یہ غمزہ نیا مجکو بھاتا نہین

نہ کیونکر گرے آپ کے پانون پر
تن اب بوجھہ سر کا اوٹھاتا نہین

نہ پھنس جاے گرداب مین خلق سب
اسی ڈر سے آنسو بہاتا نہین

غم و رنج شیرین کو دینا مدام
ترے دل سے زنہار جاتا نہین

دندان ہین مین دیکھکر آیا خیال مین
موتی جڑے ہین صانع قدرت نے لال مین

دیکھو نہ ڈھاو کعبۂ دلکو ہمارے تم
ایسا نہو کہ لائے تمھین یہ وبال مین

کشتہ ہوا ہون مین تری مژگان کے تیر سے
واجب ہی رحم اب تو مرے ایسے حال مین

خوف فراق نے یہ ہراسان مجھے کیا
آتا نہین ہی چین مجھے اب وصال مین

اللہ رے دل کی لاگ کہ ہمسے بگاڑ کر
رہنے لگا بناو کے اپنے خیال مین

کم ہو شب وصال بڑھا ہو نہ گفتگو
جاتی رہے نہ رات اسی قیل و قال مین

ساتھ اپنے دشمنی کا تو کیونکر گمان کرین
کچھ فرق آگیا ہی نئے بول چال مین

دھوکا دیا دکھا کے اوسے دانہ خال کا
پھانسا ہی مرغ دل مرا زلفون کے جال مین

شیرین ترے کلام کی تعریف کیا کرون
ٹپکے ہی شہد ناب جواب سوال مین

مین سمجھا ترا دل لگا ہی کہین
مگر نا ترا مجکو باور نہین

مہ آسمان ابر مین چھپ گیا
گیا چاندنی مین جو وہ مہ جبین

رقیب آہ کا دیکھہ میری اثر
ہوا غم کیصورت اور اندوہگین

یم موج زن کا تصور ہوا
نظر آئی اوسکی جو چین جبین

چھٹے قید الفت سے فرہاد و قیس
ولیکن گرفتار ہین اک ہمین

جو کرتا فغان ہون ترے ہجر مین
تو ہلتا ہی نالون سے عرش برین

سنا شعر شیرین کی کیا مین کرون
کہ مشہور ہی ہند سے تا چین

داغ دل روشن ہے کچھ کام گلشن سے نہین
تختۂ گلزار تو بہتر مرے تن سے نہین

زخم ظاہر ہو تو اوسکا کیجیے ہمدم علاج
چاک دل سلنے کا عیسی کی بھی سوزن سے نہین

ہون مقید حلقۂ زلف سیاہ یار کا
قید کی حاجت مجھے زنجیر آہن سے نہین

دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی میرے عشق کا
سخت مشکل ہی کہ مین واقف کچھ اس فن سے نہین

ماہ سے افزون ہی روشن منہ ترا ای رشک مہر
بزم کو میری غرض کچھ شمع روشن سے نہین

دوست ہو جب بر سر پرخاش پھر کیا کیجیے
امر تقدیری مین شکوہ جور دشمن سے نہین

قدر کیا محبوب کی جانے بھلا وہ سادہ دل
جو کوئی آگاہ شیرین عشق کے فن سے نہین

کیا آب تاب ہی رخ و ابرو و خال مین
ہی وہ نہ مہر مین نہ سہیل و ہلال مین

زیبا وہ رخ ہی قامت رعنا پہ اسطرح
خورشید کا ہی پھول صنوبر کی ڈال مین

ہر اک قدم پہ ہوتے ہین سر سیکڑون جدا
شمشیر تیز کا ہی اثر اوسکی چال مین

تیرے دہانِ تنگ کا کیا وصف ہو سکے
دیکھا نہیں ہے جسے کبھی خواب و خیال مین

غصے کو چھوڑ دیجیے اور لطف کیجیے
کب غیر حسن خلق روا ہی وصال مین

دل دے کے اونکو ناز اوٹھانا پڑا مجھے
یارب یہ مبتلا مین ہوا کس وبال مین

ایمان نیست مثل کتان کیون نہ چاک ہو
دیکھو جڑا ہی چاند ستمگر کی ڈھال مین

ہر آفتابِ بخت جو اپنا عروج پر
بیشک ہی مدعی کا ستارہ زوال مین

قطرے ہین زلف یار پہ ہنگام غسل یون
موتی پروے جیسے کوئی بال بال مین

یون اندمالِ زخمِ جگر خستگان نہو
مرہم کا ہی اثر ترے منہ کے اوگال مین

شیرین مین اپنی جان سے جاونگا ایکدن
کیسا یہ صاف نکلا ہی حافظ کی فال مین

چشم اخلاص دل و جان سے ہم دیکھتے ہین
اوپری تجکو کس ارمان سے ہم دیکھتے ہین

دُرِ شہوار یہ ہوتا ہی گمانِ یاقوت
سرخ دندان جو ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

دیدۂ دل سے ترے آینہ زانو کو
محو ہو وصل مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

ہنستے ہین شوق شہادت مین لب زخم کہن
تیغ کھینچے جو وسے میان سے ہم دیکھتے ہین

ورد اخلاص مین یان سورۂ اخلاص ہی
وصل کی فال بھی قرآن سے ہم دیکھتے ہین

ہوتی جس وقت ہی ناوک فگنی مژگان کی
کر سپر سینے کو سو جان سے ہم دیکھتے ہین

کبھی ہندو ہی کبھی ہی وہ مسلمان شیرین
روز اوس بت کو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

نظر جب سے تو مجکو آتا نہین
اندھیرا ان آنکھون سے جاتا نہین

وہ پہلو مین مجکو بٹھاتا نہین
مرا دل بھی تسکین پاتا نہین

دکھاؤن کسے اپنا زخم نہان
کوئی مرہم اوس پر لگاتا نہین

جہان مین پھرا مین بشکل صبا
کسی گل مین بو تیری پاتا نہین

عدو سے سراسر اوسے ساز ہی
مرا خاک بھی دھیان آتا نہین

تو کیون رشک غلمان و حور و پری ‏ — ‏ مجھے اپنی صورت دکھاتا نہین

نظر مین مرے داغ ہی سیر باغ ‏ — ‏ گل و غنچہ سب اوسکے بھاتا نہین

فسانہ سناؤن کسے ہجر کا ‏ — ‏ کسیکو مین ہمراز پاتا نہین

مجھے تلخکامی مین رکھتا ہی وہ
سخن اپنا شیرین سناتا نہین

مانا یہ مین نے تمسا کوئی قدردان نہین ‏ — ‏ مجسا بھی جان نثار مرے مہربان نہین

کیا پوچھتے ہو طائر دل کا مرے مقام ‏ — ‏ جز شاخ زلف اسکا کہین آشیان نہین

صدمے ہزارون سہتا ہون کہتا نہین گلہ ‏ — ‏ وہ کم سخن ہون نہین مرے منہ مین زبان نہین

گذری ہماری عمر نشیب و فراز مین ‏ — ‏ خانہ بدوش ہین کہین اپنا مکان نہین

آزاد ہونے سے تو اسیری مین لطف ہی ‏ — ‏ بہتر قفس سے باغ کچھ ای باغبان نہین

وہ ہین تو میرے واسطے سب کچھ ہی دوستو ‏ — ‏ کچھ بھی نہین ہی یار اگر میرے یان نہین

شک ہو تو میرے آئینۂ دل مین دیکھ لے
سب حال تیرا مجھپہ عیان ہے نہان نہین

سنیے تو اپنی غم کی کہانی سنائین ہم
دو حرف ہین کچھ ایسی بڑی داستان نہین

رگڑینگے سر کو ہم تری چوکھٹ پہ یان تلک
یا سر نہین ہمارا و یا آستان نہین

نیرنگیون کے یار کی کھلتے ہین گل سدا
یہ وہ بہار ہے جسے خوف خزان نہین

خلعت دیے ہین شاہ جنون نے تنے مجھے
جنمین لگی ہین لاکھون سے کم دھجیان نہین

کیا تمسے ہم کہین کہ تمھارے فراق مین
اتنے ستم اوٹھائے کہ جنکا بیان نہین

کیا مجھ مین اور یار مین ڈالا ہے تفرقہ
در پردہ تو رقیب تو ای آسمان نہین

ہے ہے یہ کیسی اپنی شب ہجر بڑھگئی
مرغ سحر کی کان مین اب تک اذان نہین

رکھتے ہین دل مین آتش عشق ایسی ہم نہان
دیکھا کبھی کسینے بھی جسکا دھوان نہین

شیرین ترے کلام مین کیا کیا ہے حسن بیان
کس منہ سے وصف مین کرون بسیار دہان نہین

غیر کے گھر وہ رہا کرتے ہین
خانہ برباد مرا کرتے ہین

شعر و یاد مین تیری ہر دم
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

دیکھکر غیر سے خندان اوسکو
روکے ہم حشر بپا کرتے ہین

منت و عجز کے بدلے ہم پہ
طنز و تشنیع کیا کرتے ہین

دل رقیبون سے لگایا تمنے
جان ہم تمپہ فدا کرتے ہین

نہین اغیار سے کرتے ہین وفا
ہمپہ وہ جور و جفا کرتے ہین

جنتی کہیے اونھین کو جو مدام
کوے جانان مین رہا کرتے ہین

کرتے ہین میری قضا کی تدبیر
جب رقیبون سے ادا کرتے ہین

سخت مشکل ہے کہ وہ شیرین ہے
ترش ہر لحظہ رہا کرتے ہین

کس سے کہیے حال کچھ حاصل نہین
حق کی جانب ایک کا بھی دل نہین

داب صحبت سے نہو جسکو خبر	وہ سنا ہی جلسۂ محفل نہین
جو کہ دیوانہ ہی زلف یار کا	اوس سا دنیا مین کوئی عاقل نہین
نعمت دارین کب اوسکو ملے	جو در دلدار پر سائل نہین
جو نہین رکھتا ہی آن دلبری	دل مرا اوسپر کبھی مائل نہین
ہمسے بدبختون کا ہی اختر سیاہ	یار کے رخسار پر وہ تل نہین
زلف کو جو مین نے بس باندھا دل آن	یہ مری تقریر لاطائل نہین
یاد مجھکو جو نہین کرتا کبھی	مین کبھی اوس شوخ سے غافل نہین
جو نہو مقتول ایک ہی وار مین	وہ کبھی شرمندۂ قاتل نہین
حال کو بدنام کرتا ہی عبث	لوٹتا جو صورت بسمل نہین

ہی بہائم سے بھی شیرین وہ زبون
جسکے دل مین عشق کی منزل نہین

لگاؤ دل کا اگر وان نہین تو یان بھی نہین
محبتون کی نظر وان نہین تو یان بھی نہین

جو ڈھونڈھا دل کو تو اوسنے کہا تبسم سے
تلاش اوسکی نکر وان نہین تو یان بھی نہین

خدا کیطرح بظاہر خلاف باطن ہون
ٹپکتا خون جگر وان نہین تو یان بھی نہین

وہ گر غنی ہی تو پھر بے نیاز ہین ہم بھی
جو اونکو خواہشِ زر وان نہین تو یان بھی نہین

عبث نہ کھا تو رقیبون سے ملکے جھوٹی قسم
جو تیری طبع مین ڈر وان نہین تو یان بھی نہین

تری جدائی مین ہر دم ہی گریہ کام اپنا
ملال دیدۂ تر وان نہین تو یان بھی نہین

مرے ملالِ طبیعت پہ رحم ای سیمین تن
جو تیرے دل مین گذر وان نہین تو یان بھی نہین

نہین نہین یہ اگر وان نہین تو یان بھی نہین
کسیطرح کا حذر وان نہین تو یان بھی نہین

ہی اونکو نشۂ جوانی کا بیخودی ہی ہمین
خیالِ سینہ و سر وان نہین تو یان بھی نہین

نہ گھر مین ملتے ہین اپنے نہ یان کبھی آتے
وہ ہے تتے شام و سحر وان نہین تو یان بھی نہین

وہ راضی قتل پہ ہین تیغ سے مین بھی ہون راضی | جو اونکو خوف خطر واں نہین تو یاں بھی نہین

وہ ہمکو چھوڑکے جائین تو جان سے ہم جائین | خیال لطف سفر واں نہین تو یاں بھی نہین

وہ مجھپہ رحم نہ کھائین مین زہر کھا بیٹھون | جو راستی کا گذر واں نہین تو یاں بھی نہین

جو جانبین سے ہو جاوے عہد مستحکم | وفا بھی شرط ہی پر واں نہین تو یاں بھی نہین

ہمارے دست تصور تک آکے غائب ہے | تمھارا موی کمر واں نہین تو یاں بھی نہین

غم فراق مین شیرین کے آہ ہے ہر دم
جو تیرے دل مین اثر واں نہین تو یاں بھی نہین

جو افسون کا اثر واں نہین تو یاں بھی نہین | لگاوٹون کی نظر واں نہین تو یاں بھی نہین

ذرا بھی ہووے اشارہ تو سر کے بل آوین | اگر رقیب کا ڈر واں نہین تو یاں بھی نہین

نہ آؤ اور نہ بھیجو پیام اور نامہ | جو دوستی کا اثر واں نہین تو یاں بھی نہین

لگایا نخل تمنا تو یہ کھلایا گل | مراد دل کا ثمر واں نہین تو یاں بھی نہین

خفا ہو وین اگر او لٹا پھر گیا نامہ
پیام بر کا گذر وان نہین تو یان بھی نہین

یہ قاعدہ ہی محبت ہو دونون جانب سے
جو سوز دل کا شرر وان نہین تو یان بھی نہین

جو مجھ سے عاشق شیدا سے خوش ہی شیرین
عنایتون مین ضرر وان نہین تو یان بھی نہین

تقدیر کھینچ لائی ہمین کوی یار مین
کتنے ہین دن حیات کے گرد و غبار مین

عشق رسول ہم جو گئے لیکے زیر خاک
اللہ کا ہی نور چراغ مزار مین

نکلے گی منہ سے مشک فروشون کے واہ واہ
چوٹی کے شعر ہم جو پڑھینگے تتار مین

قمری کہان کی پھر گئی طوطی سے بھی نظر
ملتا نہین مزاج عنا دل بہار مین

مثل رقیب جھوٹ کے ہم آشنا نہین
جو بہت است بات ہو کہدین ہزار مین

مشتاق ہون مین شربت دیدار کا فقط
چرچا نہین شراب کا میرے دیار مین

شیرین کسے منائے وہ روٹھا ہی اندنون
معشوق عاشقون کے نہین اختیار مین

پھر بہار آئی پھرے بلبلِ دلگیر کے دن
سیکڑوں کوس گئے گردشِ تقدیر کے دن

شکر صد شکر کہ ایامِ جدائی گذرے
سامنے آئے ہین وصلِ بتِ بے پیر کے دن

کم سنی ہی تو ہے نیمچہ ہی زیبِ کمر
دور ابھی کل ہین ابھی بندشِ شمشیر کے دن

اب عاشق کوئی معشوق سے اصرار کرے
ساتھ موسی کے گئے حجت و تقریر کے دن

ناچ کشمیریون کا رت جو دیکھا تمنے
بعد مدت کے پھرے خطۂ کشمیر کے دن

ہاتھ آتی نہین خاکِ درِ جانان مجکو
کچھ ابھی سخت ہین جویندۂ اکسیر کے دن

چاند پر خاک نہین ڈالتے شیرین سے سنو
عید اتوار کو تھی آپ سنے کی پیر کے دن

نہ جاوین آپ ای نازک بدن نہار گلشن مین
ہر اک گل خار ہو کر رشک سے الجھے نہ دامن مین

شعاعِ مہر کا کرتے گمان ہین دیکھنے والے
یکایک جلوہ فرما آپ جو ہوتے ہین چلمن مین

نگاہِ لطف ہمپر بھی تو ہو جایا کرے گاہے
مناسب ہے مری جان تفرقہ کچھ دوست دشمن مین

جوانی مین ہوا یون عشق ہمکو مہ جبینون کا
صنم کا کھیل اکثر کھیلتے تھے ہم لڑکپن مین

مگر دل تا نہ اٹکا ہی کسی سے آپکا صاحب
لگی رہتی ہین آنکھین آپکی ہر لحظہ روزن مین

پرویا توڑ کر زنار کو سبحہ کے دانون مین
عیان ہین طرز سب اسلام کے طفل برہمن مین

زبان تالو سے بھی لگتی نہین باتو نمین اوس گل کی
کہان ہی اسطرح کی تیزی گفتار سوسن مین

یہ کیا ہی مہربانی کیا عنایت کیا تلطف ہی
پس از مدت جو ڈالے ہاتھہ تمنے میری گردن مین

یہی کہتا ہی سنتا ہی جو حال زار شیرین کا
مگر یکتا ہی وہ نام خدا اس عشق کے فن مین

ظاہر مین اگرچہ مین جدا ہون
باطن مین تو آپ سے ملا ہون

جو چاہو کرو وہ حق مین میرے
مفتون ہون قتیل ہون فدا ہون

اب بھی اے گل مری خبر لے
کانٹا ترے غم مین ہو گیا ہون

جان تن پہ ہی میرے اک گران بار
ایسا مین حقیر ہو رہا ہون

ہر لحظہ دھوان ہی دل سے اوٹھتا	وہ آتش عشق مین جلا ہون
صورت نہین وصل کی میسر	اوس دام فراق مین پھنسا ہون
اس درجہ ہی سہو دل پہ طاری	خود کو نہین جانتا کہ کیا ہون
پکڑے نہ کوئی مرا گریبان	دامن سے مین یار کے لگا ہون
آتی اوس گل کی ہر سے مجھے بو	جو پھول اوٹھا کے سونگھتا ہون

کیونکر نہ اوٹھاؤن ناز شیرین
اک شوخ کے غم مین مبتلا ہون

عارض کے آگے قدر گل و یاسمن نہین	زلفون کے آگے قیمت مشک ختن نہین
سنبل کو زلف یار سے تشبیہ ہی غلط	اوسمین یہ رنگ و بو نہین یہ بانکپن نہین
چشم و دہن کی نرگس و سوسن سے کیا مثال	اونکو شعور دیدہ و قوت سخن نہین
شایان ہی سحر حسن کی موجین اگر کہون	پیشانی صنم پہ نمایان شکن نہین

کھلتا ہی کالیون کے لیے آپ کا دہن — بوسے کیواسطے یہ تمھارا دہن نہین

دنیا کے سب تکلف و تکلیف سے چھٹے — بیفائدہ ہمارا یہ دیوانہ پن نہین

کسکو دکھائین زور جنون مصیبتا — وامق نہین ہی قیس نہین کوہکن نہین

لمعان حسن سے ترے روشن ہی کائنات — جس انجمن مین تو نہین وہ انجمن نہین

ہاتھون سے اسکے خاک مین کیا کیا جوان ملے — کب بر سر جفا یہ سپہر کہن نہین

بعد فنا بھی جوش جنون کا رہا عمل — باقی بدن پہ نام کو تار کفن نہین

سنتی ہین طبع طیان بھی مٹنے ذوق شوق سے — شیرین سا اب کہین کوئی شیرین سخن نہین

ردیف واو

کب تک الم ہجر سہون یار سے کہدو — دل لینے کی کر شرم دل آزار سے کہدو

جو مجہپہ گذرتی ہی کرون کس سے مین اظہار — خون روتا ہون ہر دم کوئی دلدار سے کہدو

اکبار تجھے جلوہ فزا باغ مین دیکھا — دیوانہ ترا ہوگیا ہشیار سے کہدو

دل لیکے بھی ظالم نہین کرتا ہی قناعت
اب جان کا خواہان ہی یہ غمخوار سے کہدو

تا حشر نہ ہم بھی کبھی آرام کرینگے
جا کر کوئی اوس فتنۂ بیدار سے کہدو

اک بوسۂ لعل لب جانبخش کے بدلے
دل بیچتے ہین اپنا خریدار سے کہدو

پرستش سے تری زندگی ہوتی ہی وبال
پیغام مرا لعل شکربار سے کہدو

سوگند تجھے اپنے خم و پیچ کی زنہار
چھوڑے نہ مجھے طرۂ طرار سے کہدو

جو دام مین الفت کے پھنسا پھر تو وہ شیرین
آزادی کہان مرغ گرفتار سے کہدو

جان دی تمپہ و لے تمنے نہ مانا مجکو
تم ہی بھولے تو کہان پھر ہی ٹھکانا مجکو

نئے عشاق سے کی رسم محبت پیدا
پاس میرا نہ کیا گنکے پرانا مجکو

نہین چھٹتی ہی کف ناز سے یک لحظہ کمان
کر لیا تیر ستم کا ہی نشانا مجکو

جور کرتے رہے اے جان ہمیشہ مجپر
مین نہ مانونگا کہ تمنے کبھی مانا مجکو

قہقہے رہتے ہین ہر لحظہ رقیبون سے تمھین
پر تر دل سے ہی منظور رلانا مجکو

اندنون گرم ہی ہنگامۂ آتشبازی
ہو بسا دل مین بہر کیف جلانا مجکو

کھیلتے غیرون سے ہین کھیل صنم کا ہر دم
اسی حیلے سے ہی مرکوز ہرانا مجکو

مین بھی انجام کدورت کا سمجھتا ہون خوب
خاک ہی مین اسی صورت سے ملانا مجکو

گر پڑون راہ مین اوس شوخ کی شہر مین جاکر
پانون پڑنے کا یہ سوجھا ہی بہانا مجکو

دلِ پر داغ مجروحِ دمِ تیغِ ستم لیلو
یہ گلدستۂ آرایشِ بزم ای صنم لے لو

دلِ ناچیز میرا از راہِ کرم لے لو
نہین قیمت پہ کچھ موقوف ہی مفت ای صنم لے لو

مجھے تم خواب ہی مین رخ پر نور دکھلا دو
نہ کھولونگا کسی پر رازِ نظارہ قسم لے لو

بقا اوسکا ہی حصہ ہو کرے جو آپ کو فانی
گدا جب کوئی لب کے ہوے تو تخت جم لے لو

تلاش یار مین ہر دم رہے غفلت نہین لازم
اگر پاؤ اکیلا بے تکلف پھر قدم لے لو

نہین طے کرنا کچھ آسان ہی راہ طریقت کا
ابھی تو منزل مقصد بہت ہی دور دم لے لو

زمانے مین نہین ہی بہتر اس سے عافیت کی جا
اقامت کے لیے وہ طرۂ پیچ و خم لے لو

جو دنیا مین مکین و تم دشت پیمائی تو عقبی مین
تفرج کے لیے ای مہربان باغ ارم لے لو

نہین انکار لازم عیش کے بدلے جو زحمت دے
یہ کیا کرتے ہو اپنی جان پر جور و ستم لے لو

ستم دلدار کا ہی مرتبے مین رحم سے زائد
ملے گر داغ اوسکا دیکے دینار و درم لے لو

نہ جاؤ خالی ہاتھ اس دہر سے ورنہ ندامت ہی
یہان سے زاد عقبی گر نہو زائد تو کم لے لو

نہ جب تک وصل ہو شیرین تمھین اوس یار جانی کا
غم فرقت مین پھر رو کر ثواب چشم نم لے لو

گیسو سنوار کر جو نکلتے ہین شام کو
سودائی وہ بناتے ہین ہر خاص عام کو

ملتا مزہ مسیح علیہ السلام کو
گر چوستے ترے لب معجز نظام کو

محمود نے ایاز سے کیا کیا کیے سلوک
رتبہ دیا ہی مہر و وفا نے غلام کو

ہنسکر وہ پھیر لیتے ہین منہ جانب رقیب
جاتا ہی روز عید جو عاشق سلام کو

کھاتے ہین جو کباب دم مےکشی مدام
یکسان وہ جانتے ہین حلال و حرام کو

لکھنا تھا جو وہ خط مین لکھا اس خیال سے
قاصد نہ بھول جائے زبانی پیام کو

تسکین ہوئی نہ میرے دل بیقرار کی
ٹھہرے نہ ایکدم بھی وہ آئے تھے نام کو

دنیا مین روشنی یہی منظور ہی فقط
شیرین سے ہے فروغ ہمارے کلام کو

مائل زلف دل زار ہی کیسا دیکھو
ہاے پھر اسکو ہوا مفت مین سودا دیکھو

دل پہ لاکھون ہی سہے جور و ستم صدمے کے
اف نہ کی تسپہ کلیجا تو ہمارا دیکھو

مژدہ اے دل کہ تمنای دلی بر آئی
تیغ کھینچے ہوے جلاد وہ آیا دیکھو

آفت تازہ دل و جان پہ کوئی آتی ہی
پھر تری آنکھ سے اوسنے مجھے دیکھا دیکھو

درپی قتل ہین سر گرم جفا کاری ہین
تازہ انداز و ادا عشوہ و غمزا دیکھو

دست و بازو کو کہین اونکے نہ ہو جائے نظر
زخم دل کوئی ہمارا نہ خدارا دیکھو

تو لتے کیا ہو نظر مین دم تیغ قاتل
امتحان گر ہی غرض ہاتھ کوئی کھا دیکھو

پہلی ہی عشق کی منزل ہی یہ صحرا گرد
چشم بد دور ابھی ہوتا ہی کیا کیا دیکھو

تمنے منہ پھیر لیا ہائے دم بوس و کنار
کیا ہی بگڑا ہی مرا بنکے یہ نقشا دیکھو

اوسنے اغیار کو بھیجا ہی عیادت کے لیے
ہو گیا دشمن جان جسکو مسیحا دیکھو

درد سر آج ہی شیرین کو خدا خیر کرے
سر پہ مارا نہو فرہاد نے تیشا دیکھو

کرتا ہون مین تو اونسے محبت کی گفتگو
ناحق وہ مجھسے کرتے ہین نفرت کی گفتگو

حسرت یہ ہی کہ ہوتی جو گویا زبان مری
کرتا مین اوس سے لطف شہادت کی گفتگو

واعظ یہ ترک عشق مین کیا قیل و قال ہی
ہمکو نہین خوش آتی ہی حضرت کی گفتگو

آئے ہین پی کے ہم ابھی میخانے سے شراب
واعظ سے پھر سنین گے نصیحت کی گفتگو

وہ چال مارتی ہی وہ باتین جلاتی ہین ۔ رفتار حشر ہی تو قیامت کی گفتگو

دل ہی کو اب کرینگے ہم اپنا پیامبر ۔ کرتا یہی ہی خوب سفارت کی گفتگو

روتے ہین ہم بھی اور رولاتے ہین اوسکو بھی ۔ جسکو سناتے ہین تری فرقت کی گفتگو

پوچھا جو اوسنے چاہتے ہو ہمکو بولے ہم ۔ ہان چاہتے ہین کرتے ہین چاہت کی گفتگو

زندہ نہین ہی بلبل شیراز کیا کہین ۔ کسکو سنائین اپنی فصاحت کی گفتگو

پھل ہمکو زخم تیغ محبت کا جو ملا ۔ کرتے ہین دونون لب سے یہ حسرت کی گفتگو

سودائے زلف یار کا بازار گرم ہی ۔ ہی اس سے سرد مشک کی قیمت کی گفتگو

ہی ایک تو تمھارا تلون بھرا مزاج ۔ پھر اوسپہ کرتے ہو یہ رعونت کی گفتگو

ظاہر صدا دہل کی ہی باطن مین کچھ نہین ۔ بیفائدہ ہی صاحب دولت کی گفتگو

ہین کاہ لیک سر پہ لیا اپنے کوہ غم ۔ چارون طرف ہماری ہی طاقت کی گفتگو

در پردہ اسمین بات نکلتی ہی ہجر کی ۔ کرتے ہین ہمسے آپ جو وصلت کی گفتگو

جلتی زبان ہی شمع کے مانند ان دنون
کرتے ہین ہم جو سوزش الفت کی گفتگو

شیرین کو تیرے عشق نے رسوا کیا بہت
ہر شہر مین ہوا اوسکی محبت کی گفتگو

تم اگر دو بوسۂ رخسار تابان ایک دو
وہ مجھے ہون گھونٹ شربت کے مرجان ایک دو

جب سے سودا ہی مجھے زلف سیاہ یار کا
روز پھر آتا ہون مین دشت و بیابان ایک دو

کوچۂ جانان مین ہردم لوٹتے ہین خاک پر
زار و گریان ایک دو دلگیر و نالان ایک دو

عشق رخ چھوڑا کیا اب عشق چشم و زلف کا
ہم بنا لیتے ہین خود ہی دشمن جان ایک دو

ہندوِ زلف دوتا اور زنگیِ خال سیاہ
گنج حسن رخ پہ رہتے ہین نگہبان ایک دو

گر یہی سودا ہی دل کی گرم بازاری رہی
چاک ہونگے لاکھون ہی کسکے گریبان ایک دو

جب سے دام زلف کشت حسن رخ پر ہے بچھا
رات دن بس آ ہی پھنستے ہین پریشان ایک دو

اے کمان ابرو ترے تیرون سے الفت ہے مجھے
پھر کیون رکھون لگائے دل سے پیکان ایک دو

کیون نہون شیرین مجھے قند مکرر سے سوا
گالیان دے وہ اگر شکر دہان ہان لگے دو

ردیف ہای ہوز

عاشق ہون وہی یار کا قرآن ہے گواہ
مومن ہون پاکباز ہون ایمان ہے گواہ

سو بار آکے مین وہ در دولت سے پھر گیا
شک ہو تو پوچھ لیجیے دربان ہے گواہ

دل لیکے وہ مکر گئے کسطرح چھیڑیے
شاہد کوئی پری ہے نہ انسان ہے گواہ

صاحب جمال کر نہین سکتے مقابلہ
تم نور کے بشر ہو پرستان ہے گواہ

دانا کبھی زبان کو نہ دشمن بنائیگا
جھوٹی کہے جو بات وہ نادان ہے گواہ

ہم جانتے ہین اوس بت یوسف جمال کو
ہندو ہو تو کیا ہر ایک مسلمان ہے گواہ

واقف خدا ہی حال جو گذرا فراق مین
شیرین کا اور کون مری جان ہے گواہ

قتل کرنا ہے تو آ بسم اللہ
نہین کچھ عذر کی جا بسم اللہ

حکم پر تیرے رکھی ہو گردن
کیون کرون چون وچرا بسم اللہ

خون بخشا تجھے مین نے اپنا
پس نہ کر دیر ذرا بسم اللہ

کر لو جی بھر کے ادا ای صاحب
میرے سر حکم قضا بسم اللہ

بندہ کب حکم سے آقا کے پھرے
ہون مین راضی برضا بسم اللہ

عذر کرنا نہین عادت اپنی
گو کرو مجھپہ جفا بسم اللہ

مجکو فرمانے سے کب ہی انکار
ہون دل وجان سے فدا بسم اللہ

بخشو گر مجکو تو ہی لطف و کرم
ورنہ یہ سر ہی جھکا بسم اللہ

ملیے پانؤن مین لہو عاشق کا
ہو مبارک یہ حنا بسم اللہ

عید قربان ہی مجھے ذبح کرو
کیجیے وعدہ وفا بسم اللہ

خون شیرین جو ملا پانؤن مین
بدل وجان یہ کہا بسم اللہ

کیے اوس گل نے یہ ہم پر ستم آہستہ آہستہ
ہوے ہین سوکھکر کانٹے سے کم آہستہ آہستہ

ہزاروں جی کی پامالی کا اندیشہ ہی خاطر مین
اوٹھاتے ہین اسی سے ہم قدم آہستہ آہستہ

وہی گرتے ہین اوندھے منہ بہت جو جلد ہین چلتے
اسی اندیشے سے چلتے ہین ہم آہستہ آہستہ

سیہ ہوجاتے ہین دفتر کے دفتر چند مدت مین
چلے ہرچند لکھنے مین قلم آہستہ آہستہ

تصور آب بر یہ کاہ کا ہر دم ہے دلمین
چلے جس جا وہان رکھے قدم آہستہ آہستہ

علامت عاشقون کی استخوان و پوست ہے ظاہر
کہ کھا جاتا ہی جی عاشق کا غم آہستہ آہستہ

مرے جو دلمین تھا اوس یار پر سب ہوگیا حالی
لیا سب پوچھ اوسنے دیکے دم آہستہ آہستہ

یہی مضمون کلام کل نفس کا ہویدا ہی
کہ لینگے آہ ہم ملک عدم آہستہ آہستہ

نہ شیرین ہوے کسیکو شوکت دنیا یہ تو ایذا
عوض لیتا ہی چرخ پشت خم آہستہ آہستہ

جمع عاشق ہین اوسکے در کو دیکھ
حشر برپا ہی شور و شر کو دیکھ

تجھسے بے رحم و بے مروت کو — دل دیا ہمنے اس جگر کو دیکھ

سارے عالم کے مہوشوں سے تجھے — چن لیا مین نے اس نظر کو دیکھ

تجھسے بے مہر کو دیا ہی دل — ای پری ہمت بشر کو دیکھ

اوسکا حسن صبیح لاثانی — یاد آتا ہی ہر سحر کو دیکھ

میری آواز پر ہین کان لگے — آہ اسے کہتے ہین اثر کو دیکھ

حیف صد حیف خالی ہاتھ آیا — ہو گئے خشک نامہ بر کو دیکھ

خوب سوجھا تجھے نشیب و فراز — اوس پریرو کے بام و در کو دیکھ

شیرین امید سنگدل سے نرکھ
اپنے تو نفع اور ضرر کو دیکھ

نظر لطف سے ادھر کو دیکھ — بیخبر اپنے بیخبر کو دیکھ

جان و دل تجھپہ کر دیا قربان — عاشق زار کے جگر کو دیکھ

بارِ کاکل سے ہو گئی دوہری
کیا نزاکت ہی اوس کمر کو دیکھ

وائے قسمت وہ شوخ بے پروا
گیا ہی بگڑا ہی نامہ بر کو دیکھ

خود ملا آکے مجھسے وہ دلبر
اثرِ نالۂ سحر کو دیکھ

دیکھا اخبار مین جو وہ آتے ہین
ہو گیا خوش مین اس خبر کو دیکھ

اوسکو سجدہ کیا فرشتون نے
شرفِ رتبۂ بشر کو دیکھ

قدرتِ حق پہ کر نظر ہر دم
صورتِ شمس اور قمر کو دیکھ

قتلِ شیرین پہ ہی وہ تیغ بکف
شوخ بیداد فتنہ گر کو دیکھ

نہو گا ترک ہرگز مجھسے عشقِ روی جانانہ
وہ گل ہی مین ہون بلبل شمع ہی وہ مین ہون پروانہ

نہ پوچھو وحشت و دیوانگی کا میری افسانہ
مین وحشی ہون تمھاری چشم کا صورت کا دیوانہ

گیا ہی جب سے ہم نے تمسے تم نے ہمسے یارانہ
زمانہ پھر گیا ہی ہو گیا اپنا ہی بیگانہ

سنائین کیا اوسے ہم صدمۂ فرقت کا افسانہ — کلام اپنا فقیرانہ و مانع اوسکا ہی شاہانہ

نہ اوترا نشا اور اتک مزا بھی اوسکا ہی باقی — خدا جانے یہ ساقی نے پلایا کیسا پیمانہ

نہ سلجھی زلف ابتک یہ اکڑ اپنی و ربل دیکھو — دل صد چاک کا کرتے رہے ہم عمر بھر شانہ

پئی دفع نظر ہمنے سپند دل جلایا ہی — تمہارے آتشین رخ پر نہین یہ خال کا دانہ

دل و جان دین و ایمان صبر طاقت ہوش اور تقوی — اداؤن نے تمہاری لے لیا ہر اک جداگانہ

زمانے میں بھی یہان آکر شرابی ہوگئے اکثر — تری محفل کی اے ساقی یہ ہی تاثیر رندانہ

خدا جانے چمن مین آج ایسا کون آیا ہی — کھلے ہین غنچے گل ہنستے ہین اور نرگس ہی مستانہ

تمہارے عشق مین گھر بار ہم اپنا لٹا بیٹھے — فقط اک نقد دل ہی وہ تمہین دیتے ہین نذرانہ

مرے گھر مین وہ آیا ہی پری پیکر رہے قسمت — ہوا اوسکے قدم سے کلبۂ احزان پری خانہ

گذرتے ہین تمہارے عشق مین لاکھون ستم ہمپر — شکایت کچھ نہین کرتے ادا کرتے ہین شکرانہ

قرار آتا نہین ہمکو تمہارے ہجر مین اک جا — کبھی جاتے ہین گلشن مین کبھی ہم سوئی ویرانہ

نہ دیا چند درہم قیمت یوسف تمہی ای شیرین
مہ و خورشید تھے اوس پیکر انور کا بیعانہ

نپوچھہ میری گناہگاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
کمال مجکو ہی شرمساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

عذاب عقبی سے بیخبر ہون ہمیشہ جویای سیم و زر ہون
طمع نے دنیا کی جان ماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ پاس ہی کچھہ سوا گنہ کے کیے ہین افعال بہکے بہکے
ہوئی ہی اکثر تباہ کاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کی کوئی دم تمہاری اطاعت نہ کی عبادت نہ کی ریاضت
فقط بھروسا ہی تیرا بھاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ نفس سرکش ہو مجپہ غالب ہوں جہان مین تیرا طالب
یہی دعا ہی باہ و زاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

خطا ہماری چھپا عطا سے نہو وین باہر تری رضا سے
ہی عرض تجہسے یہی ہماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

جو ہوئین شیرین کے دل کے مقصد کرا دو انکو پورا طفیل احمد
خطا کو بخشش ہی جناب باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ردیف یای تحتانی

نقاب منہ سے مرا یار جب اوٹھاتا ہی
تو مہر شرم سے منہ ابر مین چھپاتا ہی

یہ جذبِ دل کا ہے میرے کہ تم کہین جاؤ — مری طرف وہ تمھین آپ کھینچ لاتا ہے

جو اوسکے کوچے مین جاتا ہے میرا طائرِ دل — تو چٹکیون مین پر پروا اوسے اوڑاتا ہے

نہین تلاش ہے قاصد کو میرے نامے کی — وہ آپ جذبِ محبت سے اوڑکے جاتا ہے

نہ اوسکی باتون ہی سے پھول جھڑتے ہین تنہا — اشارہ بازی مین کیا کیا وہ گل کھلاتا ہے

اگر وہ منہ کی کڑی ہے تو ہم ہین دل کے کڑے — تو آزمالے جو تلوار آزماتا ہے

کبابِ آتشِ ہجران سے دل ہوا شیرین
شرابِ وصل وہ کب دیکھیے پلاتا ہے

نہین تیری باتون کا مجھکو گلا ہے — سنے تجھے سر چڑھایا یہ اوسکی سزا ہے

عدو پیر اگر آپ کا آشنا ہے — مرا بھی مرے سر پر ای بت خدا ہے

بتا تو بھلا ای گلِ باغِ خوبی — چمن مین یہ گل آج کیسا کھلا ہے

پیٔ قتلِ عاشق ہے شمشیرِ عریان — یہ کس جسم پر تیری بانکی ادا ہے

جو دامن چھڑایا تو کھینچا گریبان — عجب شوخ معشوق ہمکو ملا ہی

غم و رنج کا حال ہمسے نہ پوچھو — جو تمنے دیا ہی وہ ہمنے لیا ہی

ذرا دل مین سوچو بجز گالیون کے — کبھی تمنے بوسہ بھی ہمکو دیا ہی

تمھارے ہی تار نظر نے مری جان — رفو زخم ایک ایک میرا کیا ہی

جسے تمنے دیکھا ہی ترچھی نظر سے — بہت وہ جیا ہی تو اکدم جیا ہی

انھین چھوڑ کر آپ رہتے کہان ہین — مرے چشم و دل مین تمھاری ہی جا ہی

کرے جو بھلائی اوسے بد سمجھنا — برا ہی برا ہی برا ہی برا ہی

پی زندگی ہی تو شیرین عبث ہی
اگر خضر نے آب حیوان پیا ہی

شان جاتی ہی اگر اونکی مری صحبت سے — کیون نہ رقیبون کو بھلاتے ہین بہت عزت سے

جب بلاتا ہون تمھین پاس مین اپنے صاحب — ناز کرتے ہوے آتے ہو بہت حجت سے

کہتی ہی جان دل سی کہ ا د آرزو پسند
کب دوست دیکھتا ہی بھلا عیب دوست کا
ای دل مری تری نہ بنی گی کسی طرح
معشوقونکی پسند مین ہی کسقدر ہی فرق
آتی ہین اپنی مژگان پر ہوا عاشق وشوخ
کیا سیری دل سی ہین تری لطف ساکی ناز
کہا مینی نظر آ ای جو انگڑا ئی ہین وہ عارض
جم و دوا اسی عبرت پوچہ آتی ہی مزارونین
بہار آئی گری ستونکی خیمی سبزہ زارونمین
بھری ہین حسرتین دل مین خیال وصل کیون آئی
رحم کرنا تو جفا کارونکا ہستو نہین
آزردہ ہون مین ہی جو تو مجسی خفا ہو
کیا آئی جو بو اوس گل خندان کی نہ لائی
گھبرا کی وہ بولی جو سنا شور قیامت
ہی صاف قہر و لطف سی تم مین خدا کی شان
سا ہی مین اوس بلند قامت کی
ای جنونون سب یہ حلقہ زنجیر
مہر و مہ دونون ای پری پیکر
آپ ملتی نہین ہین گھر مین کبھی
غیر کا نام لیا اوسنی مگر ہنسنکی کہا
رات بھر رنجش رہی گو وصل مین

کرتا ہی کیا سجہ کی اس آفت کو تو پسند
اسد کو کلیم کی تہی گفتگو پسند
مجکو پسند یاس تجہی آرزو پسند
مہندی دولہن کو تیغ کو تیرا لہو پسند
تیرا دلت کر پڑ گیا کیا یہ تیر انداز پر
مجنون سی کر رہی ہی یہ لیلی بلا کی ناز
تماشا ہی کہ دو چاند آگئی ہین ایک ہالی مین
کہو کیسی بسر ہوتی ہی ان تاریک غارونمین
ہوا ہی جشن جمشیدی کا سامان بادہ خوارونمین
خوشی کا کام کیا ماتم زدونمین سوگوارونمین
ہان اگر درد ہو بیدا سا تو کچہ دور نہین
پروا ہمین کچہ تم نہ ہمسر نہ خدا ہو
ای باد صبا چل سیری آگئی سی ہوا ہو
دیکہو مری عاشق کا جنازہ نہ اوٹہا ہو
یارونمین یار غار ہو غیرونمین غیر ہو
سو رہی فتنی سب قیامت کی
پہیر ہین وحشیون کی قسمت کی
بگڑی نقشی ہین تیری صورت کی
کہتی ہین خانمان خدا اب مجہی
تیری ہی سر کی قسم اوس ہی مجہی نفرت ہے
پر مزہ دونا اوٹہا کر رہے

عاجزی کر چکے اب وہ دکھائینگے تمھین — کام ہر وقت نکلتا ہی نہین منت سے
ابتو جلدی سے مجھے اپنی دکھادے صورت — منتظر تیری ملاقات کا ہون مدت سے

جسقدر کرتا ہون مین اونسے کلام شیرین
سخت باتین وہ سناتے ہین مجھے نخوت سے

دیکھے جمال یار تو شرمائے چاندنی — ابر سیہ مین شرم سے چھپ جائے چاندنی
فراش مہ سے کہدو کہ آئی شب وصال — کوٹھے پہ جاکے صاف سنی بچھوائے چاندنی
دعوی ہمسری ہی اگر رنگ یار سے — پہلے تو اپنی شکل کو بنوائے چاندنی
اوس مہروش کے سامنے کیا اوسکو ہو فروغ — ڈالے جو عکس اوسپہ تو جلجائے چاندنی
آنے کا وعدہ اوسنے شب ماہ مین کیا — اس انتظار مین ہون کہ جلد آئے چاندنی
گہنا پہن کے پھولون کا پیش نظر ہو یار — تب ماہ چاردہ کی ہمین بھائے چاندنی
وہ ماہرو کہان ہی کہ فصل بہار مین — دریا پہ جاکے شیرین کو دکھلائے چاندنی

جو ہمسے تری طبع ناشاد ہی | تو شاید کسی اور کی یاد ہی
یہ ظلم و ستم جو کہ ہمپر کیے | خدا ہی سے اب اسکی فریاد ہی
مگر اوسکو تو ناصحا وعظ و پند | غم و عیش سے جو کہ آزاد ہی
کھنچیگی نہین اوس سے تصویر یار | عبث سوچ مین اسکے بہزاد ہی
رولاؤ مجھے اور ہنسو غیر سے | غضب ہی ستم ہی یہ بیداد ہی
کرون اوسکے قد کی مین تعریف کیا | خجل سامنے جسکے شمشاد ہی
نہ جا میرے پہلو سے ای ماہرو | تجھی سے مرا خانہ آباد ہی
نہین کاٹنا بیستون کا ہی سہل | یہ کاوش تری لغو فرہاد ہی

فصاحت بلاغت کی تیری ثنا
کہون کیا یہ شیرین خداداد ہی

زلف پیچان مین دل وحشی پھنسایا چاہیے | ایسے دیوانے کو زنجیر اب پنہایا چاہیے

اور ہی انسان سے دل اپنا لگایا چاہیے
رشک سے یوں اُس پری کا جی جلایا چاہیے

صدمۂ فرقت کے جینے سے بتنگ آیا ہوں میں
اب یہی جی میں سمائی زہر کھایا چاہیے

ایک مدت سے یہی سودا ہمارے سر کو ہے
ٹھوکریں ہر ہر قدم پر اونکی کھایا چاہیے

دونوں زلفوں کو ہٹا دو چہرۂ پرنور سے
اس گہن سے ماہ انور کو بچایا چاہیے

سنگدل کا اس سے بہتر ہی نہیں ہرگز علاج
گنبد گردوں کو نالوں سے ہلایا چاہیے

نور کے سائل ہیں مہر و ماہ تمسے میری جان
کاسے دونوں کے ہیں خالی کچھ دلایا چاہیے

نذر تیری کر دیے جان و دل و ایمان و دیں
ایسے مفلس کو نہ اب دل سے بھلایا چاہیے

مر کے گر ہم جی اوٹھیں اعجاز عیسی تمسے ہو
قم باذنی سے مگر ہمکو جلایا چاہیے

گرچہ ڈوبا ہوں گنہ میں پر یہ رکھتا ہوں امید
پار بیڑا عفو سے کرنا خدایا چاہیے

سب طرح کے عیش دنیا میں خدا شیریں کو دے
عاقبت میں دامنِ حضرت کا سایا چاہیے

گنج رخ پر ہاتھ کاکل کو لگانا منع ہی / مار پیچان کو خزانے پر ستانا منع ہی

وصل کے اقرار مین انکار پیہم ہو چکے / ای صنم جھوٹی بہت باتین بنانا منع ہی

بیوفا ہو کر یہ کرتے ہین جفائین سیکڑون / اپنی چاہت خوبرویون کو جتانا منع ہی

کوی جانان مین کنہ رہو مدعی کا کسطرح / گلشن فردوس مین شیطان کا آنا منع ہی

صورت فرہاد دے سر پٹک اپنے کوہ غم / جان شیرین ایسی آفت مین پھنسانا منع ہی

شیوہ جور و ستم سیکھو نہ ہرگز ای بتو / دیکھو دیکھو ہر کسیکا دل دکھانا منع ہی

خفتگان خاک ہین بیچین تیری چال سے / پانون کی ٹھوکر سے کب اونکا جگانا منع ہی

دام سنبل کا بچھا ہی اور نرگس تاک مین / فصل گل ہی باغ مین بلبل کا آنا منع ہی

القیام زخم دل موقوف ہی الطاف پر / آپ کو کیا حال میرا پوچھہ جانا منع ہی

گرچہ عاشق کو روا ہی گشت کوی یار لیک / عشق کی منزل مین اتنا بڑھکے آنا منع ہی

آؤ بیٹھو پاس تسکین دو دل بیتاب کو / جان نثار اپنے سے حیلہ اور بہانا منع ہی

خواہ ہو دیوانگی اور خواہ سودا ہی جنون
ضبط ہی ہر طرح بہتر خاک اوڑانا منع ہو

سانپ کا کاٹا نہین بچتا ہی شیرین کبھی
گیسوِ دلدار سے دل کا لگانا منع ہو

عکس مین اوس ماہرو کے ہوکے شامل چاندنی
ہو گئی ظلمتکدے مین میرے داخل چاندنی

سرکو اپنے رکھکے ہر شب پاۓ اوس مہتاب کے
نور اوس ہلنے سے کرتی ہی حاصل چاندنی

ماہ کو داغِ غلامی جسکے چہرے نے دیا
اوسکی پرچھائین سے ہو کیونکر مقابل چاندنی

نور کا اوس مہ ہی انور کے یہانتک ہی ظہور
دھوپ بیرونق ہی دنکو شبکو باطل چاندنی

ہجر کی شب تیغِ ماہِ نو سے بسمل کر دیا
اسلیے کہتا ہون مین ہی میری قاتل چاندنی

گنکے تارے ہجر مین اتنی گذارین ہم سدا
دیکھنے کو جاؤ تم غیرون کے شامل چاندنی

وصل کا اوس رات مین شیرین کے ہو وہ چند لطف
لازمہ عشرت کا سب ہو اور کامل چاندنی

جو زلفِ پریشان پہ دل آگیا ہی
تو اک سانپ سینے پہ لہرا رہا ہی

مین مر ہی گیا پہلے تیرِ نظر سے
عبث عشوہ و غمزہ ناز و ادا ہی

رقیبون سے تازہ محبت کے باعث
نہ زیبا تمھین یہ خلا اور ملا ہی

مشبک ہی دل ٹکرے ٹکرے جگر ہی
نگاہون نے پوشیدہ زخمی کیا ہی

نہین رحم کرتا مرے حال پر اب
وہ یہ جانتا ہی کہ دل پھنس گیا ہی

طنابون سے زلفِ سا کی نکالو
دل تازہ چاہِ ذقن مین گرا ہی

توقع وفا کی ہین رکھتا ہون تجھسے
تو مشہور دنیا مین گو بیوفا ہی

مخاطب غزل کے ہین نازک طبیعت
اسیواسطے مین نے تھوڑا لکھا ہی

ادائین سب اوسکی ہین سیفا کی شیرین
سنان ہی مژہ اور نگہ نیمچا ہی

وصل کی شب ہی یہ دشمن کا چھپانا منع ہی
اپنے عاشق کی طبیعت کا دکھانا منع ہی

اضطراب فرقت دلدار مین شاکی نہو
عشقبازی مین دلا آرام پانا منع ہی

عقرب ابرو بٹھایا ہی جبین پر کسلئے
موذیون کو اسقدر سر پر چڑھانا منع ہی

اعتبار آپکی گفتار کا ہمکو نہین
سنیے صاحب جھوٹی قسمین کھانا منع ہی

جان عاشق کو عبث گرویدگی آی پسند
دام گیسوی سیہ مین دل پھنسانا منع ہی

آپ واقف ہین گذرتا ہی جو ہمپر غم پہ غم
رحم کیجے اب ستائے کو ستانا منع ہی

تلخ شیرین کا مذاق اور غیر شیرین کام ہان
شربت دیدار کیا اوسکو پلانا منع ہی

کیا سبب اسکا ہی ہمسے دل لگانا منع ہی
آنا جانا بولنا ہنسنا ہنسانا منع ہی

یہ نہین کہتا مین عاشق کا ستانا منع ہی
ہان مگر ناحق کسیکا دل دکھانا منع ہی

لیجیے جاتے ہین ہم لیجیے سلام آخری
خیر صاحب آپ تک گر میرا آنا منع ہی

یاد رکھنے کی ہمارے گر نہین آتی تمھین
بھول کے بھی بھولی صورت کا دکھانا منع ہی

کیون مسیحائی نہین کرتے ہو لاشے پر مرے
یہ سمجھتے ہو کہ سوتے کا جگانا منع ہی

بلبلون کو باغ پریون کو پرستان ہی نصیب
اک ہمارا کوچۂ جانان مین جانا منع ہی

محفل اغیار مین عاشق کو اپنے ای صنم
شمع کیصورت جلانا اور رولانا منع ہی

نوشدارو میرے حق مین گو قسم ہی آپکی
بے ضرورت اوسکا بھی ای یار کھانا منع ہی

تشنہ کامی سے لبون پر جان ہی قاتل مری
مجکو آب تیغ بھی کیا اب پلانا منع ہی

کیا کہین تمسے بھلا ہم سب سے بہتر ہی سکوت
اپنے دل کا حال عاشق کو سنانا منع ہی

پہلے ایسا ربط تھا قالب مین تھا تم جان تھے
پاس بھی اب میرا ای صاحب بٹھانا منع ہی

سوسن و گل کا اگر دستہ نہین آتا پسند
ملکے مسی بھی لبون پر پان کھانا منع ہی

عشق شیرین ہی تو سن ای کوہکن شیرین کا قول
پھوڑنا پتھر سے سر کو اور دکھانا منع ہی

کتنی ہی نکلے صفائی سے نئے مین پر چاندنی
کب رخ پر نور دلبر کے ہو ہمسر چاندنی

آفتاب روی جانان کا اگر پرتو پڑے
دھوپ کے مانند ہو جائے مقرر چاندنی

زیر کاکل ہے یہ عالم اوس رخ پر نور کا
ابر تیرہ مین ہو جیسے جلوہ گستر چاندنی

اس پتے سے خط مرا لیجا مکان یار مین
چرخ کی ہمسر وہان ہے ای کبوتر چاندنی

ہے زمانے کی دورنگی کا تماشا جلوہ گر
دھوپ دن کو سایہ گستر شب کو اکثر چاندنی

وصل کی شب آج ہے اتنا تکلف بڑھ گیا
جو شب مہ مین بچھائی چاندنی پر چاندنی

تیغ ابروی صنم کا ہو جو خستہ پھر اوسے
شب کو ای شیرین بھلا مارے نہ کیونکر چاندنی

نئے انداز کا یہ کان مین دلبر کے بالا ہے
گمان ہوتا ہے سب کو یہ فلک پر مہ کا ہالا ہے

نمایان خال مشکین کب ہے تیرے روی رنگین پر
گلستان جہان مین یہ تصنع داغ لالا ہے

ہوئی بس خضر کو حیرت نکالی مانگ جو تمنے
نیا کیا خوب یہ ظلمات کا رستہ نکالا ہے

پس از مردن اوگینگے کیونکر نہ نرگس خاک تربت سے
اشارون نے تری آنکھون کے مجکو مار ڈالا ہے

دکھائین سرمگین آنکھین تو وحشی ہو گئے آہو — اور اوس پر قتل کو میرے یہ نیالا نکالا ہی

بشر کیا خاک ہی کیا مان بیشک دست قدرت نے — مگر ہر عضو تیرا اے پری سانچے مین ڈھالا ہی

شب فرقت مین پونہچا ہی زمین سے تا کجا تیرین
خدنگ آہ اپنا تا بپای عرش اعلا ہی

ہم ایکدم تجھے دل سے جدا نہین رکھتے — سوا ترے کوئی ہم آشنا نہین رکھتے

ذرا خدا سے ڈرو اے بتو جفا نکرو — ذرا یہ سوچو تو کیا ہم خدا نہین رکھتے

کہان کی کسکی خبر کیسی عقل کیسے حواس — ہم اپنے ہوش ہی ہمدم بجا نہین رکھتے

ہر ایک شی کو ہی دنیا مین انتہا بیشک — ہم اپنے غم کی مگر انتہا نہین رکھتے

ضرور چاہیے کچھ عالم محبت مین — جفا ہی کیجیے گر تم وفا نہین رکھتے

ہمارے لب سے نہ نکلیگا رنج مین نالہ — وہ ہم جرس ہین کہ ہرگز صدا نہین رکھتے

وصال یار مین شیرین وصال ہو اپنا — ہم اوسکے سوا مدعا نہین رکھتے

فراق یار مین آتا نہین قرار مجھے
ہزار طرح کا رہتا ہے انتشار مجھے

پلک جھپکتی نہین میری ٹکٹکی سے کبھی
الٰہی کسکا یہ رہتا ہے انتظار مجھے

کمال وادی وحشت مین دل لگا میرا
بشکل گل نظر آیا ہر ایک خار مجھے

بہار گل ابھی میرے گلے کا ہار بنے
گلے کا اپنے اگر بھیجدے وہ ہار مجھے

جہان کے باغ مین ہمدم مین ہون وہ رنگین طبع
دکھائے بہمن و دی موسم بہار مجھے

کبھی چمن مین مرا دل نہین بہلنے کا
سنائے نالے عنادل اگر ہزار مجھے

زیادہ مجھسے تو پھر کوئی خوش نصیب نہین
اگر مدینے مین شیرین ملے قرار مجھے

درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے
دنیا مین اسطرح جو رہے ہم تو کیا رہے

ہر گل کی ہر ثمر کی دعا ہے بہار مین
گلشن تمہارے حسن کا پھولا پھلا رہے

امیدوار آمد جانان ہے رات بھر
تا صبح شام سے در عاشق کھلا رہے

بخشی ہی حور حق نے اوسکیے جو وحج کو
ورد زبان حیات مین شکر خدا رہے

قصہ سُنے جو عاشق آشفتہ حال کا
برہم نہ ایکدن تری زلف دوتا رہے

آہون سے نے عندلیب کی دوزخ کیا چمن
گلزار کوی یار مین جاکر صبا رہے

اپنی یہی مراد فقط شاعری سے ہی
شیرین ہمارا نام جہان مین بنا رہے

جسکو جی چاہے تو عیب اوسکا ہنر ہوتا ہی
اوسکا پتلی کیطرح آنکھون مین گھر ہوتا ہی

وہی مین ہون کہ نہ تھا چین اوسے میرے بغیر
اب مہینون نہین پرسان خبر ہوتا ہی

نئی پیدا ہوئی بانکون سے ملاقات اوسکی
کیون نہ پھر جائے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہی

کلمہ میرا ہی تھا اوسکی زبان پر ہردم
ابتو شکوہ مرا ہر شام و سحر ہوتا ہی

دلمین کہتا ہون نہ بانپر نہین لاتا شکوہ
کہین ایسا بھی عالم مین جگر ہوتا ہی

اوس پریزاد سے کہدے کوئی پیغام مرا
جیسے تم ہو کوئی ایسا بھی بشر ہوتا ہی

کیون نہ بیرحمی کی اب اوسکی شکایت کیجے	عوض نفع مرا ابتو ضرر ہوتا ہی
قتل کی میرے ادہر رہتی ہی فکر آٹھ پہر	ہر جگہ فضل خدا ایک سپر ہوتا ہی

آگے ہر روز کرم کرتا تھا ابتو شیرین
بعد مدت کبھی بھولے سے گذر ہوتا ہی

عالم مین رسم وراہ مروت نہین رہی	مہر و وفا کی کچھ بھی حقیقت نہین رہی
انسان تو کیمیا سے بھی نایاب ہو گیا	اخلاص پر کسیکی بھی نیت نہین رہی
ہو جو رہی تو آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھین ہم	کیا کیجیے کہ اب وہ طبیعت نہین رہی
بار وفا مین اتنے دبے ہم کہ جھک گئے	اب ایسے بوجھ اوٹھانے کی طاقت نہین رہی
تنہا گریز ہمکو بتون سے نہین ہی اب	سنگین دلون سے گاہے بھی الفت نہین رہی
جاہل تو کیا کہ عشق سے مین عالم ہی مبتلا	اخلاق مین کسیکو لیاقت نہین رہی
جاتے تھے دوڑ کر جسے سنتے تھے کچھ حسین	دیکھین جو تمکو بھی وہ طبیعت نہین رہی

ہوتی نہین ہم سے خوشامد کسیکی اب
پہلی سی چاپلوسی کی عادت نہین ہی

شکر خدا کہ رسم وفا لاے سب بجا
دل مین ہمارے اب کوئی حسرت نہین ہی

مین اپنی وضع نیک سے ہوتا ہون کب جدا
گو تمکو میرے حال پہ شفقت نہین ہی

شیرین کسی سے مطلب دل کب حصول ہو
نیکی کی اب کسیکو بھی ہمت نہین ہی

نہ آیا وہ دلبر سحر ہو گئی
تمنا ہی مین شب بسر ہو گئی

وہ اسگلے سے نالے کہان پائیے
مرے دلکو شاید نظر ہو گئی

نہین زندگانی کا اب کچھ مزا
مری حالت اوس بن بتر ہو گئی

ہوئی عمر شور و فغان مین تمام
ہماری دعا بے اثر ہو گئی

نہ کچھ بھی ہوا کام اپنا درست
یون ہی عمر ساری بسر ہو گئی

نہ تھی تیغ عصیان سے ہرگز مفر
ولے رحمت اوسکی سپر ہو گئی

تری آستین کب بھلا ای صنم
مرے اشک خونین سے تر ہو گئی

کریگا نہ تقصیر میری معاف
ترے دل کی مجھکو خبر ہو گئی

بہت دن سے شیرین ترے عشق کی
جہان مین حکایت سمر ہو گئی

غم فرقت مین ایسا اشک چشم نم سے نکلتا ہی
کسی چشمے سے پانی جسطرح پیہم نکلتا ہی

جہان مین آکے کون ایسا ہی جو خرم نکلتا ہی
یہان جو بیغم آتا ہی وہی پُرغم نکلتا ہی

تری گرمی سے ناہموار بھی ہموار ہوتے ہین
کہ چوب خام کا آتش سے جیسے خم نکلتا ہی

پری کو تاب و طاقت کیا جو تیرے سامنے ہووے
ترے جلوے مین جانان نور کا عالم نکلتا ہی

شب وصلت مین دامنگیر ہی اندیشۂ فرقت
سحر تو دور ہی میرا ابھی سے دم نکلتا ہی

نہ آنسو ہی جو تیرے دیدۂ گریان سے جاری ہی
مگر یہ جوش سے آب چہ زمزم نکلتا ہی

گناہون پر مرے ہر دم نہو تو خندہ زن واعظ
جہان مین متقی ڈھونڈے سے تو ایسا کم نکلتا ہی

صفائی مین مرے دل کے مقابل لاکھ گر ہوئے — نہ آئینہ سکندر کا نہ جام جم نکلتا ہی

مرے اوج غبار دل سے ہوتا ہی بہت حیران
فلک پر جبکہ شیرین عیسی مریم نکلتا ہی

کسکو خالق نے کیا پیدا بسان مصطفےٰ — سارے عالم سے ہی بڑھکر عز و شان مصطفےٰ

جسم و جان و دل پر اپنے کچھ نہین دعوی مرا — مصطفےٰ مالک ہی میرا مین از آن مصطفےٰ

بار عصیان سے نہین اوٹھتا ہی اوپر سر مرا — بخشدے یارب طفیل خاندان مصطفےٰ

اونکی الفت مین مرا رہتا ہی ہر دم دل کھپا — وہ جو ہین شمشاد و سرو بوستان مصطفےٰ

جو نہ پیدا اوسکو کرتا حق نکرتا کوئی چیز — واسطہ ہر شی کا ہی ذات حسان مصطفےٰ

نیک کر آغاز سے انجام میرا ای کریم — بہر عز و شان و قدر و حق و آن مصطفےٰ

بندۂ شیرین کی ہو مقبول یارب یہ دعا
حشر اوسکا ہو بخیل عاشقان مصطفےٰ

متفرقات

غزل در صفت بارہ دری باغ نشاط افزا کہ اسمش سرور افزا ست

سرور افزا یہ کیا مکان ہی کہ نور آنکھون کو تن کو جان ہی
سرور افزا یہ ہر زمان ہی جو اس مین آیا وہ شادمان ہی

یہان ہین کیا کیا پری شمائل کہ جنکی صورت پہ دل ہو مائل
ادا و شوخی مین اپنی کامل کوئی وہان ہی کوئی یہان ہی

نے شجر اور شجر مطرا شگفتہ جنمین ہین پھول کیا کیا
کہ عکس سے جنکے بس ہویدا ہر ایک جانب کو گلستان ہی

بلوری آگے اور اون مین شمعین ہر ایک جانب کو ہین فروزان
کہ جیسے معشوق کا ہر اک عضو زیور و زر سے دلستان ہی

ظروف آرایشی یہان سے کے بلور کے بلکہ نور کے ہین

مثال مہتاب تاب جنکی جدھر کو دیکھو گہر فشان ہی +

نصب ہین تصویرین جو کھٹو نمین وہ ایسی گویا سنین نگین

کہ جنمین یک ایک شکل سو سو طرح کی دکھلاتی خوبیان ہی

وہ چہچہے ہین وہ قہقہے ہین کہ دلمین اب او ٹھتے ولولے ہین

نہین طبیعت کو اور خواہش عجب طرح کا یہان سمان ہی

بچھے ہین فرش و فروش کیا کیا کھنچے ہین نقش و نگار زیبا

یہان کا دربان ہی حفظ ایزد اور ابر رحمت کا سائبان ہی

چمک چمک کر جھمک جھمک کر وہ نور دکھلاتی روشنی ہی

کہ ایک عالم کو چاند تارون کا ہانڈی فانوس پر گمان ہی

عجیب یہ یک مکان ہی شیرین کہ آگے خوش یان ہوا ہی نگین

بجا ہی یہ قول تیرا بیشک کہ اس ہین کیفیت جنان ہی

غزلیات در شان سمدھن

منہ سے اپنے ذرا گھونگھٹ کو ہٹا دے سمدھن	تیرے مشتاق ہین سب جلوہ دکھا دے سمدھن
پہلے کر لینے دے جو جی کی ہمارے ہی خوشی	پھر تو جو چاہے وہ پیچھے سے سزا دے سمدھن
یہی موقع ہی کہ ہین چند براتی سوتے	جسکو جی چاہے ترا اوسکو جگا دے سمدھن
زندگانی کا مزہ ہی یہی مشتاقو نسے	لب سے لب سینے سے سینہ تو ملا دے سمدھن
ہمنے گانا تو بہت بار سنا ہی تیرا	سر محفل ہمین اب ناچ دکھا دے سمدھن
کسلئے بھاگنے سے شرماتی ہی گھبراتی ہی	ہاتھ پھیرا کے دھڑک دل کی مٹا دے سمدھن
چون نہین کرتی ہی کیون کسنے ترے ہونٹھ سیے	کوئی اوراس سے صدا بڑھ کے سنا دے سمدھن

کہتے ہین سب یہی ہی دولہا دولھن کی مرضی
یہ غزل شیرین کی ہی اسکو تو گا دے سمدھن

سمدھن کھڑی دل لینے کو جیتون ہی سدھارے	دکھلا دے مسا چولی کی چنپا کو او بہارے

مطلب کے لیے انمین سے بلوالو کسی کو	بیٹھے ہین کئی طالب دیدار تمھارے
سودے کے بہلنے سے بلاتی ہو ہر اک کو	کام اپنا کرا لیتی ہو پھر کہتی ہو جا رے
مکار و فریبن ہی وہ دمباز ہی قحبہ	اس حسن پہ سمدھن کے تو مت جائیو پیارے

گاتا ہی تو کیا محفل شادی مین مغنی
شیرین کی غزل گا کے تو سمدھن کو سنا رے

ملھار ہای زبان ہندی

بادرے سے اور کریے پیا بن اب کیسے رہیے	بجلی کی لو سہے ہان ہان بہا موہے گھیریو
گرج گرج کے موہے ڈراوے جان اکیلی آن ستاوے	یہ دکھ کا سے کہو مین سجنی پیا نکس گئے مورے گھر سے

ایضاً

گھن گرج گرج جھک برسے رے	موہن نرکھ میگھ نکس گئے گھر سے رے
ترپ ترپ اور گرج گرج کے اونڈ اونڈ او گھمنڈ گھمنڈ کے	چھینٹت ہی جیا کرتے رے

ایضاً

چمک چمک گرج گرج گھمنڈ گھمنڈ آئے
تڑپ تڑپ لرج لرج جیا مورا ڈرپائے
چمک چمک برست ہی پیا بن جیا ترست ہے
اے ری سکھی موہن بن جیا گھبرائے
گرج اُمنڈ گھمنڈ جھک برسے بدروا
بولت موپہ پپیہا دور وا
ایسے سمین میں چھوڑا اکیلی کہت سکھی کچھو بن نہیں آوے
چھانڈ چلے پیا کاہے نہروا
گرجت چمکت برست چہون اور
دیکھت بنت کچھو کہ نہیں آوے

جائے بسے پیا کون نگروا

اومنڈ اومنڈ مرا جیا بھر آوے
برہا بتھا موسے سہو نہ جاوے

شام لگے کبری کے گروا

ایضاً

بادل گرج گگن چھائے
گھڑی گھڑی پل چھن پیا ستائے

ہمرے پیا پردیس سدھارے — ات بدرا جھک آئے کارے
دادر مور پپیہا بولے — بنا پیا کچھ موہے نہ بھائے

ایضاً

بنا پیا جیا کس سمجھاؤن — پیا ملے تو مین بل بل جاؤن
دادر مور پپیہا پیو پیو کرے — کویل کوک کسن ہوک اوٹھے
یہ دکھ کاسے کہون مین سجنی — پنکھ نہین کس پیا تک جاؤن

ایضاً

کیسی بدریا کالی چھائی — پیا نہین برکھا رت آئی
جھنگر مور چنگھار پکارے — گل نہ پڑے موہے برہا کے مارے
پاپی پپیہے نے آن جگائی

ہمرے پیا پردیس بلم رہے — ات بدرا ون رین گھمنڈ رہے

نا لکھی پاتی نہ کھبر پٹھائی

نت نت برسے ڈھونڈری بدروا — سوجھت ناہین موہے ڈگروا

ویت جھکور پون پوروائی

ایضاً

گھن گرج گنگن چھائے — دامنی دمک ڈرپائے

ایک تو اکیلی برہا ستائے — دوسجے پیا نہین آئے

کاسے کہون کت جاؤن سکھی ری — نیسن نیر بہائے

چونک چونک موہ کل نہ پرت ہی — جوبنا مدن جگائے

اوت ہین کنت بدیس ہین سجنی — ات بدرا جھرلائے

ایضاً

سکھی کاری بدریا گھر آئی — پون چلت پوروائی +

امواکی ڈال پپیہا بولے	کویل سبد سنائے
گرج گرج برست ہی مورے آنگن	بجلی چمک من بھائے

دادرا ہاے

ایضاً

بھلا نندی تو بیرن ہماری بھئی	سنیان ہمری برائی کہی
نہ ہم نکسے اپنے مندر سے	نہ کوئی رسیا کے سیجون رہی
لاکھہ کہی پیا ایک نہ مانی	اسی جھگڑے مین ساری یہ رین گئی
کر موری پکڑی کلائی موری مسکی	لوگون مین مری یہ لاج گئی ۔
جاؤرے جاؤ پیا ہم سے نہ بولو	اوسی دوتی کی باتین یہ ہووین سہی
چھیلا مت کرو ہم سے رار	بغیا مین جانے دو
کوئی چلے ڈولی کوئی چلے بہالی کوئی چلے باندھے قطار	بیلا بھی پھولا چنبیلی بھی پھولی روشین مین گلزار

سنیان سے کہیو مورے دیوار سے کہیو جوبنا پہ ہے او بہار

ایضاً

گوری ٹھاری جھروکہ بیچ
من لی نینن کھینچ

سب سکھیان ہین سنگ سہیلی
نیھر کا بروا سیج

جھانکی تاکی بھر بھر انکھیان
دیکھی اونچ اور نیچ

سنگ سہیلی پھرین نویلی
کھیلین انکھیان میچ

بھر پچکاری موہنہ پر ماری
رنگ کی ہو رہی کیچ

ایضاً

ندیا پہ جانے دے ذرا سن لے او بانکے یار
ساس موری دوتی ننند موری بیرن جھانکی ہو رہی ہے یار

سنگ کی سکھی سب بن بن آئین چلنے کو طیار
مالن لائی بدھی بہن لائی گجرا بھاوج لائی ہار

کوئی لائی چندن کوئی لائی چوبا سو تن کو ہو بار

ایضاً

حکم ناپار جانے کا

اوگھٹ گھاٹ پاٹ ات چوڑو ۔ نیّا نہین ہی لگانے کا
نہ بردبان چپل نابلی ۔ گھاٹ نہین واکے آنے کا
ہٹ موہن ہٹ کو نہین مانے ۔ جھوٹا سارے زمانے کا
گھاٹ گھاٹ پر تنبو تنے ہین ۔ شور مچا ہی نہانے کا

دیگر

جوبن پر کوئی نوکر راکھو

سانولی صورت واکی رس بھری مورت ۔ چھیلا ہی بانکو بانکو ÷
ساس موری سووے نند موری جاگے ۔ بھور بھئے سنیان بھاگو
سندر ناری چھیل چھبیلی ۔ اسکو کھڑے کہین تاکو

اپنے رے اپنے مندر مین گوری ۔ او جھک جھروکہ جھانکو ۝

دیگر ایضاً

بڑی اوٹھی کلجوا مین ہیسر ۔ درو کا نبوا لادے رے

گوری بلیو کامنی ری رس کا گجرا دے ۔ اوڑ ور انچلا پرت بھوجن پر چنیا پروپے کھائے

اپنے رے اپنے مندر نکسین ہل مل جھول جائین ۔ ریشم ڈوری گانٹھ گٹھیلی جھک جھک جھوکا دے

اودھ مدھائی باولی ری پیا گلے ڈال بانہین ۔ ہاتھ جوڑ منتی کرے وہ بھر بھر مدھوا دے

ترپت ہون برہا کے مارے سینو چتر سجان ۔ کوئی رسیا سا بید بلا کے دارو مجھے پلا دے

لاؤنی ہائے

چھین چھبیلے بانکے مین نینا متوارے دو ابھرے ہوے ۔ ٹھاڑی جمنا ٹٹ کے کانا کر بیچ بنسی دھرے ہوے

بھوون مین کمان بان وہ اکی لوچن ہیا بیچ میرے چبھے ہوے ۔ او رے پیا پٹ کے موہن البیلے وہان کھڑے ہوے

کٹ کنٹھ بھوج بیل بچھہ پر لٹکتا مالے پڑے ہوے ۔ ہیگا وہ نٹ کھٹ کہ جنکے کدمن در کھٹ کھڑے ہوے

مور مکٹ پتیامبر سوہی من بیچ مورے کھبے ہوے
انکی کالی لٹ کہ اونکے کان کنڈل جڑے ہوے

گوال سکھا سنگ بیچ کنجن مین کانا اڑے ہوے
کرتے پکت لٹ پٹ کہ اونسے گوپی ہینگ ڈرے ہوے

روپ نرالے این یون اوٹھ بولے دل پچکانا لیے ہوے
موہے جیا جھٹ پٹ کہ جیسا دو مین وہ کرے ہوے

ایضا

نکلین مسکاتی بھون چلی ہین گوری
کرکے سنگار ساس نند کی چوری

لیے چنگ ہاتھہ مردنگ جھانجھ ڈھپ جوری
گوپی سب کھیلین کرشن کے آگے ہوری

گوپی سب بنکے چلین برج کی اوری
چپ شام سندر کی دیکھہ دوی کر جوری

اوٹھہ دھائی گوال گوپی رنگ مین بوری
لے تھال ہاتھہ بھر عبیر کی ہی جھوری

مدماتی جھومتی چلین بیس کی تھوری
ماتھے پہ بیندی بھال تلک ہی روری

کہین روپ نرالے این چلی جات ہی ہوری
سب سکھین مین سے بچی جات ہی گوری

ایضا

باجت تال مردنگ جھانجھ ری گاوے ہوری دھمار
وہی دیر بین آئین رادکا کرشن ع رنگ ڈارے

مین بیٹھی ہون برگ بھان کے کہتی ہانک پکارے
جسودا کے بالک چھیل چھبیلے نند کی راج دولارے

بھاگن رت اب آون لاگی کوکل ہو رہی بھیر
اور رت گلال لال بھئے بادل رنگ کی ٹپت پھوہارے

مور مکٹ ہیتم پر سوہے سمرن ہاتھہ براجے
کانو نمین کنڈل گلے مین مالا مرلی بین بجارے

ایک بار کہے دیت ہون سن کانا میری بات
کت جا سوت ہماری ہیگی واکے گھر مت جارے

بہت دنن پر پانگن آئے گوال سکھا سب ساتھہ
رنگ چھرکت ہت تالو شامی بھگوا دیو ہمارے

روپ نراین عرض کرت ہین سنو غریب نواز
کوئی چٹکت کوئی مٹکت آوے ہاتھہ مین تھال سنوارے

ایضا

سنیان جاگو کیون نا رے
تڑپت ہون برہا کی ماتی +

جو بنا ہم سے اب نہ تھمت ہی +
دھڑکت ہیگی چھاتی

ایضا

تیکھی چتون پیاری رے نینن سین چلاوت بان
جو دیکھت چھب نک رنگیلی چھوٹ جات سب دھیان

ایضا

نس دن جاگت بیتی رات سینیان نا ہین آئے رے
سب سکھیان سنگ نرت کرت ہین

منی رالکھو بات

ایضا

چھوڑ چھوڑ نہ شام ناگر نٹ دروی ڈگریا گھیری رے
ہون دوبہجن آج ہون نکسی سانس نند کی چوری رے

بات چلت مورا انچلا جو پکڑ و چھین لگریا پھیری رے
روپ تن یون ملتی کرت ہین دیجے آنند اموری رے

بہت اوپر بھئی ہے ہمکو کیا جھگریا پڑی رے

ایضا

مین تو باٹ تکت رہی ہاری
بندرابن کی کنج گلن مین

گوپی سنگ کمین کیل کرت مین
مرلی دھر بنوارے

بن موہن موہے کل نہ پڑت ہی — برہا تھا تن بھاری رے

جب سے دیکھی موہنی مورت — دل بیچ لاگی پیاری رے

روپ رتن یون من مین کھٹ ہین — کیون کرت گردھاری رے

دیگر ایضا

مدہ ماتی نینن واری سے گھات کرے — بھون ہین کمان تیکھی چتون

روپ سروپ بھرے

دی دھن بھاری اٹریان سوہیں سنیان جا بے — سگری رین سنو تن سنگ اولٹے آن لرے

پیت کری چکوی چکوانے ہوت ہن پرے — جیسے جوگ بھوگ تجا سے دھرج من نہ دھرے

گھڑی گھڑی پل چھن کل نہ پڑت ہے نسدن جیارا جھرے

روپ رتن مکھ چندر لجائے — بیندی سیس دھرے

ایضا

بنام بنا موہے کل نہ پرت ہی نہیں چین پڑے | گھڑی گھڑی پل چھن ہاستا نین نیر بھرے

پیا پردیس چھائے رہے بن بن دھیرج من نہ دھرے

ایضاً ہوری

تیری یہی بات نہین بھائی | شام تم بہت کری چترائی
لپٹ جھپٹ چونر موری جھٹکی | انگیا ساری مسکائی
موہے اکیلی جان سکے موہن | گنجا سوت بنائی
باجت تال مردنگ جھانجھ رے | دف مجیرا شہنائی
ہاتھ مین کمکمہ عبیر بھر جوری | رنگ کی ہوری مچائی
اپنے رے اپنے مدر سے نکسین | سب سکھیان بن آئی
روپ نراین سے ایسے کہت ہین | کاہیکو رار بڑھائی

ایضاً

شامی تم ہم سے کرومت بتیان
اب نہ لگاؤ موہے چھتیان

سگری رین موہے ترپت بیتی
سوتن سنگ سے رہے رتیان

بار بار مین تم سے کہت ہون
جانت ہون توری گھتیان

ایسے نذر تم بھی ہو شامی
جاگت ساسس جھنیان

روپ نراین سانچی کہت ہین
نرکھت ہین سب سکھیان

ایضا

شامی ہم سے کرومت بات
موہے ترپ ترپ گئی بیت رات

مورلا بولے کویل کوکے
بدرا اوٹھہ رہے سات

لکھہ لکھہ پتیان بٹھاون لاگے
کبجا کر رہی گھات

اپنی رے اپنے مندر سے نکسین
سب سکھیان بن کے جات

بدرا گرجے جیارا لرجے		بجرے میہا لات
بوندیان پڑت جھلو جھولو		چھتیان رکھو جن ہات

ایضاً ہوری

لگا کے نینوا متوا رے نے موہنہ لئی +

سنیوری موری سنگ کی سہیلی آج جو وہان مین گئی

ٹہارو لنگروا روکت ڈولی باٹ بین ٹہاری رہی

ساس کی چوری نکسی ہون گھر سے گاگر پھوڑ دئی

کمکمہ مارے گلال بھی چھڑکا ہوری یہ کھیلی نئی

بھر بچکاری موہنہ پر ماری ساری مین بھیجگئی

جاؤ پیا تم ہم سے نہ بولو کاگت موری بھئی

سب سکھین مین روپ رتن کی اب یون لاج رہی

چھانڑو پیا تم ہمروا نچپروا کہتی ہون بات ٹھگی

ہوری سہاے

کاہیکو بات بنائی — شیام توسے لاج نہ آئی
ٹھاٹھہ بنا کے سنگ سکھا کے — پھاگن ہوری کھلائی
چویا چندن اور ارگجا — کیسر ماٹ بھرائی
بورد یو سب انگ انگ مین — ہم سنگ دھوم مچائی
چولے چندر سگرے بھجو کے — تا پہ کرت ہوڑ ہٹائی
بار بار مین تمسے کہت ہون — تا ہک رار بڑھائی
جاؤ پیا تم واہی سوتن کے — جا گھر رین گنوائی +
روپ نراین منتی یہ کرین — سنیو کنور کنہائی
بندرابن کی باٹ ملکا کے — سکھین بیچ لجائی

ایضا

سج آئی ہی راج دولاری رادھا پیاری — آج ہوری کھیلو شام مراری
گھر گھر تین سب بن بن نکسین — پھر نول تن ساری
کیسر رنگ سنگ لیے گاگر — کرن کنک پچکاری +
جر جر آئے نند دوارے پی — ٹیرت دی دی تاری
گال لال کر گئے ہوا جگرے — آج ہماری ہی باری + +
پھند پڑو گے جب سکھین کے — بنسی دھر بنواری +
بھول جاؤ گے شام سندر جو — گون کے رکھواری +
لی ہین تنک مین مکٹ لکٹیا — پیت پچھوری تھانری
مرلی چھپائی دینہہ ورگ انجن — لوہم گوپ گماری
روپ رتن یون مان کرت ہین — جوبن کے متواری +

گنجن گنجن ڈھونڈھت ڈولین	کہان سے گئے گردھاری

ایضا

آج پیا سنگ کھیلو ہوری	سب سکھیان ملکے چلوری
پھاگن رت آئی ہی گوری	گاگر رنگ بھروری
تھال گلال ہاتھہ پچکاری	عبیر لیو بھر جھوری
کس بدھ بات بناویگا کانا	یا ہی بچار کروری +
پھگوہ لین ہین شام سندر سے	بانہہ پکر بھرجھوری
کرکے سنگار چلین مدھ ماتی	بن بن بیس کے تھوری
بستر انگ بنا رنگ بھینا	تن سے سوگند ملوری
روپ تن کر لاکھہ جتن یون	چلین برج کی اوری
پکڑ لئے کرکان کنور سے	چھینی پیت پچھوری

تاریخ وغیره

تاریخ ولادت نواب سکندر بیگم صاحبهٔ مغفوره

پیدا شده نواب سکندر بیگم — محمودهٔ دارین و سعیدهٔ دنیا

شیرین پی تاریخ ولادت احسن — با طالع خورشید رقم کرد بجا

۱۲۳۳

تاریخ شادی کدخدائی محمد حیة الصمد

کدخدا شد سکندر بهوپال — با هزاران مسرت و بهجت

همره آفتاب دولت و جاه — آنکه نواب آسمان حشمت

از جهانگیر و هم محمد خان — نام والاش یافته زینت

گفت شیرین برای تاریخش

اقتران دو کوکب دولت

۱۲۵۰

تاریخ مختاری ریاست

وہ سکندر رئیس خوش کردار — مصدر جاہ و جود و فیض و وقار

کارکن شد بکشور بھوپال — اینکہ از حکم انگلشی سرکار

جست شیرین چو سال تاریخش — ہاتفی زد ندا زہے مختار ۱۲۶۳

تاریخ مدرسہ سیہور

مدرسہ سیہور میں جس دم بنا — خوشنما و بیمثال و دلپذیر

واسطے تعمیر کی تاریخ کے — لکھو شیرین ہی بنا بے نظیر ۱۲۵

تاریخ بنای موتی مسجد

چون سکندر بہر بیت کبریا — کرد آغاز بنای دلپذیر

از پی تاریخ آغاز بنا

گفت شیرین سجدہ گاہ بی نظیر ۱۲۷۰

تاریخ صدر نشینی

باغ و بہارِ جاہ و مناصب	نقش و نگارِ مسند ثروت
نام سکندر بیگم باشد	جملہ خرد ہم جملہ فراست
کرد جلوس از فضلِ الٰہ	بر صدر اقبال و امارت
گفت خرد تاریخ جلوسش	باد صدیر صدر ریاست ۱۲۷۶

تاریخِ مدرسہ وکٹوریہ

نوابِ سکندر زمانہ	وکٹوریہ مدرسہ طرح داد
تاریخ بناش گفت شیرین	عالی تعمیر دلنشین باد ۱۲۸۲

تاریخ وفاتِ ممدوحۃ الصدر

سکندر چون ز دنیا رفت سوی جنت الماویٰ	بر آمد از زبانِ ہر کہ و مہ حسرت و دردا
بصد آہ و غم و رنج و الم من نیز ای شیرین	بتاریخش رقم کردم دریغا ہای وی ویلا ۱۲۸۵

دیگر تاریخ مسند نشینی نواب دولہ نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان صاحب بہادر شمشیر جنگ

ہوئے نواب دولہ لطفِ حق سے	مسندِ اقبال بھوپال
قلم کرکے سرِ اعدا کو شیریں	لکھو تاریخ تم خورشید اقبال ۱۲۵۴

تاریخ وفات نواب ممدوح

واے نواب دولہ عالیجاہ	رونق و آب و رنگ کشورِ ہند
حیف صد حیف در زمین آمد	واے صد واے ہائے فخرِ ہند
گفت شیریں برای تاریخش	با ہزاران الم کہ اخترِ ہند ۱۲۶۰

دیگر تاریخ وفات نواب امراؤ دولہ نظیر الدولہ باقی محمد خان بہادر

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَہَا ۱۲۴۴

تاریخہای مسند نشینی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ وجشن و تولد سلطان جہان بیگم صاحبہ وغیرہ

شد تولد باحسن الآوان	نورِ چشمِ سعیدۂ دوران

نام سلطان جهان مع بیگم	دختر خوش نصیب نیک حشیم
بهر سال ولادتش شیرین	یعنی اختر جمال نیک ببین ۱۲۷۵

تاریخ تولد سلیمان جهان بیگم صاحبه

شد تولد چو نور دیدهٔ من	نور حشمت ز جبهه اش روشن
ز سلیمان جهان و از بیگم	در همه خلق نامور کردم
بهر تاریخ آن همایون فال	گفت شیرین که غرهٔ آمال ۱۲۷۷

تاریخ وفات سلیمان جهان بیگم صاحبه

افسوس سلیمان جهان وای صد افسوس	از عالم فانی سوی جنت شده راهی
شیرین پی تاریخ بصد رنج و الم گفت	بادا محلت گلشن فردوس الهی ۱۲۸۲

تاریخ صدر نشینی خود

شاه جهان سال جلوس خودش	وارثهٔ کشور بهوپال گفت ۱۲۸۵

تاریخ نکاح ثانی خود

کردم از حکم خدا ثانی نکاح خویش را — از میان صدیق حسن خان سعادت اقتران

بشنو از شیرین لب شاه جهان بیگم چنین — اقتران آفتاب و ماه شد تاریخ آن
١٢٨٨

تاریخ جشن نشرهٔ نواب سلطان جهان بیگم صاحبه

درین آوان عشرت بخش دوران — مسرت بر مسرت شد نمایان

ز فیض خرمی و عیش و عشرت — هوا گردید از دل رنج و کلفت

بهر جا شادمانی جلوه فرما — نظر محو تماشا در تماشا

دلیلش آنکه سلطان جهان را — بود تقریب جشن نشره برپا

ز یکسو تهنیت گویان تحسین — ز دیگر سو صدای آمین آمین

بدل آمدی این جشن والا — نمایم رنگ تاریخی مهیا

نوشتم مصرعهٔ شیرین ز خامه — مبارکباد کیف جشن نشره

تاریخ طبع دیوان و ترتیب آن

چو گردید ترتیب دیوان من ‌‌ ‌ هم از طبع گشته قبول قلوب
پی سال تاریخ ترتیب و طبع ‌ ‌ ‌ چو شیرین نوشتم بسے خوب خوب
۱۲۸۸

تاریخ ترتیب دیوان از شاه میر خان بسمل ملازم و بکاری گار

یه جو دیوان لکھا ہی شیرین نے ‌ ‌ ‌ دُرج گوہر ہی ایک سر بستہ
بہر تاریخ تو بھی لکھ بسمل ‌ ‌ ‌ سخن پاک کا ہی گلدستہ
۱۲۸۸

خاتمة الطبع مع تاریخ

الحمد لله علی احسانه اس آوان فرخی اقتران مین دیوان رنگین مصنفۂ نواب شاه جہان بیگم صاحبۂ عالیه اریکه آرای ریاست بھوپال متخلصه بشیرین بسعی وافر امیدوار رحمت خدای قادر محمد عبد الرحمن شاکر مطبع نظامی واقع کانپور منقش و نگار دلکش ماه ذیقعده ۱۲۸۸ ہجری مین طبع ہوا

بحسن مضامین عالیہ و مطالب شوقیہ و حالیہ مقبول دل و مطبوع طبع ہوا

قطعات تاریخ

چو مطبوع دیوان شیرین شدہ / بحسن بہار و برنگ چمن

بگل کردن سال طبعش چو قند / دلم گفت شاکر چہ شیرین سخن

١٢٨٨

ایضاً

کلام شاہ جہان رئیسۂ بھوپال / نفیس و دلکش و زیبا و بی بہا آمد

زجان جان پی یعقوب طبع ای شاکر / کلام یوسف مصر سخن ندا آمد

١٢٨٨

تقریظ چکیدۂ خامۂ موجد نگین بیانی محمد عبد الباسط سہسوانی

حمد اوس حمید محمود کو کہ جسنے انسان کو بحسن کلام محمود کیا + اور نعت اوس منعوت کو کہ جسنے ہمکو بسعادت ہدایت مسعود کیا + اما بعد بانیاز محمد عبد الباسط فقرۂ چند قلمبند کرتا ہی + شائقین شعر و سخن کو بنگارش گزارش خرسند کرتا ہی اس ایام خجستگی فرجام مین کلام شیرین کہ کمال شیرین ہی + اول سے آخر تک

دیباچہ بہارین ہی + بکمال آرایش وتمام زیب نمایش بحسن سعی
محمد عبدالرحمن خان صاحب شاکر مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا +
چشم بد دور مرآت حسن نما آینہ خانۂ مطبع سے مجلّی و مزین ہو کر روبرو مرزا ن معنی
جلوہ فرما ہوا + اگر اسکی رونمائی مین نقد دل دیجیے تو بجا ہی + مروارید
حروف آبدار پر گوہر جان نثار کیجیے تو زیبا ہی + الفاظ رنگین سے رنگینی
چمکتی ہی + معانی شیرین سے شیرینی ٹپکتی ہی + بول چال کا نیا رنگ +
چھیڑ چھاڑ نوک جھونک کا جداگانہ ڈھنگ + مصرعہ مصرعہ دلفریب آمادۂ جلوہ گری ہی
صفحۂ کاغذ پر ہر بیت کا یہ عالم کہ گویا تخت سیمین پر پر کھولے ہوے
آمادۂ پرواز نازپری ہی + بندش الفاظ نفیس و چست + محاورہ و زمرہ
سلیس و درست + تمام کلام دردآمیز شوق انگیز + عاشقان پر سوز و گداز کا
دلاویز + کلام الملوک ملوک الکلام کا قول اسی کلام پر مخبر صادق ہی +

عیان را چہ بیان مشک خود بوید نہ کہ عطار گوید مطالعۂ دیوان ہمارے دعوی کی دلیل واثق و برہان ناطق ہی اسکا ایک ایک شعر معانی رنگارنگ کا خزینہ ہی ساری صورت مدعا برای العین دیکھ لو ہر لفظ آئینہ ہی الفاظ آبدار سے معانی تابدار ایسے جلوہ کنان کہ گویا نور شمع شیشے کی فانوس سے عیان

نظم

عجب دیوان ہی روشن خانۂ حسن
نہ کیون مشتاق ہون پروانۂ حسن
لطافت کوٹ کر اسمین بھری ہی
ہر اک بیت اسکی گویا اک پری ہی
وہ ہین الفاظ رنگین بسکہ شیرین
معانی جسکے خود سرگرم تحسین
زبان ہووے جو صرف صفت اعنی
بنے وہ ماہیِ دریای معنی
صفت جتنی کرون اسکی وہ کم ہی
مجھے اقبال کے سر کی قسم ہی

قطعۂ تاریخ

ہو شک از رنگ چین ہی مطبع کہ نام جسکا نظامی
وہ مثل مہر فلک ہی روشن جہان مین با صد رونق نگاہ مین

بحسن و خوبی و لطف و زینت چھپا ہی و اسمین بہار آیا
جناب شاہ جہان کا دیوان کہ جیسے سطح فلک پہ پروین

جو سوچی تاریخ طبع مین نے سنو یہ ہاتف پکار اوسدم
کہا یہ دل نے ولا پڑھا کر الم گھٹا کر کلام شیرین کمال شیرین

۱۳۲۲
۱۳۵۹
۷۱ منہائی
۱۲۸۸

ایضاً

سر جہالت بریدہ فوراً برای تاریخ طبع دیوان
نوشت بلسطچہ خامہ من زبان شیرین کمال شیرین
۱۲۸۸

قطعۂ تاریخ از محمد یعقوب صاحب یعقوب

چو گشت طبع کلام نفیس شاہ جہان
پر از مطالب دلچسپ و معنیِ رنگین

بسال طبع رقم کرد خامۂ یعقوب
کلام شاہ جہان ہان قبول بس شیرین
۱۲۸۸

قطعۂ تاریخ از محمد عبد الغنی متخلص بغنی

چہ طبع گردیدہ این کلام شیرین کمال شیرین
عجیب دلکش کمال زیبا پسند دلہا سرور افزا

برای تاریخ طبع دیوان سن مسیحی غنی نوشتم
کلام شیرین کمال شیرین عجیب دلکش کمال زیبا
۱۸۷۲ع

قطعۂ تاریخ از منشی گوبند پرشاد فضا

ہین شاہجہان بیگم والا رتبت
گرتی ہین تخلص وہ زباندان شیرین

دیوان چھپا اونکا فضا لکھہ تاریخ
شکّر سے زیادہ ہی یہ دیوان شیرین
۱۲۸۸ھ

قطعۂ تاریخ از زائن بخش راقم

ہوا شیرین کا جو دیوان مطبوع
با ہمہ نقش و نگارِ رنگین

بہرِ تاریخ رقم کر راقم
واہ وا خوب کلامِ شیرین
۱۲۸۸ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج منشی فدا علی صاحب متخلص بہ فارغ

لطف و خوبی و حسنِ خط سے فارغ
کیا ہی رنگین چھپا کلامِ شیرین

حلوا بی دو دہی یہ تاریخ لذیذ
کیا ہی شیرین چھپا کلامِ شیرین
۱۲۸۸ھ

وجہ مہر کی خاتمے پر واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی مہر اور دستخط مہتمم کے ثبت کیے گئے فقط

قطعۂ تاریخ ایضاً
از منشی [illegible]
[illegible]
[illegible]
۱۲۸۸ھ

ما شاء الله لا قوة الا بالله

بتوفیق ناظم دیوان ملک سخن پردازی انتظام بخش افکار خادمان بادشاه اقلیم معنی طرازی

دیوان

باهتمام محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور تربیت یافته خدمت سید ناظم محمد مصطفی خان مغفور

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو بیانِ وصفِ نورِ حضرتِ سبحان ہوا
مطلعِ شمس و قمر یان مطلعِ دیوان ہوا

تیرے جلوے سے ہوئی آرائشِ کون و مکان
مہر سے تا ذرہ تیرے نور سے رخشان ہوا

منعکس اسمین ہوا نورِ تجلی ہی ترا
صورتِ آئینہ اوس سے جو رخِ خوبان ہوا

خاکساری جسنے کوچے کی تری کی اختیار
گرچہ تھا ذرہ نمطِ نیرِ تابان ہوا

پڑ گئی تیری نگاہِ قہر اور الطاف کی
رو دیا شبنم نے ڈر سے گل ہر اک خندان ہوا

شان قہاری سے تیری نار دوزخ بنگئی
لطف سے تیرے مرتب روضۂ رضوان ہوا

نالہ اوسکا نغمۂ گل سے ہوا دلچسپ تر
جو کوئی گلشن کا تیرے بلبل نالان ہوا

سرکشی کی جسنے تیرے حکم سے ناری ہوا
جنتی ہی وہ جو تیرا تابعِ فرمان ہوا

کسطرح دولہ نہ تو ہووے جہانگیر ایکبار
حال پر تیرے جو فضلِ ایزدِ منان ہوا

کیا وصف لکھون فخرِ عرب شاہِ عجم کا
مقبول خدا کا ہی وہ شافع ہی امم کا

دستورِ عمل ہی ترے اخلاق کا قرآن
کشاف بیان ہی ترے اسرار قدم کا

وہ عدل زمانے مین ہوا آپکے ظاہر
جو گرگ نگہبان ہی غزالانِ حرم کا

جس جا پہ وہ ہو عرش سے وہ جا ہی مقابل
وہ رتبۂ عالی ہی ترے نقش قدم کا

تھے جتنے رسل انجمِ افلاکِ ہدایت
مخفی ہوی جب شمس ترے نور کا چمکا

کھلتا ہی وساطت سے تری سر الٰہی
جلوہ ہی تری ذات مین اسرار قدم کا

ہمسر ہی علم گر علَمِ کاہکشان سے
تو مہر ہی پرچم ترے لشکر کے علم کا

کوچے کی ہوا سے ترے جو ہی تر و تازہ
جنت کا نہ طالب ہی نہ وہ باغِ ارم کا

دولہ ابھی بینا ہو تری چشمِ ارادت
گر کحلِ جواہر سے ملے اوس خاکِ قدم کا

ہی جلوہ ہر بگولے مین جو یون طاؤسِ قصبانکا
ہی مٹی دا غداروں کی غبارِ اپنے بیابان کا

مہیب اس مرتبہ ہی ہر شرریان داغ سوزانکا
کہ جسکی ڈر سے زہرہ آب ہی مہرِ درخشان کا

ہی محوِ وحشی مین باقی وحشتِ مرغ بعد مردن بھی
کہ اپنی خاک سرمہ بنتی ہی چشمِ غزالان کا

چلی جاتی ہی مخلوق اوسطرف بیختیار آکر
الٰہی مرکزِ عالم مگر کوچہ ہی جانان کا

فضای لامکان مین کیون نہ چرخ اوڑتا پھرے سو سو
دھوان اوس مین گھٹا عشاق کی ہی آہ سوزانکا

خیالِ مصحفِ رخسارِ پر نور اپنے ہی دل مین
کہ ہی تاریک تربت مین چمکتا نورِ ایمان کا

گمان ہی خالِ رخ درِ گوش پیشانی عارض پر
سُہا کا مشتری کا مہر کا ماہِ درخشان کا

غزل ایک وہی انداز کی دولہ سنا پڑھکر
کہ جسپر مورد تحسین ہو تو ہر اک سخندان کا

عبث ہی ساتھ پھرنا غیر کے اوس شاہ خوبان کا
گدا کا ہرزہ گردی ہی ہنر اور عیب سلطان کا

مساوی ہونگا لطف شہ اپنی رعیت پر
برابر مہر تابان سکے ہی ہر ذرہ بیابان کا

قمر کیطرح کب منت کش خورشید انجم ہین
نہین لیتے ہین عالی طبع سر پر بار احسان کا

رعایت اونکی لازم ہی ہوتے ہین عہد و پیمان جو
خلاف وعدہ فرمانا نہین ہی کام انسان کا

رہیگا علم کی نعمت سے گر محروم دنیا مین
نہین انسان وہ ہی ہم رتبہ کہیے اوسکو حیوان کا

نکیون وہ شاہ خوبان تمکنت کیجے کام فرمائے
سبک وضعی سے گھٹ جاتا ہی اکثر رعب شاہان کا

نکیونکر بیمروت ہو خراب آباد تن اپنا
ہوا ہی صرف ہمت عشق مین انیس دل و جانکا

اگر مشغول سلطان ہووے اپنے عیش و عشرت مین
خبر گیران بھلا پھر کون ہووے ملک ویران کا

اگر منظور ہووے دین و دنیا کی جہانگیری
تو دستہ اہل دولہ تو کرو دستو جہانبان کا

نظر سے ہی جو مخفی آفتاب اوس روئے انور کا
تو شام ہجر مین پیدا ہی فتنہ صبح محشر کا

مرے سر کے تلے سے نزع مین زانو نہ تو سرکا
ہی تکیہ زندگی کا جان تیہ تکیہ مرے سر کا

چھٹا بعد از فنا کوچہ مری مٹی سے دلبر کا
کرون اب دیدۂ تر کا گلہ یا بادِ صرصر کا

حباب بحر عنبر کا ہی نقشہ دیدۂ تر کا
رکھا ہو ناف آنکھون پر جو اوس لعل معنبر کا

جنون مین مست پا دونون مرے ہین شکل فوارہ
کرون شکوہ مین نوکِ خار کا یا نوکِ نشتر کا

سمجھتا ہون مین دزدیدہ نگہ لڑتی ہی غیرون سے
کہ مین بھی دیکھنے والا ہون چشم بند پردر کا

تری میلی کچیلی سر کی ٹوپی گر میسر ہو
نہین اسمین سرِ مو فرق ہو افسر کے سر کا

پریرویونکی تصویرین نہان ہین پیش نظرون مین
ہی فانوس خیالی کا سا نقشہ سر کے چکر کا

عصا مژگان کا لیکر ہاتھ مین تا چشم آتا ہی
بیان کیا ضعف ہو اپنے دل بیمار و مضطر کا

تپش سے آہ سوزانکی مرے دریا ہوا آتش
پر سرخاب پردھوکا ہوا بال سمندر کا

جو وحشی کیطرح جیتا پھرے ہی ہر جگہ بنکے
مگر ہی گھر یا دیوانہ تیرے خط خضر کا

ترے منہ دیکھنے کے آئینہ کو دیکھ پایا ہی | نہیں ہووے اتنا تھرتھرانا باد صرصر کا

ابھی خاموش مت ہو پڑھ غزل اک اور بھی ولہ
کہ باقی اور بھی مضمون ابھی ہی غم کے دفتر کا

اوسے صدمہ کہاں ہی آفتاب روز محشر کا | کہ زیر عرش مسکن ہی امیر عدل گستر کا
قمر کھوتا نہیں ہرگز پریشانی کواکب کی | نہ ہووے اہل آرش سے ہرگز ضبط لشکر کا
کیا ہی تجربہ یہ مار اور طاؤس کی صورت | وہ ہی مقبول عالم جو کہ ہی دشمن ستمگر کا
سکونت مفسدوں کی رخنہ انداز قلمرو ہی | فساد خون سے رخنہ ہووے رگ میں نوک نشتر کا
نہیں ہی حادثات دہر صدمہ اوسے ہرگز | خدا حافظ نگہبان ہی امیر خلق پرور کا
کہاں مخلوق کو فائدہ شاہ خود آرا سے | کرے کب حلق میں پیاسوں کے قطرہ گوہر کا
ق گھٹانا نور انجم کا بڑھانا رونق ذرہ | پسند آیا یہ دستور العمل خورشید انور کا
یہ نکلا اوس سے کیجے پرورش سب خاکساروں کی | نہ باقی رکھیے ہرگز ایک سرکش ہفت کشور کا

جہانگیری لیگی دین و دنیا کی اوسے دولہ
دل و جان سے ہو تابع جو قانون پیمبر کا

غیر کے گھر کبھی تو جا کے نہ سویا ہوتا
جا بجا سے ترا مسکا نہ دوپٹا ہوتا

میں اسیری میں تہِ دام جو تڑپا ہوتا
دستِ صیاد کا پران وہیں توتا ہوتا

نیم جان خون میں کیون صید تڑپتا ہوتا
قتل کرنیکا جو قاتل کو سلیقا ہوتا

گدگدایا جو وہان غیر کو یان دل تڑپا
اس دبی آگ کو تمنے نہ کریدا ہوتا

کیون وہ پھر جاتا مجھے دیکھکے سوتا شب کو
بخت خوابیدہ مرا کاشکے چونکا ہوتا

عکس سرخی بدن سے وہیں ہو جاتے لعل
ہار گوہر کا اگر یار نے پہنا ہوتا

روشنی اور ہی اور نور بصارت ہی کچھ اور
ورنہ خورشید بھی اک دیدۂ بینا ہوتا

پاس اوس شوخ کے سب اوسکے ہوادار دنی
کاش قاصد کی عوض مجھکو ہی بھیجا ہوتا

خلد میں کہتے ہیں ہیں طالب صہبا ہی جناب
جام کوثر کی عوض ساغر صہبا ہوتا

خشک رہتے ہو مرے دیدۂ تر بہتر تھا
ایک پل شدت گریہ سے نہیں فرصت ہی
تیرا دیوان بھی فرہنگ جہانگیری ہی

خوف رسوائی سے دق یار نہ آشنا ہوتا
ورنہ رنگینی کا رقم یاسمنے مجلکا ہوتا
کشف مغلق مین ہی تجھسا کوئی پیدا ہوتا

حل اشکال مین دولہ تو ہی سرِ دفتر خلق
کیونکہ اس فن کا ترے سر پہ نہ سہرا ہوتا

بوسہ جو لیا خواب مین اک غنچہ دہن کا
جسطرح گل تازہ کھلی باغ ارم مین
گاتی ہی دوپٹہ کی بندھی بال پریشان
جون غنچہ ہی ہر لحظہ اوسے اور ترستے
نبکہ وہ بگولا سا پھرے لاکھ طرح پر
ہی چادر مہتاب بھی پھولونکی سی چادر

داغون مین ہی عالم مرے گلہای چمن کا
اب بھی تو یہ عالم ہی مرے داغ کہن کا
دل کیون نہو مفتون ترے بیساختہ پن کا
جوبن ہی بلا جوش پہ اوس شک چمن کا
ملنے کا نہیں قیس کو رستہ مرے بن کا
ہی رنگ جو آنکھون مین ترے گل سے بدن کا

مو باف تری کاکل شکین کا جو ہی سرخ
چھوٹی ہوئی مہندی جو ترے پاؤنکی ہاتھ آئی

دل خون نہ کیون شک سے ہو مشک ختن کا
ہوتا ہی تدارک ابھی یان دلکی جلن کا

قطعہ

وعدہ تو مقرر یہ مرا تجھسے ہوا تھا
معذور ہون گر بھولے سے ہو وعدہ خلافی
آلودہ خون ہی خلش خار کیصورت

خنجر ترے نہ عاشق ہون کسی غنچہ دہن کا
ہون دیکھنے والا مین تجھی وعدہ شکن کا
ہر آبلہ مین رنگ ہی گلہای چمن کا

نکہت نہ جہانگیر ہو دولہ تری کیون کر
ہی تجھمین رچا رنگ عروسان چمن کا

یان ہجر مین محشر دل مائل سنے دکھایا
مجنون کا اوٹھا پردۂ ہستی دھر اور آہ
ہم رو بہ بر دیکھہ اپنی اس آغوش تہی کو

کانون سے جو سنتے تھے سو سدل اسنے دکھایا
انجیل نہ اوسے صاحب محمل سنے دکھایا
گرد اپنے جو ہالہ مہ کامل سنے دکھایا

سرگشتہ ہوئے ہم نہ کھلا زلف کا عقدہ
کیا پیچ اب اس عقدۂ مشکل نے دکھایا

تجھ کو ہوا زخم جگر سے مرض سل
جب زخم جگر آپ کے بسمل نے دکھایا

جون ریگ رواں بادیہ پیمائی ہے تا عمر
منہ ہمکو نہ آسایش منزل نے دکھایا

کب اہل سخاوت سے ہو تقدیر کے بن فیض
ہم سمجھے لب خشک جو سائل نے دکھایا

گھونگھٹ سے عیاں صاف ہوا وس یار کا جلوہ
عینک کا مزہ پردۂ حائل نے دکھایا

اوس زلف کی تاثیر سے آنسو ہیں سیہ پوش
ساماں الم اشک کی محفل نے دکھایا

دولہ یہ غزل ہمنے سنائی تو خجل ہو
دیوان نہ پھر عاقل و غافل نے دکھایا

احوال جگر سوز جو اس دل نے دکھایا
غنچوں کو نہ منہ اپنا عنادل نے دکھایا

داغ اوس رخ پر نور کا جب دل نے دکھایا
پھر نور نہ اپنا مہ کامل نے دکھایا

ہے تیغ تری جادۂ میدان شہادت
رستہ یہ مجھے مرشد کامل نے دکھایا

افسانہ سمجھکر وہ اوسے سنکے ہی سوتا
آرام اسے شور سلاسل نے دکھایا

ق

کہتا تھا یہی قیس مری راہ فنا آج
کھوئی ہوئی غم لیلی غافل نے دکھایا

آنا جو تھا یان تو مجھے کہہ دیا ہوتا
رستہ مجھے کیون جب صبا محمل نے دکھایا

گرداب اجل زخم جگر سبکے ہی نزدیک
یہ آب بقا خنجر قاتل نے دکھایا

اب زخم جگر چشمہ ہی اک آب بقا کا
لو زیست کا سامان مرض سل نے دکھایا

کل تمنے جو گھر کا تھا تو غیرت کے سبب سے
منہ اپنا نہ پھر عاشق بیدل نے دکھایا

اوس گل کی جو فرقت مین سنا ولولہ کا نالہ
غنچون کو نہ منہ اپنا عنادل نے دکھایا

ہی طرفہ شب وہ شائق جام شراب تھا
گردش عیٔ جسکی چشم کی عالم خراب تھا

رونے سے میرے ہوتا نہ طوفان کیون بپا
ہر قطرہ اشک کا مرے رشک سحاب کا

تھا تذکرہ ترے عرق مشکبو کا رات
شرمندگی سے پانی سے پتلا گلاب تھا

نامِ خدا ہین وہ دُرِ دندانِ آبدار | گوہر صدف مین جنکی ندامت سے آب تھا

تیزی سے جو نشانِ قدم تک نہین عیان | توسن ہماری عمر کا صرصر شتاب تھا

تحقیق جب کیا تو تھا کچہ سوای وہم | بحرِ جہان بہی واقعی گویا حباب تھا

شانہ کیا جو غیر نے وان زلف یار مین | سنبل کیطرح دلکو یہان پیچ و تاب تھا

جون خار دلمین تھی مژۂ یار کی خلش | فرقت مین اوسکی سانس بہی لینا عذاب تھا

وہ یار جانتا ہے مری پاکدامنی | آئینے پر کھلا مرا عیب و صواب تھا

اوسکا خیال جو دلِ حیران مین تھا مرے | آئینہ نورِ عکس سے یان فیضیاب تھا

یون وصل مین وہ کرنے لگے عذر ہجر کا | شکوہ نہین ہے دہر کا اک انقلاب تھا

فرصت ندی حیا نے ملنے کی آپ سے | مجبور تھے ہم اسکا بہت کچہ حجاب تھا

ہوئیگا حشر میرا شہیدون مین یان جون | مقتولِ الفتِ خلفِ بوتراب تھا

دولہ غزل سناؤ اسیطرح ایک اور | شائق تمہارے شعر کا ہر شیخ و شاب تھا

جلوہ نما جو بام پہ وہ بے حجاب تھا — نظروں مین آج مثل سہا آفتاب تھا

شب کو جوان تھے صبح مبدل شباب تھا — سمجھے سواد مو کو کہ رنگ خضاب تھا

خیرہ تھی چشم اپنی ہی وہ بے حجاب تھا — افراط نور یار کے رخ کا نقاب تھا

کیا روز وصل حاجت خوشبوی و عطر تھی — ہمکو پسینا یار کا عطر گلاب تھا

حسن ملیح نے نمکین کر دیا مجھے — سوز فراق یار سے دل جو کباب تھا

دامن مین تھی بہار گلستان ہجران — آنکھون سے ہجر مین جو روان خون ناب تھا

اوڑتے جو آج آئے پر مرغ نامہ بر — پاس اوسکے کیا یہی مرے خط کا جواب تھا

تھی چاندنی ہے بڑھکے ترے گھر کی چاندنی — پاپوش کا ستارہ تری ماہتاب تھا

اب تیرے رخ کے آگے برص کا سا داغ ہے — کہتے ہین لوگ آگے یہی آفتاب تھا

پرتو فگن جو بحر مین تھا عکس شمع ساق — روشن بسان قمقمہ ہر اک حباب تھا

عاشق سمجھکے مارا جو مقیشی تو نے گیند — اے ماہ حق مین غیر کے تیر شہاب تھا

دلکو جو میرے توڑ دیا ہی یہ جام تھا
نزدیک یار یہ ورق انتخاب تھا

غائب ہوا نہ دیدۂ عالم سے ایک پل
حیرت فزای خلق مرا اضطراب تھا

غصے کو پیکے رہ گئے تم کیا سبب ہوا
شب میرے حال پر جو وفور عتاب تھا

گن گن کر گالیاں مجھے دیتے جو لاکھ بار
کرتا شمار ایک جو مین کیا حساب تھا

مخدوم ہونگا خلد مین غلمان وحور کا
مین خادم جناب رسالت مآب تھا

دولہ غزل اک اور بہ تبدیل بحر کہہ
اسکا ہر ایک شعر تو جام شراب تھا

غرق اوسکی چاہ مین اپنا دل بیتاب تھا
حلقۂ چاہ ذقن بھی حلقۂ گرداب تھا

جو سمایا دل مین شب وہ غیرت مہتاب تھا
داغ روشن سی بدن پر خلعت کمخواب تھا

اجنبی نا واقف و بیگانہ اب لکھتے ہین وہ
محرم راز دلی آگے مرا القاب تھا

بال وہ ہو کر جبکہ جھاڑا اونسے اپنی زلف کو
جو اوڑا قطرہ وہان سے گوہر نایاب تھا

قطرهٔ اشک آنکھہ سی گر کر ملا مٹی مین آہ
تھی جگہ آنکھون مین جب تک گوہر نایاب تھا

رکھتے ہی زخم جگر مثل کتان تھے چاک چاک
مرہم زنگار گویا پنبۂ مہتاب تھا

گہ نظر تھی میری مہ پر گاہ روی یار پر
جسنے رکھا سر مری زانو پہ محو خواب تھا

پارہ پارہ ہوکے آہ آتشین سے اڑ گیا
کاسۂ چرخ برین کیا کاسۂ سیماب تھا

غارت ابلیس جنس بیگنا ہی ہوگئی
گو رہین آنکھین کھلین دنیا مین محو خواب تھا

خالی ہاتہ آیا ہون منزل مین الہی کیا کرون
لٹ گیا رستی مین میرے ساتہ جو اسباب تھا

روشنی مین شمع سے لپٹے دوپٹے مین رہے
بی تکلف ہونی کو کیا کیا یہ دل بیتاب تھا

وای محرومی کہ تیرے اور اوسکے درمیان
بیحجابی مین حجاب چادر مہتاب تھا

اب بدلکر قافیہ ایک اور بھی پڑھیے غزل
بسکہ مدت سی یہی دولہ تمہارا داب تھا

جلوہ آرا باغ مین وہ غیرت شمشاد تھا
جون بگولا رشک سے جو سرو تھا برباد تھا

اوسکے خنجر سے ہمارے ہو گئی مٹی عزیز
ہوں مفید خلق میں جو کشتۂ فولاد تھا

حلقۂ چشم غزالاں حلقہ ہای دام تھے
قیس وحشی کے لیے صحرا بھی اک صیاد تھا

یار و گل کب ہاتہ آتے دیکھنا ممکن نہ تھا
باغ حسن یار گویا جنت شداد تھا

اوسنے مار خلق کو اور کچھ مسیحائی نہ کی
قالب عیسی مریم مین دل جلاد تھا

میرے خون گرم کے لگتے ہی بالکل تھا تھی
پیشتر تا گردن آب خنجر جلاد تھا

زلف کے سودے مین تھا دیوان سودا کا سبق
عشق خط مین آ گئے طوطی نامہ فر فریاد تھا

دیکھکر جالی کی ٹوپی اوسکی مرغ دل پھنسا
کیون نہ پھنستا سر پہ کھولے دام جو صیاد تھا

قتل کرنا عاشقون کا اک قدیمی رسم ہے
چھوڑ جانا نیمجان یہ آپکا ایجاد تھا

ملگجے کپڑے کھلی چوٹی چھپتی لب کی مسی
تیرا وہ انداز بگڑا کیا بلا بیداد تھا

دیکھکر چین جبین یانی ذبھی چین بان لی
صورت تصویر حیران مو بمو بہزاد تھا

تارا آہن سے سیاہ ہر اک وہان زخم کو
انکے وارستے سے خوف نالہ و فریاد تھا

نغمۂ شادی کوئی سمجھا کوئی صوت بکا — مثل نے لب پر میرے اک نعرۂ فریاد تھا

قطعہ

کچھ نہ عالم پر کھلا ہرگز مرا رنج و سرور — یہ نہ سمجھا کوئی مجھکو شاد یا ناشاد تھا

دشت کو جا کر جو دیکھا قیس کا تھا وان عمل — کوہ کی جب لی خبر وان قبضۂ فرہاد تھا

بحر کو مسکن حباب بحر کو خیمہ کیا — کیا نئی جا گیر لی مین بھی تو اک استاد تھا

ہے جہانگیر اسلیے نام اوسکا ساری خلق مین — گھر عروس دہر کا دولہ سے جو آباد تھا

کہتا ہے نہ دل اوس بت بے پیر سے اولجھا — ناصح مرا دل اس تری تقریر سے اولجھا

دل یار کی جو زلف گرہ گیر سے اولجھا — سودائی تھا اچھا ہوا زنجیر سے اولجھا

زنجیرۂ ہر سطر ہے زنجیر کے مانند — دل نامۂ دلدار کی تحریر سے اولجھا

ابرو کی محبت نہین اچھی کبھی اے دل — وہ قتل ہوا صاف جو شمشیر سے اولجھا

کوٹھے پہ کھڑے بال سو کھاتے ہین وہ یعنی — لیجے دل عالم اسی تدبیر سے اولجھا

دل ہی جو گرفتار تری چین جبین کا
اس دام مین مین خوبی تقدیر سے اوجھا

سفاک ذرا کھینچیو تو اسکو سمجھکر
اک تار رگ جان ہی ترے تیر سے اوجھا

بالاے فلک ماہ سے ہالہ یہ پڑی اوس
ہالہ جو کلی کی تری زنجیر سے اوجھا

صد چاک ہوا یان دل سودا زدہ اپنا
شانہ جو وہان زلف گرہ گیر سے اوجھا

صد شکر خدا ہاتہ رکھا دوش پہ میرے
جب پاپیچہ پاے بت بے پیر سے اوجھا

دولہ تو وہ ہی صاف چھٹا خلق خدا سے
اک رشتۂ اخلاق جہانگیر سے اوجھا

تصور مین جو خندہ یار تھا
تو رونے سے ہر دل سرو کار تھا

جمے کیون نہ سنبل مری قبر پر
تری زلف کا مین گرفتار تھا

مرے پاس سے اوٹھ گیا آہ تو
تجھے اسقدر پاس اغیار تھا

جھکا ایک عالم کا مقتل مین سر
لیے ہاتہ مین تو جو تلوار تھا

اب اک شوخ کے بس مین مجبور ہون
کبھی سے اپنے دل کا مین مختار تھا
تھا نوکِ مژہ پر مرے لختِ دل
یہ منصور تھا وہ سر دار تھا
پڑی چشم میگون سے جسپر نگاہ
مے بیخودی سے وہ سرشار تھا
ق
عجب کچھ یہ نیرنگیِ دہر ہے
وہ اپنا تھا غیرون سے بیزار تھا
اور اغیار سے اب ہی اتنا ملاپ
کہ مدت کا گویا دلی یار تھا

غزل اور پڑھیے بہ تبدیل بحر ؛
کہ وہ کل سے مشتاق اشعار تھا

آنے کا رات بھر جو ترے انتظار تھا
آنکھون نے حشر کر دیا غم در کنار تھا
کہتے ہین آج یاس سے اوسکا ہوا وصال
اسیجان کل جو وصل کا امیدوار تھا
کنگھی اوگی ہی بعد فنا خاک سے مری
مین بسکہ محو زینت گیسوی یار تھا
پیرایۂ بہار گلابی کفن ہوا
لب کا ترے شہید مین اک گلعذار تھا

میں نے ملی جو خواب میں آنکھ اوسکے پانوں پر
اللہ رے نازکی کہ سحر کو فگار تھا

اوس سے شب وصال میں مصروف عیش تھے
تھا انبساط روح کو دلکو قرار تھا

ٹھنڈی ہوا سے سو گئے ہم اور وہ گھر گیا
جھونکا نسیم صبح کا ناساز گار تھا

آتا ہے کب وہ وعدہ فراموش سچ یہ ہے
جھوٹا ہی اوسکے آنے کا قول و قرار تھا

یان خون ٹپکا آنکھوں سے عین انتظار میں
آلودہ جو حنا سے وہان پاے یار تھا

لکھوں بدسکے بحر غزل اور طور کی
ازبس فراق یار سے میں بیقرار تھا

رونق افزا یان جو شب وہ ماہ پرانوار تھا
مطلع خورشید محشر روزن دیوار تھا

دل لیا تھا جب تو کیا کیا قول اور اقرار تھے
بوسہ جب مانگا تو بالکل بر سر انکار تھا

خط نہ نکلا تھا تو یہ تھی چاہنے والوں کی چاہ
خود فروشی کی سبب وہ گل سر بازار تھا

چاہ پر اوسکی نہ بھولو جلتی پھرتی چھانو ہے
آج ہے غیروں کا وہ جو کل ہمارا یار تھا

دل دیا تھا جانکر بھولا جسے وہ شوخ و شنگ
فتنہ تھا مکار تھا غدار تھا عیار تھا

وصل کی شب جو مصیبت تھی بیان کیا کیجیے
جسقدر یان شوق تھا اوتنا ہی وان انکار تھا

تیرے وحشی پر گمان یہ گیا ہی کیون نہو
تشکل پا ہی جزو تن صحرا کا اک اک خار تھا

تم خفا مجھسے ہوے اچھا ہوا بہتر ہوا
مین بھی تو ہرجائی پن سے آپکے بیزار تھا

تیری خاطر پاؤن لوگونکے اب پڑتے ہین ہم
جن پہ ٹھوکر مارنے سے ہمکو ننگ و عار تھا

اشک کے بدلے ہین لخت دل ہماری چشم مین
اب صدف مین لعل ہین آگئے در شہوار تھا

چوڑیون مین بھی پسند اول جہانگیری ہی تھی
جن دونون دولہ سی اوس پردہ نشین کو پیار تھا

وہ تو ٹک چہرہ دکھا کر گھر کے اندر ہو گیا
جسنے دیکھا ہوش اوسکا سر سے باہر ہو گیا

کہہ تو دشمن کب سے تیرا یہ بد اختر ہو گیا
در پی ایذا جو تو اے چرخ اخضر ہو گیا

دل یہ بولا اوسکے صدقے جب مرا سر ہو گیا
رتبہ یہ حاصل تجھے اللہ اکبر ہو گیا

داغ دل ہر ایک سوزان شکل اخگر ہو گیا
اک جہان دیوانہ اوس رشک پری پر ہو گیا

کسطرح نکلے نہ ہر دم دلسے آہِ پر شرر
آتش ہجران سے اپنا سینہ مجمر ہو گیا

چشم میگون ہی کی گردش سے ہر اک سرشار تھا
خانۂ خمار گویا یار کا گھر ہو گیا

درد و غم رنج والم آہ و فغان سوز و اشک
کشورِ دل مین یہ کیسا جمع لشکر ہو گیا

سر اوٹھانے سے تری ای آہِ آتشبار آہ
آگ مین اپنا مکان مثل سمندر ہو گیا

وہ جو ملتا ہی تو اب سبکا ہی یہ مجھسے سوال
ہمکو بتلا آشنا تیرا وہ کیونکر ہو گیا

دور گردون سے پڑا پھرتا ہون گردشمین خراب
اوٹھ گیا ساقی معطل دورِ ساغر ہو گیا

اوسکو مقبول اب فسانہ اسقدر دولہ کا ہی
کان کا آویزہ سُنکر شکل گوہر ہو گیا

ہمخواب میرے ساتھ جو وہ نازنین ہوا
اپنا پسینا عطرِ گل یاسمین ہوا

اب گھر تمھارا غیرتِ خلدِ برین ہوا
فی النار جب وہانسے رقیبِ لعین ہوا

جبریل کے بھی جلتے ہین پر اب یقین ہوا | بام مکان یار بھی عرش برین ہوا

نکلا ہی لالہ داغ بدل گل دریدہ جیب | گل خوردہ تیرا وفن جو زیر زمین ہوا

کھائے ہین غم مین اوس گل رخسار کے جو گل | اپنا بدن بھی غیرت خلد برین ہوا

وہ پھر گیا ہی جیسے کبھی آشنا نہ تھا | اقرار ورنہ کونسا ہمسے نہین ہوا

پروین کیطرح نظم اوسکی ہی پر فروغ | جو انوری کا میری طرح خوشہ چین ہوا

آغوش مین جو آج کوئی سبز پوش ہی | انگشتری کا اپنی زمرد نگین ہوا

ق

مست کہ اپنے گھر تھا وہ غیرون کے گھر نہ تھا | کیا اس سے فائدہ مجھے ای ہمنشین ہوا

میرا وصال اوسکے تصور مین ہو گیا | مجھ تک نہ آیا میری بلا سے کہین ہوا

دولہ نہ کیونکہ تو ہو جہانگیر فن شعر
مصروف اسطرف کو جو تجسا ذہین ہوا

کب جدا ہی مجھسے دلبر کب مین دلبر سے جدا | ہو نہ گوہر آب سے اور آب گوہر سے جدا

روح تن سے جان بدن سے ہوش ہی سر سے جدا
کیا کشاکش مین پہنسا ہون جب دلبر سے جدا

ہو گئی برباد و مٹی ملگیا مین خاک مین
جب ہوا نقش قدم کیطرح اوس در سے جدا

حشر مین کسکی گریبان گیر ہو گی ای خدا
کیون ہوئی خاک اپنی دامان ستمگر سے جدا

گیا ہی طالع کا ستارہ ہی نحوست مین مرا
ہو گیا وہ ماہ جب سے مجہ بداختر سے جدا

لخت دل آگے چلا پیچہے روان ہے فوج اشک
ہو نہین سکتا یہ لشکر اپنے افسر سے جدا

جا گئے سے غیر کے ہمدم کہین کیا رات بہر
ہمکو وہ تر سے جدا اور اونکو ہم تر سے جدا

جوش پر ہی چشم تر وحشت نہ لیجا سوی در
موسم بارش مین ہم ہون کسطرح گہر سے جدا

ق

کب بچی جب بحر شور افزا مین اک طفل صغیر
ہو تلاطم مین کہین دست شناور سے جدا

پائے وہ قعر جہنم مین جگہ اپنی وہان
یان ہو جسکا ہاتہ دامان پیمبر سے جدا

گرچہ ہی کم فرصتی دولہ غزل کہہ اور بہی
اندنون از بس ہی تو شوخ ستمگر سے جدا

ہی دُرِ دندان کو چشمک آبِ گوہر سے جدا
ہمسری مین اسطرف کاوش ہی اختر سے جدا

خاک اپنی ہو گئی جو کوئی دلبر سے جدا
دیدۂ تر سے جدا شکوہ ہی صرصر سے جدا

ہی گُلِ فردوس کا سا رنگ ہر اک داغ مین
ہو گیا ہون جب سے مین اک حور پیکر سے جدا

آتشِ دل نے کیا ہی خشک سیلِ اشک کو
کب تھا یون رومال اپنے دیدۂ تر سے جدا

اوسکے ہر ہر گام پر سو سو طرحکا ناز ہی
جلوۂ قامت ہی کچھ سروِ صنوبر سے جدا

روشنی شمعِ طور آنکھون مین اپنی ہی سیاہ
ہو گیا مین آہ کس ماہِ منور سے جدا

اوس لبِ جانبخش کو دونون سے ہی رنج و خلش
آبِ حیوان سے جدا اور آبِ کوثر سے جدا

سرگذشت اوسنے نہ پوچھی یہ ہوس دلمین رہی
کر دیا قاتل نے یون ہی سر کو خنجر سے جدا

فتنۂ قامت سے اوسکے ہی قیامت بیفروغ
خاک مین ملتا ہی محشر اوسکی ٹھوکر سے جدا

وصل کی شب اے مؤذن بن چھری اپنا گلا
ہو گیا آوازۂ اللہ اکبر سے جدا

کہتی ہی چڑیا اوس انگیا کی کہین اوڑ جائگی
ورنہ رکھنا ہاتھ تم اس مرغ کے پر سے جدا

حضرت دل لو اوسے گیا منا ہی گر آج / وہ خفا بیٹھے جدا ہین تم مکدر سے جدا

اوس رخ زیبا سے بھی اپنی طبیعت پھر گئی / دل بھی کالا ہو گیا زلف معنبر سے جدا

آہ نیند آئے چھپر کھٹ پر اکیلے کسطرح / مین کبھی سویا نہین پہلوی دلبر سے جدا

ق

وصل کی کس شکل سے انکو ٹہری دلا / دونون جانب سے ہوتے ہین سامان جو دن بھر سے جدا

شانہ و پان و مسی عطر و سرمہ ہار پھول / وان جدا ہین تم معطر عود و عنبر سے جدا

ق

وصل مین ہو کر ہم آغوشی سے میری تنگ وہ / یون لگے کہنے تو ہو جا میرے بستر سے جدا

ہو گئی کپڑونکے ٹکسے تھک گیا سارا بدن / اور پسینا بہ گیا پاؤون تلک سر سے جدا

جیمین جی پاتے نہین لگ جاتی ہے گر آنکھ یار کو / کوستا ہے دل مرا اب تجکو اندر سے جدا

خواب مین بھی اب سے ہم صورت نہ دیکھینگے تری / موںہہ چھپا کر دور بیٹھین گے ترے ڈر سے جدا

پاس رہنے سے مرے سوجھی ہین تجکو مستیان / دس محلہ دور گھر لون ہین ترے گھر سے جدا

مین وہ ناقص ہون معین کہ فیض کامل استاد سے / ہے سخن بدتر مرا اپنا ہر سخنور سے جدا

پھول لے لیتے ہین آپس مین تبرک کیطرح
بعد شادی سہرا دولہ کے ہو جب سے جدا

ربط سے اوس سنگدل کے دلکو دولہ تو بچا
شیشۂ نازک ہی رکھیے اوسکو پتھر سے جدا

کوئی وعدہ نہ وفا تجھسے مری جان دیکھا
قول وا قرار و قسم اور ترا پیمان دیکھا

ہمنے آئینے مین عکس لب جانان دیکھا
جون گہر آب مین یان لعل بدخشان دیکھا

چار آنکھین تری جس سے ہوئین ای آینہ رو
صاف جون چشمۂ عینک اوسے حیران دیکھا

کیسا تڑپا دل ناشاد بسان بسمل
زیب زخم جگر اوسکا جو نہ پیکان دیکھا

اب گلی تک ہی وہ لے گذریگا سے دم مین
آب شمشیر سے آتا ہوا طوفان دیکھا

تو مرے بیچ سے گیا مر گیا مین جیتے جی
عالم مرگ ترے ہجر مین ای جان دیکھا

جلوہ گر اشک خیال رخ پر نور سے ہی
دامن صبح بنا دامن مژگان دیکھا

ضعف دل سے ہے بستر پہ ہم آگرا ای وای
نہ تو زندان کو گئے اور نہ بیابان دیکھا

دق ہوا اوسے ملنے کی وہ تہمت رکھکر — کیون دلا اوس بت عیار کا بہتان دیکھا

جسکو زرتار وہ کنٹھے نظر آئے اوسنے — اک ہلال اوسکے گریبان مین نمایان دیکھا

بنگیا آنکے وہ بے سروسامان خود ہی — مجکو جس شخص نے یون بے سروسامان دیکھا

اک غزل اور بھی پُر درد سناؤ دولہ

ہمنے اس بزم مین تم سا نہ سخندان دیکھا

زیر خط جسنے ترا چاہ زنخدان دیکھا — اوسنے ظلمات مین اک چشمۂ حیوان دیکھا

زلف مین چاند سا اوسکا رخ تابان دیکھا — لیلۃ القدر ملی نور درخشان دیکھا

اب بہم ہو کہ ہوئی صبح قیامت بھی نمود — اوسکا رستہ بہت اے دیدۂ حیران دیکھا

صورت مہر کہ ہر ماہ نئے برج مین جائے — روز اک تازہ جگہ آپ کو مہمان دیکھا

کی روان تیغ ستم اپنے سیہ بختون پہ — تجکو اے شعلۂ برق لب خندان دیکھا

خوف سے بال کھڑے ہو گئے تن پہ اوسکے — مجکو سنبل نے جو با حال پریشان دیکھا

اپنے دامن سے کیے اشک مژے پاک اوسنے — اپنے رونے کا اثر دیدۂ گریان دیکھا

میری جانب سے کیا تمنے جو پتھر دل کو — بیمروت نہ کوئی تمسا مری جان دیکھا

خط سیہ پوش ہوا حسن کے ماتم مین ترے — صورت غمزدہ کاکل کو پریشان دیکھا

یاد مین اوس گل رخسار کی ہر نالے سے — عالم زمزمۂ مرغ خوش الحان دیکھا

آگ دامن سے لگی ہم جو پھرے مانند غبار — تب بھی سر پہ نہ ترا سایۂ دامان دیکھا

دھجیان اوڑ گئین لاکھون ہی گریبانونکی — شکل گل جبکہ مرا چاک گریبان دیکھا

سرو پامال ہوے سبزۂ خوابیدہ صفت — باغ مین تجکو جو اے سرو خرامان دیکھا

نہ سنا کان مین کچھ اوسکی سفارش کرتے — پیچ مین لا نا ترا کاکل پیچان دیکھا

بستر خار پہ لوٹا ہون بسح بن ماہی — تن مین پیوستہ ولا خار مغیلان دیکھا

ہوا اوس عیار کو زربخش وہ غزل پڑہ دولہ — دور افلاک مین تجسا نہ غزلخوان دیکھا

جیسے اک حور کا ہمنے رخ تابان دیکھا — دلکو خالی تری الفت سے مرجھان دیکھا

جون سہا جس سے ہو بدر روپ ترا رخ ہمنے — فلکِ حسن کا وہ مہرِ درخشان دیکھا

مطلقاً مجکو تری زلف کا سودا نرہا — جیسے اک حور کا گیسوی پریشان دیکھا

نہین خواہش کہ گریبانکو ترے مس کیجے — ہاتہ مین اپنے اب اکا اور ہی دامان دیکھا

روبرو جسکے تبسم ہی ترا خندۂ زخم — باغِ خوبی کا وہ ہمنے گل خندان دیکھا

دیکہہ تو ڈوب ہی جاہ خجالت مین جسے — وہ پر از آبِ بقا چاہِ زنخدان دیکھا

ہے تصور ترے خط کا بھی مضر جون نگاہ — جلوہ وہ آئینۂ دل مین نمایان دیکھا

اوسکے اخلاق و عنایات و وفا کے باعث — اپنے دلکو تری الفت سے پشیمان دیکھا

مجھسے وحشت نے کہا یون کہ طوافِ مین نہ — میرے باعث سے ملا کیون مرا احسان دیکھا

مرقدِ حضرت مجنون و جنابِ فرہاد — تب نظر آتی کہ جب کوہ و بیابان دیکھا

اوسکی ایذا و جفا ہی کا شکوہ تلک سے کیون دولیہ — ایسا ہندو کوئی دیکھا نہ مسلمان دیکھا

پھر بن نہ گیا دل دیوانہ ٹوٹ کر — اوسکا بندھا جو غیر سے یارانہ ٹوٹ کر

پھر بن سکیگا کب دل دیوانہ ٹوٹ کر — مشکل سے یہ بنا تھا پریخانہ ٹوٹ کر

ای چشم تو شکست نہ دے دُر اشک کو — کب ہو درست گوہر یکدانہ ٹوٹ کر

عشق اپنا کُھل گیا جو مٹے سر پٹک کے ہم — سر جنون کُھلا سر دیوانہ ٹوٹ کر

کیا کیا نہ رشک یان دل صد چاک کو ہوا — کاکل مین رہ گیا جو وہان شانہ ٹوٹ کر

گر تار آہ آہ کا ہمسے نہ ٹوٹتا — غیرون کے پاس شغل وہ جاتا نہ ٹوٹ کر

امواج غم سے کشور دل وہ رہی خراب — دریا بہا ہی جانب ویرانہ ٹوٹ کر

ہمراہ اشک گل کے مژہ گر پڑی ہین یون — گرجاتی جیسے خوشہ صد دانہ ٹوٹ کر

آنکھون مین یان نہ گریہ سرشار تھم سکا — می گر پڑی زمین پہ جو پیمانہ ٹوٹ کر

فانوس شیشہ ہو گئی سنگین حصار اوسے — صد پارہ ہو گیا سر پروانہ ٹوٹ کر

الفت بتون سے چھٹ گئی اب ہی خدا کی یاد — تعمیر کعبہ ہو گیا بتخانہ ٹوٹ کر

دو ولہ خراب دل ہوا افسوس اسطرح
ملجا ہی خاک مین یہ پرنچا نہ ٹوٹ کر

ابتو مقابلہ ہی رخ و زلف یار مین
ہی فصل کا مباحثہ لیل و نہار مین

ممکن نہین ہی فصل رخ و زلف یار مین
کب انفصال ہو سکے لیل و نہار مین

جسکو غرض ہو جای وہ طوبی کی چھانو مین
بیٹھا ہون مین تو سایۂ دیوار یار مین

جس قافلہ مین جاتہ ہو محمل نشین مرا
لیلی وہان کہان ہو شمار و قطار مین

مشہور تو ہین وامق و فرہاد و قیس و نل
مجھسا نہین ہی ایک بھی ان تین چار مین

اوس سنگدل کو ہی وہی اغماض گو یہان
جلئے بھڑک کے جان نکل انتظار مین

قاصد جو پھر کے آئے تو پھر تنمین جان آئے
مرتا جواب نامہ کے ہون انتظار مین

بیہوش کرتا ہی ترا کہنا یہ ناز سے
مجکو نہ چھیڑ نیند کے ہون مین خمار مین

خورشید کیطرح مین سراپا ہون ایک داغ
داغون کی اور جا نہین اس جسم زار مین

ایذا ہی سا نلو ن سے مدام اہل فیض کو
پتھر لگاتے ہین شجر میوہ دار مین

دو لہ غزل اک اور سنا اس زمین مین
باقی ہی جوش بھی تو دل بیقرار مین

ہی محو خلق عشق رخ و زلف یار مین
پابند ہی جہان اسی لیل و نہار مین

نکلا ہی لالہ داغ بدل گل دریدہ جیب
برسا ہی آسمان سے جنون اس بہار مین

تر گا نپہ ہی جو لخت دل و اشک کا ہجوم
چھڑیان بنائین پھول پروئے ہین خار مین

پابند عشق آنکہ سے دیکھین تو ہو یقین
مضمون رباعی کا ہی رقم خط یار مین

اسکا نہ خوف کر کہ تجھے لو نگا بر مین تنگ
سہنے کی تاب بھی تو نہین جسم زار مین

تاریک شب مین چین سے آتی ہی خوب نیند
آرام ہو تصور زلف نگار مین

تلوون لگی وہ آگ کہ سر سے نکل گئی
مہندی ملی جو غیر نے دامان پای یار مین

کیونکر کہون نہ مین فلک حسن او سے کہ ہی
شان ہلال ناخن انگشت یار مین

نام خدا جو تیزی ہی تیری نگاہ مین
کوچے مین اپنے لوٹنے دیتے مت او تھا مجھے

دیکھی وہ تیغ مین وہ پانی کنار مین
فرق اس سے آئیگا مرے عز و وقار مین

دولہ کا رنگ فیض جہانگیر ایسا ہی
باقی نہین ہی فرق خزان و بہار مین

وہ بھی کیا دن تھے جدا ہوتے نہ تھے اک دم کہین
گردش افلاک سے اب تم کہین ہم کہین

تھم رہین یارب نہ اپنے دیدۂ پُرنم کہین
کم نہو دنیا سے آب یہ چشمۂ زمزم کہین

غم نہ کھا اے دل کہ دنیا کا یہی قانون ہی
نغمۂ شادی کہین ہی نالۂ ماتم کہین

اب یہ عالم ہی کہ اک عالم کا جی قربان ہی
او بت کافر ندیکھا تیرا سا عالم کہین

گو پریشان کر دے میری صرصر آہ اک جہان
ہو نہ وہ زلف معنبر درہم و برہم کہین

ظالم و بے رحم دنیا مین نہین گر آپ سا
صابر و شاکر زیادہ مجھسے ہوگا کم کہین

غنچہ سان خون جگر پی پی کے رہتے ہین مدام
شکل گل ہو جائے ٹکڑے دل جو ہو خرم کہین

عمر ہے مانند ہر دم ہمسے رم ہی یار کو	جو کرہی تنگ جھولے ہرن کر دیکہہ لے یہ رم کہین
اوسکی پستان پر جو پھیرا ہاتہ وہ کہنے لگا	محرمون پر ڈالتے ہین ہاتہ نامحرم کہین

اس زمین مین اور بھی دو لہ سناؤ اک غزل
آپ کے سے شعر کا دیکھا نہین عالم کہین

کاش وہ آرام جان آئے تو جاوے غم کہین	اوسکے آنے کی اگر ٹھہرے تو ٹھہرے دم کہین
آنا یان اوس سرو قامت کا قیامت لائیگا	غیر ممکن ہے اگر بچ جائین جیتے ہم کہین
آ گئے دام اجل مین شکل ماہی جس گھڑی	پھر کہین دنیا رہیجائینگے اور در ہم کہین
ذات انسان مین خطا ہی رسم آبائی یہ ہے	سہو و نسیان سے نہین خالی کوئی آدم کہین
ہی وہ مطبوع خلائق جو کہ ہی یکتائی ہر	دوسرا ہوتا تو ہوتی قدر جام جم کہین
عقد ہائے دل بھلا کر یسے سنے اہون کسطرح	ہوسکے تر کھلتی نہین ہی عقد ابریشم کہین
جسطرح بلبل قفس سے چھٹکے پہونچے باغ مین	روح تجہ تک جائیگی قالب سے نکلے دم کہین

بیکسی مین مرگیا تیرا مریضِ ہجر آہ
کچھ کیا احباب نے اوسکا نہ مطلق غم کہین

ہی سیہ پوش آسمان اور خاک پر لوٹی زمین
اسطرح کا ہمنے دیکھا ہی نہین ماتم کہین

وصل مین بھی دیکھنے سے اوسکے مین معذور ہون
ایکدم فرصت نہین دیتا ہی مجکو غم کہین

شدت گریہ سے بس آنکھون کے طبقے بہہ گئے
ابتو رونے سے تھمے یہ دیدۂ پر نم کہین

ضبط مین دولہ کو جتنے ہین جہانگیری کے فن
ذوہن کا سا اوسکے دیکھا ہی نہین عالم کہین

وہ نہین اپنا کہا کرتے ہین
ہائی ہم اسپہ مرا کرتے ہین

قدح زہر پیا کرتے ہین
ایسی کیا خوب دوا کرتے ہین

ظلم اوس بت کے سہا کرتے ہین
اسپہ بھی شکرِ خدا کرتے ہین

آپ کو ہم تو دعا کرتے ہین
آپ پھر ہم سے دغا کرتے ہین

کرکے ہم سوزنِ مژگان کا خیال
زخم سینے کے سیا کرتے ہین

کیون نہ کرسی کو ہلا دیتے ہم ‏— نالۂ عرش رسا کرتے ہین

ہی جو اوس چاہ ذقن پہ سبزہ ‏— خضر وان پانی بھرا کرتے ہین

عرض مطلب پہ وہ کہتے ہین یہی ‏— ایسی بہتیرے بکا کرتے ہین

ق

یاد مین زلف و رخ جانان کی ‏— نالہ ہر صبح و مسا کرتے ہین

کبھی مشرق مین کبھی مغرب مین ‏— ڈھونڈھتے تجکو پھرا کرتے ہین

ہر روش نکہت گل کے مانند ‏— بے پر و بال اوڑا کرتے ہین

وصل مین خاک خوشی ہو دولہ
رات بھر ہمسے لڑا کرتے ہین

دیدار جلوۂ قد رعنا نصیب ہو ‏— مجکو بھی سیر عالم بالا نصیب ہو

بیٹھین جو اوسکے در پہ تو ہو عرش پر دماغ ‏— یا رب ہمین یہ رتبۂ اعلی نصیب ہو

مجسے ملیگا آن کے وہ خود بخود اگر ‏— کوئی اوسسے نہ چاہنے والا نصیب ہو

ہیہات اوسکے ہاتہ مین غیرونکا ہاتہ ہو
آنکھون سے ہمکو پانون نہ ملنا نصیب ہو

عکس اپنا میرا دیکھکے آئینے مین کہا
دیوانہ کس پری کو تجہ ایسا نصیب ہو

بلبل کو گل کی چاہ ہو قمری کو سرو کی
پر مجکو تیرے عشق کا دعوی نصیب ہو

جون نخل بارور ہو تمنا کہ خلق کو
ہو مجسے فیض گو مجھے ایذا نصیب ہو

زانو پہ سر ہو غیر کے اور ہووے اختلاط
عشاق کا جو ہوئے تو ایسا نصیب ہو

مانند گرد باد پہرون خاک چہانتا
مجکو ہوای دامن صحرا نصیب ہو

گرمی سے تیری دل پہ جو چہالے ہون شمع طور
ہر آبلے کو اک ید بیضا نصیب ہو

پڑھ دے غزل اک اور بھی دولہ کہ یون تجھے
محفل مین شعر سبکو سنانا نصیب ہو

ہے آرزو کہ یار سے ملنا نصیب ہو
ملنا نصیب ہوئے تو تنہا نصیب ہو

سایہ ہمین جو زلف دوتا کا نصیب ہو
راحت نہ زیر سایۂ طوبی نصیب ہو

ہمخواب اوس سے مجکو بھی ہونا نصیب ہو
اس بخت خفتہ کو جو نہ سونا نصیب ہو

مشتاق میری دید کے مردم ہوں تا بہ قاف
گر نام مجکو صورت عنقا نصیب ہو

جو خاکسار در پہ ترے بیٹھے پھر اوسے
نقش قدم کیطرح نہ اوٹھنا نصیب ہو

یارب کسیطرح سے بہم ہوں ہاں زخم
کرنا کبھی نہ یار کا شکوا نصیب ہو

جاتے ہیں اب تو خنجر قاتل کے سامنے
ہونا جو کچھ کہ مجھپہ ہو سو یا نصیب ہو

ق

اس انکسار پر ترے سہتا ہوں کیا ستم
پھر بھی یہ ہی دعا مرا ایسا نصیب ہو

میں منتوں سے تجکو منایا کروں مجھے
تیری اوٹھانی رنجش بیجا نصیب ہو

حاجت نہیں ہی اور سے ملنے کی پھر تجھے
دولہ سا جبکہ چاہنے والا نصیب ہو

ملنے کی مجھے یار سے فرصت نہیں ملتی
ای مرگ ٹھہر جا ابھی رخصت نہیں ملتی

کچھ پیرہن یار کی نکہت نہیں ملتی
یوسف کی ہمیں اپنے بشارت نہیں ملتی

زردار سے دنیا کی بضاعت نہیں ملتی | گنجینۂ خورشید سے دولت نہیں ملتی

ہی ہر نفس اک در نفیس اے دل ناداں | یہ جنس گران ہی کہ بقیمت نہیں ملتی

یا ہمسے تھے ہر لحظہ ہی چتون کے اشارے | یا آنکہ بھی اب محو شرارت نہیں ملتی

ہم دل پہ لیے داغ جنون جاتے ہین آخر | کچہ اور نشانی دم رخصت نہیں ملتی

کی جان فدا ہمنے اور افسوس کہ ہمکو | کوچے مین تمہارے جاے تربت نہیں ملتی

کس کام کا گر ہو کے دیا تونے ترش رو | اے لب شکر اس بوسے مین لذت نہیں ملتی

دیتا ہی وہ اک بوسۂ شیرین عوض دل | یہ جنس ہمین کچہ بکفایت نہیں ملتی

زنجیر ترے ہاتہ سے پہنونگا گلے مین | گر سلسلۂ زلف مین بیعت نہیں ملتی

مت جان دے اوس بت پہ لا بہر خدا تو | کیا تجھکو کوئی دوسری صورت نہیں ملتی

اب آنکھہ ملانے کا نہیں ہاے سے یارا | دل اوس سے ملا جس سے طبیعت نہیں ملتی

ق

اونسے جو کسینے کہا کشتے کو تمہارے | اس کوچے مین بھی جاے تربت نہیں ملتی

ہوکر وہ خفا کہنے لگے مردے تو درگور — زندون کو یہان جا ہی اقامت نہین ملتی

اوس غیرت عیسی کے جو غم مین ہین گرفتا
دولہ مجھے مرنے کی بھی فرصت نہین ملتی

جب عارض گلگون ہمین جانان نے دکھائے — خجلت سے نہ گل اپنے گلستان نے دکھائے

جون سبزۂ خوابیدہ ہوئے سرو بھی پامال — انداز یہ اوس سرو خرامان نے دکھائے

ہارونمین ہوا صرف کسی شک چمن کے — کیا لطف ہمین تار گریبان نے دکھائے

جان کندنی اعضا شکنی بکلی اور سوز — سامان یہ قضا کے شب ہجران نے دکھائے

گہ سانپ کا دھوکا ہوا گہ سنبل تر کا — کیا پیچ تری کاکل پیچان نے دکھائے

جون ظلمت شب آنکھو مین عالم ہوا تاریک — کیا روز سیہ زلف پریشان نے دکھائے

سودا زدہ عشق کا سودا نہوا کم — نشتر اوسے سو خار بیابان نے دکھائے

دولہ تو جہانگیر ہو فضل خدا سے — کیا عیش تجھے حضرت سبحان نے دکھائے

چاہت کو جو میری پا گیا ہے
لو جو رہی دل کو بھا گیا ہی

ہر بات پہ اب وہ روٹھتا ہی
معلوم نہین کہ کیا بلا ہی

پامال جفا جو تو ہی ای دل
پہلو سے یہ کون اوٹھ چلا ہی

اچھا ہی یہی تری سزا ہی
جو سینے مین شور مچ رہا ہی

کیون تو ہی اوداس چشم پر آب
اغیار کو ہو وصال دائم

کچھ کہہ تو دلا یہ کیا ہوا ہی
محروم ہون مین یہ کب روا ہی

کسنے تجھے یہ جفا سکھائے
تو کہنے سے کسکے یون خفا ہی

دولہ نہ ہو کس طرح جہانگیر
اوسکو تو حمایت خدا ہی

جو وصل مین مرا سر تیرے پانون پڑنے لگے
مثال سرمہ تری خاک در اگر نہ لگے

دوا پھر اور پی دفع درد ہونے لگے
تو اضطراب یہ ہو آنکھہ تا سحر نہ لگے

وہ دیکھ لیتے ہیں عکس اپنے تل کا جای سپند ۔ کہ چشم آینہ کی بھی رہیں نظر نہ لگے

بھلا یہ آتش رنگ حنا بجھائے کون ۔ جو آپ کی کف پا سے یہ چشم تر نہ لگے

کہ تو جاتے ہو آتا ہوں ایک لمحے میں ۔ گھڑی کے بدلے کہیں آپکو پہر نہ لگے

عجب نہیں دم مردن جو خوف خشک سے ۔ خدا کے روبرو جاتے ہیں کیونکہ ڈر نہ لگے

کبھی نہ آتش محشر کا شعلہ یوں بھڑکے ۔ جو باد فتنۂ دامان فتنہ گر نہ لگے

طمع نے گھیر اہی کندن سا رنگ دیکھ اوسکا ۔ یہ دل تو کہتا تھا مجکو ہوای زر نہ لگے

رہے وہ سبز قدم سرخرو نہووے کبھی ۔ حنا تری سر انگشت سے اگر نہ لگے

جو بہتر تکیہ سے ملے سنگ آستان ترا ۔ الٰہی بالش پر سے کبھی یہ سر نہ لگے

خجل ہوں کس طرح پازیب سے تری انجم ۔ جو تیرے پانوں کی خلخال ہیں قمر نہ لگے

نگاہ اور بھی گردش سے چشم کی ہے تیز ۔ کہ تیغ تیز نہووے جو سان پر نہ لگے

وہ تیرے گھر سے نکالا گیا جو شکل پری ۔ عجب نہیں ترے وحشی کا دل جو گھر نہ لگے

نہ تیرے زلف کے سودائیکا ہو سودا کم
رگ جنون پہ جو مژگان کا نشتر نہ لگے

نہ دسترس ہو جو اوس سرو قد کی پستان پر
ہمارے نخل تمنا مین پھر ثمر نہ لگے

جھلک بھی اوسکی جو آئے نظر یہ کیا ممکن
قلق سے چاک مرا ہو نے کیون جگر نہ لگے

سوار بھی نہین ہوتا ہی یون وہ پردہ نشین
سر اوسکے شوخ کے جبتک کہ پیش در نہ لگے

جو لب بلب نہ شکر لب وہ ہووے دو کہ سے
تو اضطراب یہ ہو آنکھ تا سحر نہ لگے

جان لب پر آگئی فرقت مین بس گھبرا چکے
اب وہ آئین یا نہ آئین ہم تو جی سے جا چکے

ناز و انداز و ادا کو کام تم فرما چکے
کھو لکر بند اب لپٹ جاؤ بہت شرما چکے

اوسکے آنے کی نہ ٹھہری سو طرح غم کھا چکے
جان ہی جائے کہین قصہ مٹے جھگڑا چکے

انتظار اونکا عبث اے دل ہی بس وہ آ چکے
خط جو بھیجے تھے جواب اب نہ قاصد لا چکے

کھینچکر آہین منغص اوسکو کر دیتا ہی تو
یار کو سو بار اے دل ہم منا کر لا چکے

پھاڑ کر کپڑے چلے صحرا کو ہم وحشت زدہ
نکہت گل کی طرح ہم پھر کے گھر کو آ چکے

جب اک بوسہ ہی وتم اور نہ اک دشنام دو
دل تمھین کیونکر ملے اور اوسکی قیمت کیا چکے

مجکو طعنہ اور مہ رویون سے ملنے کا دیا
مین بھی اب کچہ عرض کرلون آپ تو فرما چکے

تھا حجاب عشق مانع ورنہ شب کو وصل مین
ہاتہ اون پانؤن تلک سو بار ہم پونہچا چکے

دم اولٹتا ہی مرا رخ سے اولٹ دیجے نقاب
بیحجابی سے تسلی کیجیے شرما چکے

اپنے اس دیوانہ پن سے دل نہ باز آیا کبھی
قید زندان مین رکھا زنجیر تک پہنا چکے

جون قفس صد چاک دل ہی حسرت پرواز سے
مرغ گل کا شاخ گل سے ہم قفس لٹکا چکے

وصل کی شب ہی کف پا اپنے سہلانے تو دو
ہجر مین ہمسے کف افسوس تم ملوا چکے

ہای اوس گلنے نہ کی اس دل کی چاہت پر نظر
زخم کھائے تن پہ لاکھون سیکڑون گل کھا چکے

ق

ناتوانی کا بہانہ کہہ گیا گہ موت کا
وان کبھی رہ جانیکو ہم تو سوانگ لاکھون لا چکے

اوسنے پرسے ہنے نہ ہمکو وان دیا کیا کیجیے
پانون کس طرح اوسکے دبیے ہم پھیلا چکے

صید معنی کوئی دولہ اپنے ہاتھ آتا نہین
توسن فکر اپنا اس میدان مین ہم دوڑا چکے

یہ کس گلرو نے کھولی باغ مین زلف معنبر ہی
کہ جسکی بوی دلکش سے گلستان سب معطر ہی

کھینچی ہتی جو اوسپر صورت رخسار انور ہی
تو رشک صفحۂ خورشید اپنے دل کا دفتر ہی

ہماری خاک سے گو آینہ تک صاف ہوتا ہی
مگر وہ آینہ رو کچھ زیادہ تر مکدر رہی

ملا لین لیلی و مجنون کی تصویرین ہم تم
نہ وہ تیری مقابل ہی نہ وہ میرے برابر ہی

سراپا داغ کھائے ہین تن عریان یہ جو اپنے
بدن پر یہی خلعت یہی بس سر یہ افسر ہی

جو قاتل آیا بھی مقتل مین تو مجھسے یہ کہتا ہی
سرک جا یان سے میرے ہاتھ مین خونخوار خنجر ہی

کہان ہی کہکشان کو موتیون کی مانگ سے نسبت
کہ وہ بدرنگ و کج اک کوڑیالا سانپ اژدر ہی

وفور سوز سے ہی چشم گلخن اور نگہ شعلہ
ہی انگارہ ہر اک لخت جگر اور اشک اخگر ہی

نہ کیونکر منفعل ہو جاوین سحر کو وصل کی شب مین
مؤذن کی زبان پر جو رواں اللہ اکبر ہی

رخ پر نور کے پرتو سے تیرے کوچے مین جن — ہر اک ذرت سے کر آگے ذرہ سان خورشید محشر ہی

یقین تمکو نہ آئے اضطراب دل کا گر میرے — ذرا سینے پہ رکھکر ہاتھ دیکھو کیسا مضطر ہی

کبوتر ہمنے لوٹن وان جو بھیجا یہ اشارہ تھا — کہ تیرے واسطے دل لوٹتا مثل کبوتر ہی

غزل پڑھکر سناؤ اس زمین مین اور تم دو لہ

تمھارا ایک مدت سے یہی معمول اکثر ہی

ہماری خاک کی بربادی کے در پے جو صرصر ہی — شکایت اوس سے کیا دل دیدۂ تر سے مکدر ہی

تمھاری سرد مہری سے جو ٹھنڈی سانس لی ہمنے — تو یخ جون قرص کافوری بنا خورشید محشر ہی

بگولے کیطرح جوش ہوائی عشق سے ہے دم — پڑا پھرتا ہون جنگل مین مرے پانونکو چکر ہی

نہین ٹلنے کا تیرے در سے او آئینہ رو ہرگز — تری دہلیز کا پتھر مجھے تخت سکندر ہی

ملے غیرون سے تم ہم گھٹ گئے اک جو پیکر سے — نہین شکوہ کسیکا کچھ کہ اب جھگڑا برابر ہی

کرو خندیدگی سے تم نہ وا یاقوت لب اپنا — مقابل لعل ہو کیا خاک وہ اک لال پتھر ہی

جو یوں ہی سہتے ہو تو مجھے نہیں کسی صحبت
تو کہا کر زہر جان پیتا ہوں صبر خون تم پر ہے

خدا نے کر دیا ہے موم تمکو حق میں غیروں کے
دل نازک تمہارا پر مری جانب سے پتھر ہے

ملول تھا یہ غم دل کا لکھا گو مختصر کر کے
مگر تحریر فلک سے پھر بھی طولانی یہ دفتر ہے

جگانے اوٹھے ایسے فتنۂ خوابیدہ آنکھوں سے
کہ کمتر جس سے آنکھوں میں ہماری شور محشر ہے

ق

کہا میں نے یہ تیرے عشق میں ہے اضطراب دل
کہوں سیماب اسکو یا کوئی بسمل کبوتر ہے

تو سینے پر مرے دست نگارین رکھ کے یوں بولا
کہاں ہے دل ترے سینے میں جو بیتاب و مضطر ہے

تری باتوں میں کچھ بیشک علامت پائی جاتی ہے
سنے کب بیقراری بر میں جسکی مجھ سا دلبر ہے

کلام اب کیوں نہو دولہ کا اخلاق جہانگیری
اے خلق حسن کا یاد دفتر بسکہ از بر ہے

بخت نخل بار ور سا یاں ملا ہے کب مجھے
میں کروں مہمان جسپر سے وہی ایذا مجھے

بن ترے گھٹتا ہے دم ہوتا ہے یاں سودا مجھے
ہے دھواں نار سقر کا سایۂ طوبی مجھے

جون بگولا خاک سے ہی وان مجھے نشو و نما
کیا موافق ہی ہوا ہی دامن صحرا مجھے

کیا قد بالا کی شوخی مین گرے وہ نین کو ریان
ہی قیامت کیطرح کرتا تہ و بالا مجھے

اوس ہرن کے ہون تصور مین یہ بے نام و نشان
تہکا رہا ہی لامکان تک ڈھونڈھکر عنقا مجھے

مجھسے خلوت مین نہین ملتا ہی وہ انجمن سے
یعنی کچھ کہنے نہ پائے پاکے یہ تنہا مجھے

ہو گیا فرط تپش سے مین بھی تشکل آفتاب
تیرے یکتائی کے عالم نے کیا یکتا مجھے

غم سے اوس پردہ نشین کے کسکو مین واقف کرون
آپ ہی حال اپنا کچھ نہین کھلتا مجھے

یہ تو مین کیونکر کہون تم ہو رہو میرے اجی
فخر ہی میرا اگر تم کر رکھو اپنا مجھے

نازبرداری نے پھر دل مین کیا میرے فروغ
اوسکی خوش آنے لگی پھر رنجش بیجا مجھے

اور بھی اشعار اب دولہ سناتا ہی تجھے
آفرین اپنے لب جانبخش سے فرما مجھے

ہاتھ دہوتے تو نظر آیا لب دریا مجھے
ہی حباب بحر پر وہم ید بیضا مجھے

کیون ذرا سی بات پر تمنے کیا رسوا مجھے
کہہ دیا ہوتا بلا کر کان مین تنہا مجھے

عالم بار سیہ موجون سنے دکھلایا مجھے
زلف کا عالم جو یاد آیا لب دریا مجھے

اپنی مژگان مین چھپایا چشم کو تیرے بغیر
تا نظر آئے نہ کوئی صورت زیبا مجھے

بھولکر جانے لگا مین اوسجانب کو جو رات
دل نے آگے بڑھکے رستا اوسکا بتلایا مجھے

آشنا ظاہر مین اور باطن مین بیگانہ صفت
تمنے در پردہ جلا کر خاک کر ڈالا مجھے

فخر کافی ہی مجھے اہل جنون مین اسقدر
لوگ کہتے ہین تری زلفونکا دیوانا مجھے

آنکھ پھر جاتے ہی اوسکی ہو گیا بیہوش مین
گردش چشم بتان ہی ساغر صہبا مجھے

جسطرح اوس سے خفا ہون مین یہی ہنسنے دو ذرا
تا منانے آئے خود وہ شوخ بے پروا مجھے

بیقراری سے مین غش ہو قدمونپہ اوسکے جا گرون
ای دل مضطر تو اس رتبے کو اب پونہچا مجھے

کر دیا بیرحمی دلدار نے دولہ یہ حال
آپ اپنے حال پر آتا ہی اب رونا مجھے

دام مین پھر زلف پیچان کے پھنسایا آپ نے
آہ کیا روز سیہ ہمکو دکھایا آپ نے

چاند سا مکھڑا جو شب اپنا دکھایا آپ نے
ماہ کو حلقہ بگوش اپنا بنایا آپ نے

آپنے نام خدا اچھا چلن سیکھا ہے یہ
دل چرایا میرا پھر جی بھی چرایا آپنے

چھٹ گیا یکبارگی دامان صبر و اختیار
ہاتھ سے جبر جو نہین دامن چھڑایا آپنے

طاق نسیان پر رکھا کرتے ہو پیمان شوق کی
معاف میری یاد کو دل سے بھلایا آپنے

کر لیا اپنا جو تمنے مجھکو مین ممنون ہون
جا بجا لیکے پھرنے سے اچھا بچایا آپنے

دلکو مجھسے توڑ کر اپنا اوسے بندہ کیا
آہ ایسے آشنا کو یون چھوڑایا آپنے

پتلیونکی طرح سے آنکھو مین گھر کرتے ہین آپ
ہی یقین گو ہر دل کو چرایا آپ نے

چھوڑتا ہے کب تمھین یہ بندہ حلقہ بگوش
طوق سودائی کو اپنے کیون پہنایا آپنے

مجھسے ہر اک بات مین رنج و خلش تھی روز و شب
قتل مجکو کر کے کیا جھگڑا چکایا آپنے

اک غزل والہ اسی صاحب کی سنا دو اور بھی
اسمین تو انداز استادی دکھایا آپنے

غیر کے ملنے سے وہان مجکو تہہ اوٹھایا آپنے
حلقۂ ماتم مین یان مجکو بٹھایا آپ نے

شب کو خلوت مین اگر مجکو رولایا آپنے
غم نہین جب صبحدم آکر منایا آپنے

کیا تعجب ہی نی قلیان بھی گر ہو شکر
جو لب نی سے لب شیرین لگایا آپنے

اشک حسرت کیطرح چشم جہان سے گر پڑا
اپنے عاشق کو جو نظرون سے گرایا آپنے

صاف نامہ مین یہ لکھہ بھیجا کہ مین آتا نہین
واہ کیا حرف تمنا کو مٹایا آپ نے

کہتے ہو رو رو کے تو کرتا ہی کیون رسوا مجھے
خوب چشم خشک پر طوفان اوٹھایا آپنے

طوق اور بیڑی ہوئی منت کی اُن دیوانون کو
طوق و زنجیر اپنے ہاتھون سے پہنایا آپنے

ق

بخت برگشتہ ہوا ہی اندنون سیدھا مرا
بے سروپا دیکھکر جو رحم کھایا آپنے

کیون نہ ملبوس سلیمان سے ہو مجکو ننگ و عار
اوترن اپنے جسم کا مجھکو پہنایا آپنے

بدہیان پہنائین سہرا سر پہ باندھا شگوفے
عطر مین پہلے اوسے لیکر بسایا آپنے

وصل کی امید رکھتا ہی جہانگیر آج تو
اپنے ہاتھون سے جو دولہا بنایا آپنے

نہ ہم قتل اپنی گردن کب سبب سے پھیر پھرتی ہی — نہ ہے قسمت گلے پر جو تری شمشیر پھرتی ہی

نہیں آتا ہی خط تیرا یہی ہی سرنوشت اپنی — کہ پھیرے سے کہیں تدبیر کے تقدیر پھرتی ہی

لڑائی آنکھ کب مینے سر محفل تھی یون تجھسے — ہجو سب مجھسے انکا لطف بے تقصیر پھرتی ہی

نہ ہر موی مژہ کسطرح شمع طور بنجاے — مری آنکھوں مین تیری چاندسی تصویر پھرتی ہی

زمیں پہونچا مرا شور جنون تا عالم بالا — تو مجکو ڈھونڈھتی وانتک کی زنجیر پھرتی ہی

ملا رتبہ ہمین یہ بعد مرنے کے نصیبون سے — جو اپنی خاک اوس ظالم کی دامنگیر پھرتی ہی

غریق بحر عشق زلف کب ہی قید سے فارغ — فنا کے بعد ہمرہ موج کی زنجیر پھرتی ہی

عذاب قتل سے بڑھکر یہ ہی تعذیب مقتل مین — کہ مجھسے آپ کی چتون دم تکبیر پھرتی ہی

رقیب او سخن فہمین ہوے معزز خاکسارونسے — تو مٹی مین ملی مردونکی سب توقیر پھرتی ہی

تامل سے تکلم چاہیے ہر جا عقیلون کو — کہ جب لب سے ہوئی باہر کہان تقریر پھرتی ہی

سیہ ہو گئی ہی خاک پای یار جو ہمکو — نگہ اپنی کہان اب جانب اکسیر پھرتی ہی

سوالِ وصل پر بولا یہ قاتل کھیلتی ہر دم — اجل سر پر ترے ای واجب التعزیر پھرتی ہی

کہین طفلی مین تجکو اک نظر دیکھا تھا وو لئے
تو اب تک اوسکی آنکھونمین وہی تصویر پھرتی ہی

قصیدہ

جو وصفِ نورِ سراپای یار ہی تحریر — تو شاخِ کلک مین ہی شمع طور کی تنویر

شکن جو ماتھے پہ اوس بحرِ حسن کے ہی نمود — تو موج لجہ خوبی اوسے کرین تعبیر

بھوین وہ ایسی کہ دیوانِ حسن کا مطلع — نہ ماہِ نو ہو مقابل نہ قوس نی شمشیر

خبر نہ اوس صفِ مژگان سے ہووے کیون حیران — یہ نیزہ ہین کہ یہ خنجر ہین دشنہ ہین یا تیر

فسون ہی سحر ہی جادو ہی فتنہ ہی وہ چشم — کہ اک اشارے مین کرلے جہان کو تسخیر

اگرچہ دیکھنے مین تو ہی محوِ شرم و حیا — ولیکن آفتِ جان ہی وہ اوسکی چشم شریر

وہ ناک حسن کی ناک اور کان کانِ لطف — قلم سے خال کا وصف ایک تل نہو تحریر

لکھونگا کیا مین فروغِ تجلی رخسار
ہی مہر جس سے خجل منفعل ہی بدر منیر

وہ اوسکا چہرہ پر نور ہی اگر مصحف
تو خط ہی اوسکا کلام مجید کی تفسیر

ہی اوسکا سیبِ ذقن قوتِ دلِ بیمار
غلط ہی بلکہ جیتے ہین مُردے اوس سے بہ تاثیر

دہن ہی نقطۂ موہوم سے بھی تنگ ایسا
ہی جسکی تنگی احوالِ عاشقان تعبیر

چمک وہ دانتونکی اور اونپہ ہی مسّی کا رنگ
ہی طرفہ موتیون پر لاجورد کی تحریر

لب اوس سے ہیچ تشبیہ دین جو اوس لب کو
تو ہی یہ مذہب عشاق مین گناہ کبیر

نمود چاہِ زنخدان مین وہ لطافت ہی
کہ جسکے سامنے زمزم کی کچھ نہین توقیر

وہ گردن اوسکی کہین جسکو جسپہ ذہن لاکھون
برابر اسمین ہی تقصیر وار و بے تقصیر

کہین جو ساعد و بازو کو شاخ گل کی تشبیہ
ہو وہ گناہ کہ جس سے ہون واجب التعزیر

وہ اوسکے دست نگارین ہین جنکی خوبی سے
خفیف پنجۂ مرجان خجل ہی صاف حریر

وہ اوسکی اوبھری ہوئی گاتی آفت جان ہی
کہ جس سے دست بدل ہووے عاشق دلگیر

ہے سینہ برگ گل یاسمین سے نازک تر
پسینہ مین نہ بہلا کیون ہو عطر کی تاثیر

وہ نازک اوسکی کمر ہے کہ جسکے مضمون کو
ہزار فکر کرے پہ نہ سمجھے کوئی دبیر

شکم تو بحر لطافت ہے ناف ہے گرداب
ہین غرق جسکے تعشق مین سب صغیر و کبیر

وہ ران نرم و گداز اوسکی ہے کہ دیکھ جسے
نہ صبر آئے کسیطرح سو کرین تدبیر

جو اوسکی ساق سے دعوی نور شمع کرے
تو کاٹ لیوے زبان اوسکی پس وہین گلگیر

جو مہر و ماہ سے تشبیہ دین کف پا کو
تو وہ اصفونکی زبان قلم کی ہے تقصیر

تو بے نظیر ہے ثانی نہین کوئی تیرا
کہ تیرے ناخن پا مین ہے شان بدر منیر

زمین پہ نقش قدم اوسکا سہل مت جانو
یہ سکہ وہ ہے کہ لاکھون ہوے ہین جسپہ فقیر

جو خاک پا تری ہاتہ آئے کیمیا گر کے
ملا دے خاک مین اپنی وہ لیکے سب اکسیر

میانہ قد ہے ترا باغ حسن مین وہ نہال
کہ جسکے سامنے ہین پست سب طویل و قصیر

لکھون مین وہ مطلع برجستہ اوسکی خوبی مین
کہ دو نون جسکے ہون مصرع بسان ناوک تیر

کیا خدا نے اوسے شاہِ حسن مہر سریر — گناہ ہووے جو یوسف کو کہیے اوسکا وزیر

جو کوئی دوسرا دعوی کرے یہ کیا مقدور — تمام مملکتِ حسن اوسکی ہی جاگیر

نگاہ تیر ہی اوس شوخ کی وہ آفتِ جان — کہ جس سے بچ نہیں سکتا کوئی فقیر و امیر

ہوا میں اوسکی ہوں شکل پتنگ سرگردان — ہوا ہوں رشتۂ الفت میں اوسکے میں بھی اسیر

جو اے نسیم تو ہو باریاب اوس گل تک — ق تو کہیو میری طرف سے کہ او بتِ بے پیر

زبسکہ آتشِ فرقت کی تیری ہی سوزش — تو مجکو سایۂ طوبی بھی ہی جہانِ سعیر

پیام بھیجے تو الطاف کا جو اپنے مجھے — ق وہ مجکو ایسا ہی یوسف کا جسطرح سے بشیر

جو ناخوشی کا تری دیتا ہی پیام مجھے — تو کیوں نہ بندے کے حق میں ہو وہ رسولِ نذیر

سکھایا کسنے کہ عاشق کو یوں ہی کہنا خوش — بتا تو کون ہی تیرا اصلاحِ کار و مشیر

ترے فراق میں لینا ہی سانس بھی دشوار — ہر ایک دم ہی مرے دم میں اب دمِ تکبیر

جو سوئے آکے تو اے ماہ بر میں دولہ کی — تو عاشقوں میں چمک جاے اوسکی بھی تقدیر

ایضاً

صباح خسرو خاور تخت زرافشان
جو بیٹھا شور اوٹھا اک بچا رسوی جہان

ہوا مین سب وہ ہین بیدار خواب غفلت سے
کھلی جو آنکھ تو تھا عیش کا عجب سامان

صدای بربط و نی اور ندای نوشانوش
ہر اک طرف سے چلے سنکے پیر اور جوان

بسان غنچہ کوئی کر رہا تبسم ہے
برنگ گل ہر کوئی باغ باغ اور خندان

صدای عیش و طرب تا بہ آسمان ہی بلند
غم و الم کا جہان مین رہا نہ نام و نشان

لباس سرخ و شہانہ ہی بر مین ہر اک کے
شگفتہ روئی سے مانند گل ہین سب شادان

ستار و چنگ و رباب و نی و دف و قانون
تھے بجتے ایسے کہ زندہ ہون جس سے پیر و جوان

وہ گانیین تھین کہ زہرہ و مشتری ہون خجل
الاپ سننے سے جنکی ملک ہین حیران

ہر اک طرف تھا محیط فرح کا جوش و خروش
غرض کہ عیش و خوشی کا تھا ہر طرف سامان

کہا یہ دیکھکے مین نے کہ ہی یہ عید کا دن
کہ جس سے رشک کرے جشن قیصر خاقان

وفائے بعید ہی یہ اسطرح کا عید مین لطف — کہ بن رہا ہو طلسم عجب تمام جہان

کہا سروش نے تب یون تو کیون ہی حیرت مین — خبر بسنت کی بھی کچھ رکھے ہی ای نادان

یہ روز عید نہین بلکہ روز شادی ہی — کہ مہر و ماہ کا بیت الشرف مین ہوگا قران

سحر یہ عید کی بھی طعنہ زن ہو آج کی صبح — شب برات پہ ہی رات آج کی خندان

وہ کون شخص ہی یعنی امیر ابن امیر — ملک خصال و فلک رتبہ و عظیم الشان

پڑھے ہو نہین شان مین اوسکی وہ مطلع نو طرز — کہ جسمین دبدبہ و شوکت اوسکی ہووے بیان

اسد علی ہی وہ شیر خدا جری زمان — کہ جسکے نام سے ہو قبض روح شیر ژیان

علو شوکت و ہمت مین ہی سلیمان شان — ہین اوسکے در کے گدا قیصر و جم و خاقان

وہ عقل و ہوش و خرد مین ہی صورت لقمان — سخا و جود مین بے شبہ حاتم دوران

وہ اوسکی ہیبت شمشیر ہی کہ جسکی کبھی — نہ تاب لا سکے رستم سا پہلوان زمان

پشنگ شنگ نظفر فر و موید ید — عماد عالم و مہر عطا مہ احسان

سر سران جہان و سوار ساعد ملک | اساس طارم اسلام و بانی ایمان

فلک سریر ہی وہ عرش رتبہ کیوان جاہ | سماک رتبہ اسد حملہ و ہلال نشان

کوئی کسی پہ تعدی کرے یہ کیا ممکن | کہ مور تک بھی نہین ظلم مار سے نالان

صلاح خلق و فلاح جہان و رونق ملک | مدام رہتی ہی مد نظر عیان و نہان

بیان سخاوت و بخشش کا اوسکی کیا ہوئے | کہ بے زبان ہوئی کلک ازل کی نہین زبان

جہان مین نہین باقی کوئی وضیع شریف | عطا سے جسکی جو رکھتا نہو در و مرجان

جہان سے نقر گیا اوٹھہ زمانے مین اوسکے | جہان تمام زر و سیم سے ہی پر داماں

ذکا و ذہن کا اوسکے لکھون مین کیونکر وصف | کہ جسکے آگے ارسطو ہی طفل ابجد خوان

وہ نکتہ فہم و دقیقہ شناس و مضمون رس | کہ عقل فلسفی آگے ہی جسکے سرگردان

ہی اوسکے ناخنون مین بند و بست ہفت اقلیم | وہ بسکہ ضبط ممالک مین ہی فرید جہان

سیاست مدنی مین یہ اوسکو ہی ملکہ | کہ اوسکے سامنے پیر خرد بھی ہی نادان

غرض کہ وصف تو اوسکے تمام کب ہووین | کہان تلک کرے لا انتہا کا کوئی بیان

بس اب یہی ہی مناسب کہ ہو جیے خاموش | جو اوسکا وصف لکھے تو کہان ہی تیری زبان

کلام ختم کر اب حق سے یہ دعا کر تو | الہی قائم و باقی ہی جب تلک یہ جہان

حوادث زمانہ سے اوسکو امن مین رکھ | رہے شگفتہ گل عمر اوسکا ای سبحان

یہ اوسپہ شادی مبارک ہو اور ہمپر بھی | نیاز مند ہین ہم اوسکے مورد احسان

اور اوسکی ذات سے مخلوق منتفع ہو تمام | رہے مدام خور جود اوسکا بس تابان

تباہ و خوار ہون دشمن جو اوسکے ہون یا رب | ہمیشہ دوست جو اوسکے ہین وہ رہین شادان

یہ اوسکا حشمت و اقبال روز افزون ہو | بر آئین اوسکے خدایا مقاصد دو جہان

اگرچہ مین تو جہانگیر فن شعر مین ہون | جو اپنا وصف کرون جمع تو کب ہی یہ شایان

اگرچہ دولہ کے سر پہ ہی سہرا اس فن کا | پسند عام یہ اشعار ہون تو کہیے کہ ہان

مخمس

گھر تک کسی عنوان اب آنے نہین دیتا
گھر اور جگہ مجھکو بنانے نہین دیتا
آرام کسی جا بھی مجھے پانے نہین دیتا
کوچے سے ترے دل مجھے جانے نہین دیتا
اسباب سفر پانوسے اوٹھانے نہین دیتا

اب کیجے بیان جور زمانے کے کہان تک
ہو کس سے بیان مجکو ملے رنج جہان تک
دل چھین لیا لینے کو موجود ہی جان تک
ہی رشک فلک کو مری اوقات پہ یان تک
غم کھاؤن تو غم بھی مجھے کھانے نہین دیتا

گردر آکے پھرے کوئی نہ قدغن یہ ہوا ہی
بندش وہان آگے سے کچھ اب اور سوا ہی
دل اونہین اقامت کرے مقدور یہ کیا ہی
شانہ نے زبس اونکو اجاڑے مین لیا ہی
زلفون کو تری ہاتھ لگانے نہین دیتا

ایجان تجھے بیرحمی و نفرت جو سکھائے
اور آتش فرقت سے مرے جیکو جلائے

جون برق جلے خود بھی وہ آرام نہ پائے | یارب کہ شتاب اوسکے اجل سامنے آئے

جو تجھکو مرے سامنے آنے نہیں دیتا

رہنا تو گوارا ہی نہیں مجھکو وطن مین | ہی جی مین کہ بیساختہ پھریے کسی بن مین
ثابت نرہے تار گریبان مرے تن مین | کہتے ہین کہ پھر فصل گل آئی ہی چمن مین

کیون دست جنون دھوم مچانے نہیں دیتا

کیا جانے کسی شخص پہ دیوے کوئی سو جو | معشوقون کے فقرون سے توقع کہو کیا ہو
خود شمع و گل لائے یہ ممکن نہیں اب تو | دشمن ہی یہان تک کہ نسیم او صبا کو

تربت پہ مری پھول چڑھانے نہیں دیتا

وحشت کی کہون کیا کہ بیان آئین جو جو | کہ ضبط کہانتک کرین بس تھک گئے ہم تو
دو ولہ کی تجھے دوستی کا پاس اگر ہو | ای مصحفی سمجھا تو ہی اس دست جنون کو

مجھکو یہ گریبان سیلانے نہیں دیتا

ایضاً

کیا درخشان صورت خورشید حسن یار تھا | جسکے آگے ذرہ سان مہتاب پرانوار تھا

بسکہ حیران اوسکے دید پر دیدۂ نرگس وار تھا | اسقدر محو تماشای رخ دلدار تھا

حلقۂ چشم اپنا اوسکا روزن دیوار تھا

وہ نہ آیا تھا تو گھر بالکل خراب و خوار تھا | مجکو اوس بن کاٹے کھاتا سایۂ دیوار تھا

پر مدد پر ہمنشین یہ طالع بیدار تھا | رونق افزا یان جو گل وہ غیرت گلزار تھا

کلبۂ احزان یہ رشک خانۂ عطار تھا

ایک مدت منہ دکھانے تک کا بھی انکار تھا | بر سر الفت ذرا دو چار دن سے یار تھا

دیکھنا اوسکا جھروکو میں سے جو اقرار تھا | اسلیئے تکتا مین سوی روزن دیوار تھا

آج میرا اور اوسکا وعدہ دیدار تھا

کاہ سان بیقدر تھی ای ہمنشین تو تجھے تھا گمان | سنگ پر گھستی تھی گو اپنی جبین پر تجھے تھا گمان

خون جل بہتی تھی ہوا اندہگین پونچھے تھا کون
بخت جاگے ہین خنا کے اب نہین پونچھے تھا کون
زیر پای یار جب یہ دیدہ خونبار تھا

اب طبیعت سخت گھبرائی ہی کیا ہو دیکھیے
شام آفت جسم پر چھائی ہی کیا ہو دیکھیے
سر پہ اک کالی بلا آئی ہی کیا ہو دیکھیے
اب اسیری زلف کی بھائی ہی کیا ہو دیکھیے
چشم جانان کا تو اک مدت سے مین بیمار تھا

رات کو دروازہ اوسنے بند جو کروا دیا
زیر دیوار اپنے ضعف اُس نے بس بٹھلا دیا
نارسائی سے کے قلق نے کیا مجھے گھبرا دیا
ہوئے صرصر کا بھلا مجہ زار کو پہونچا دیا
ورنہ بام یار تک اک نردبان کار تھا

ہم جدا اوس سے ہوئے تھے اسکا ماتم ہمکو تھا
نیلگون اپنا کفن تھا اسلیے بعد فنا
وہ جو آپہونچا تو پھر طرفہ ہوا یہ ماجرا
پڑتے ہی لاشے پہ عکس اوسکا سنہری رنگ تھا
بزم مین گلگیر گویا مرغ آتشخوار تھا

درد فرقت سے کہان تھی مجکو امید حیات
ایک چھوٹی سی تمنا پر ہوا صید حیات
چلگیا مجہ سادہ دل کا آہ یہ کید حیات
وصل کی امید مجکو ہوگئی قید حیات
ورنہ میرا ہجر مین جینا بہت دشوار تھا

موت کے اسباب یارب زخم اپنے ہوگئے
مندمل دل کے بھلا کب زخم اپنے ہوگئے
صورت زخم جگر ابخم اپنے ہوگئے
اوسکے پڑتے ہی ہرے سب زخم اپنے ہوگئے
عکس خط یار گویا مرہم زنگار تھا

تھا قریب آسان ہوجاتی مری مشکل کڑی
طوق گردن مین پڑا اور ہاتہ مین تھی ہتکڑی
لائے مقتل مین مجھے زنجیر پاؤن مین پڑی
تھی نزاکت اوسکی مانع خون کی میرے جسگھڑی
مین جھکا سر تھا وہ کھینچے ہوئے تلوار تھا

چھوڑ مسجد آج جو بتخانے کی جانب چلے
اس بنا در سے ہم اوسکی سخت حیران ہوگئے
صندل و سیندور تھا ہاتھون مین قشقہ کے لیے
کردیا زاہد کو کیا کافر بتون کے عشق نے

جای تسبیح آج گردن مین پڑا زنار تھا

کسطرح اہل جنون مین ہو جائے اپنی دھاک
وادی پرخار مین پھرتا رہا بیخوف و باک
جون بگولا رات دن مجکو اڑاتا سر خاک
جب گریبان سے ہوئی فرصت کیا دامن چاک

ایک لحظہ بھی نہین بیدست جنون بیکار تھا

ہو گئے دو دل سے وہ آکر جو باہم ایک شب
ہجر کا جاتا رہا دل سے یہان رنج و تعب
دشمن جانی تھا وہ اوسکو گوارا تھا یہ کب
غیر نے آخر حسد سے داغ کیا کھائے ہین جب

دست گل خوردہ مرا اوسکے گلے کا ہار تھا

ایضاً

کیا منہ ہی کہ طاوس کرے ناز پھبن کا
نقشہ اوسے دکھلادے اگر اپنے بدن کا
وہ طالع بیدار ہی مجہ کاستہ تن کا
بوسہ جو لیا خواب مین اک غنچہ دہن کا

داغون مین ہی عالم مرے گلہای چمن کا

عیسیٰ بھی اگر چرخ چہارم سے اوتر آئے	اور زور حذاقت کا وہ ہر طور سے دکھلائے
محرور تپِ عشق کا ہرگز نہ شفا پائے	چھوٹی ہوئی مہندی جو ترے پانونکی ہاتھ آئے

ہوتا ہی تدارک ابھی یان دلکی جلن کا

کیا پھولی پھلی ہی گلِ رخسار کی دولت	افزون ہی زرِ گل سے انار کی دولت
سینہ ہی مشبک مژۂ یار کی دولت	آلودۂ خون ہی خلشِ خار کی دولت

ہر آبلے مین رنگ ہی گلہای چمن کا

سرمہ کی سلائی جو لگائی تو لگائی	وحشی سے اگر آنکھ ملائی تو ملائی
ہو جاے رہائی جو کرو راہنمائی	آنکھون نے تری چوکڑی یہ اوسکی بھلائی

کچھ بن نہین آتا ہی یہ عالم ہی ہرن کا

نسرین کا تماشا مری نظرون مین ہی آخر	کم عارض گلگون سے نہین ماہ منور
رستہ ہی ترا دھیان جو ای شوخ سمن بر	ہی چادر مہتاب بھی پھولونکی سی چادر

ہی رنگ یہ آنکھون مین ترے گل سے بدن کا

فرہاد صفت کوہ سے ٹکرائے اگر سر   جوگی کیطرح خاک سے ملے تن پہ سراسر
انجام یہ ہی بیٹھہ رہے خاک اوڑا کر   بنکر وہ بگولا سا پھرے لاکھہ طرح پر

ملنے کا نہین قیس کو رستہ مرے بن کا

رتبہ مرے اشکون کے یہ ہی ابر کرم مین   سرسبز جسے چاہے کرے ایک ہی دم مین
دل اپنا دکھاؤنگا جو دم ہی مرے دم مین   جسطرح گل تازہ کھلے باغ ارم مین

اب تو یہی عالم ہی مرے داغ کہن کا

اللہ نگہدار ترا او بت ناداں   انداز نیا تو نے نکالا مہ تابان
بگڑی یہ بناوٹ تو سجاوٹ ہی مری جان   گاتی ہی دوپٹے کی بندھی بال پریشان

دل کیون نہو مفتون ترے بیساختہ پن کا

پیمان مرے دلبر یہ مرا تجھسے ہوا تھا   ہان عہد مکرر یہ مرا تجھسے ہوا تھا

اقرار سمن بر یہ مرا ب تجھسے ہوا تھا
وعدہ تو مقرر یہ مرا ب تجھسے ہوا تھا
جز تیرے نہ عاشق ہون کسی غنچہ دہن کا

صورت جو نظر آگئی اک ماہ لقا کی
بیہوشی طبیعت پہ وہین ہو گئی طاری
کیا کیجیے بن دید نہ قابو مین ہا جی
معذور ہون گر مجھسے ہوئی عہد خلافی
ہون دیکھنے والا مین تجھی عہد شکن کا

گورا ہی بدن اور بھری ہوئی گات ہی اوسکی
مژدہ مجھے پونہچا ہی زبانی یہ صبا کی
ہی حسن خداداد کی ہر روز ترقی
جون غنچہ ہی ہر لحظہ اوسے اور تعلّی
جوبن ہی بلا جوش پہ ہی رشک چمن کا

موباف تری کاکل مشکین کا جو ہی سرخ
موباف مین اسبات کی تبلاؤ کوئی سرخ
لگتا جسے کہتے نہین ذرہ کوئی شی سرخ
گویا شفق شام ہی کیا شاہد مہ سرخ
دل خون نہ کیون رشک سے ہو مشک ختن کا

ہی تجربہ بندۂ خالق یہی اکثر	ہوتا ہی وہی جو کہ کیا چاہیے مقدر
دولہ ہوا نکہت کا جہانگیر سخنور	نکہت نہ جہانگیر ہو دولہ ترا کیونکر

ہی تجھ مین رچا رنگ عروسان چمن کا

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ یار روزگار باغ و بہار ہی عیش و طرب کو روز بازار ہی برہان یہ کہ اندنون دیوان بے نظیر سراپا حسن کی تصویر گوہر نیم سفتہ سراسر سفتہ ریختۂ خامۂ اعجاز ختامہ سخنور شیوا زبان بالغ فکر روشن بیان نواب نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان صاحب بہادر جنت آرام ملقب بہ نواب دولہ نے بسعی موفورہ بندۂ عاجز محمد عبد الرحمن شاکر مطبع نظامی واقع کانپور مین بماہ شوال ۱۲۸۸ ہجری رنگ انطباع پایا اور اس گلدستۂ گلستان ہمیشہ بہار نے بہزار حسن دلجو

کا دریا ہی بحر لطافت کا گوہر یکتا ہی اگرچہ اہل کمال سے زمانہ خالی ہی مگر اونکے
کمال کی دلیل کلام عالی ہی الہی منظور چشم خاص و عام ہو مقبول و مطبوع
طبائع انام ہو اول تاریخ اختتام تمۂ بخیر دوم ریاض اسیر
سوم عجب گلشن بہار چہارم سواد باغ و بہار پنجم بہار آباد در روضۂ اطیب
ششم نتیجۂ فکر یہ قطعۂ رنگین و عجیب

قطعۂ تاریخ

رشکِ بہار دولہ کا دیوان ہو جو طبع	رنگین سخن کا طرفہ شگفتہ چمن ہی یہ
شاکر نے پھر شہانہ یہ تاریخ کی رقم	دولہ کے نام کیا ہی عروس سخن ہی یہ

تقریظ چکیدۂ خامۂ اعجاز طراز معانی منشی عبد العزیز عجاز سہسوانی

حمد اوس حکیم کو کہ جسنے گوہر شب چراغ عقل کو شبستان سینہ انسان مین
فروزان فرمایا اور لعل زبان کو جواہر خانۂ دہان مین رکھکر مروارید کلام ابدار

سے مرصع بنایا اور نعت اوس جوہر شناس دین مبین کو کہ جس سنے
سنگین دلان کفر و شرک کو لالی ستلالی اسلام سے کامیاب کیا اور در
غرر ہدایت سے دامن دل بھر دیا **اما بعد** مقر نادانی و کج مج زبانے
محمد عبد العزیز اعجاز سہسوانی شائقان شعر و سخن و ذائقہ چشان
مذاق مضامین نو و کہن کو مژدہ رسان ہے اور سخن سنجان معنی رس و معانی
شناسان سخن فہم کو نوید گویان ہے دیوان فصاحت عنوان نوی بخش
پژمردہ دلان جسکے لفظ لفظ مین شیرۂ عشق بھرا ہے مصرعہ مصرعہ مین مضمون
شوقیہ جلوہ نما ہے زبان کی تراش خراش پر دل قربان ہے بول چال محاورہ
جو چلے پر صدقے دل و جان ہے جواہر زواہر بندش الفاظ فصیح اور عربی
تراکیب ملیح سے مرصع ہے مضامین عالیہ کا نامرقع ہے ہر غزل مین نیا رنگ
سحر کا ڈھنگ نگارخانہ ارژنگ جسکے سامنے محض بیرنگ بلکہ ہیرا

نیرنگ حسن الفاظ پہ دل لوٹ ہے معانی رنگین کی نیرنگی کلاسوں کے کلام پر چوٹ ہے
اسکی خوبی کی جسقدر تعریف ہو گل بوستان و بلبل ہندستان تصنیف نواب
نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان بہادر ملقب بنواب دولہ جنت آرام گاہ ہے گو
ناتمام ہے اسپر بھی مرقع حسن تمام کا ہے خاتمہ عہد کی کلام کا ہے اندنون مردمک
دیدہ اقبال حشم و چراغ جاہ و جلال نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ رئیسہ بھوپال
نور چشم نواب مرحوم نے ہمت عالیہ کو کام فرمایا کہ اوس دیوان شاعری کی جان کے
انطباع کا سر انجام فرمایا نام مردہ کو شہرت کلام سے زندہ کیا آئنہ زنگ آلود کو
مصقلہ اشاعت سے جلوہ جلا دیا چنانچہ حسب الارشاد جناب عالیہ ممدوحہ
محمد عبد الرحمن خان شاکر نے بسعی بلیغ و اہتمام وسیع اپنے مطبع نظامی واقع کانپور
بہ بلند نامی مشہور نزدیک و دور مین طبع کا انصرام کیا مدت قلیل مین خطاط ثانی نیر رقم
و مصححان سخنور رشک میر و نصیر و کارگزاران ہنر پرور با سلیقہ نظر مطبع فیض منبع نے

حسن تحریر و تصحیح رنگ طبع و توشیح دیا الٰہی نام نامی یوسف الاہم کا ساتھ عالی ہمتی کے مشہور دیار و امصار ہوا و مہتمم مطبع کے کار و بار کو روز بہ ترقی اور روز بازار ہو آمین یا رب العالمین تحریر تاریخ دیوان مد نظر ہوئی یون زبان قلم پر جلوہ گر ہوئی

قطعۂ تاریخ

نظامی مطبع از رنگ حسین بین	چھپا دیوان والا بسکہ فائق	پی تاریخ اسی اعجاز لکھو
کلام روشن و ممتاز و لائق ١٢٨٨ھ	ایضاً	طبع شد دیوان والا بے بدل
در نظامی مطبع رشک چمن	از پی تاریخ طبعش ای حسین	گفت والا من زہی روشن سخن ١٢٨٨ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شیخ محمد یعقوب المتخلص بہ یعقوب منصرم مطبع

کلام روشن نواب والا	چو شد مطبوع با زیب و آئین	پی تاریخ طبعش گفت یعقوب	چہ دیوان بے مثال و فرد رنگین ١٢٨٨

قطعۂ تاریخ صنفہ حافظ محمد عبد الغفار المتخلص بہ غفار

کلام لائق نواب والا	بحسن طبع شد مطبوع دلہا	پئی تاریخ طبعش گفت غفار	کلام روشن و بے مثل و اعلیٰ ١٢٨٨ھ

از محمد عبد الغنی شاہ المتخلص بہ غنی

کلام صاحب نواب والا	پسند خاطر و مطبوع ہر کس	چو شد مطبعۂ موصوف مطبوع
بطرز دلپسند و حسن بس	غنی از بہر تاریخش رقم کرد	کلام دلنشین بے مثل والا قدر ہیں ١٢٨٨ھ